

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ وَمُسْلِمَةٍ (الحدیث)
علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔

طالبات تقریر کیسے کریں؟

جلد دوم

شیخ طریقت جلیل الامت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد درین رحمہ اللہ، مدظلہ العالی
خلیفہ و حجاز حضرت حاذق الامت پرنامبرٹ (خلیفہ و حجاز حضرت سید الامت جلال آبادی) مدیر دارالعلوم محمدیہ بنگلور

کی مجالس کا خود

مرتب

ڈاکٹر حکیم محمد فاروق اعظم حبان قاسمی
نائب مہتمم دارالعلوم محمدیہ بنگلور

مکتبہ طیبہ دیوبند

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب :	طالبات تقریر کیسے کریں؟ (جلد دوم)
ماخوذ از خطبات :	حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی
مرتب :	ڈاکٹر حکیم محمد فاروق اعظم حبان قاسمی
کتابت و تزئین :	مولانا عبید الرحمن قاسمی و مولانا نعیم احمد قاسمی، حبان گرافکس بنگلور
باہتمام :	مولانا محمد طیب قاسمی
تعداد :	تین ہزار (۳۰۰۰)
قیمت :	
ناشر :	مکتبہ طیبہ نزد سفید مسجد، دیوبند، سہارنپور-247554 (یو پی)

مرتب کا مکمل پتہ

RAHEEMI SHIFA KHANA
#248, 6th Cross, Gangondanahalli Main Road,
Nayandhalli Post, Maysore Road
BANGALORE - 560039 (INDIA)
Ph.: 080-23180000, 23397836/72
www.raheemishifakhana.com
E-mail.: raheemishifakhana@yahoo.com

فہرست

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
1	انتساب	8
2	تقریظ	9
3	حرف اول	11
4	صدقہ عید الفطر کی فضیلت	12
	صدقہ فطر کوتاہیوں کی تلافی	13
	عید الفطر کی سننیں	14
	مسلمانوں کے لئے دو ہی عیدیں ہیں	15
5	مسلمان عورت کی خوبیاں	16
	رابعہ بصریہ <small>رضی اللہ عنہا</small> کا تقویٰ	20
6	خواتین گھریلو بحث میں اپنی آمدنی کا خیال رکھیں	21
	خرچ کرتے وقت مستقبل کا خیال رکھیں	24
7	بیٹی کی تربیت پر جنت کا وعدہ	25

27	بچیوں کی پرورش پر خصوصی توجہ دیں	
29	مسواک کی اہمیت اور ضرورت	8
30	مسواک کرنے کا طریقہ	
31	مسواک کے ذریعہ فحشاء ہو گئے	
33	مسواک کے روحانی اور مادّی فائدے	9
34	مسواک کے فضائل	
35	ہم سنتوں کو زندہ کریں	
37	لڑکی کا نکاح کرنے کے لئے مالی وسائل کی کیا ضرورت!	10
39	احکام شریعت بھول گئے	
41	مردوں و عورتوں پر ایک دوسرے کے حقوق لازم ہیں	11
43	قبل از اسلام اور بعد از اسلام	
45	عالمی یوم خواتین منایا جاتا ہے مگر.....	12
48	مرد و عورت کی الگ الگ ذمہ داریاں	
49	حضور <small>صلی اللہ علیہ وسلم</small> کو عورتوں کی کتنی فکر تھی؟	13
52	کوئی عادت تو پسند ہوگی	
53	نماز تہجد کی فضیلت	14
56	تہجد کا معمول بنائیں	
57	جہیز سماج کا ایک ناسور ہے	15
60	فضول خرچی سے اجتناب کریں	
61	خیرو شر کے ذریعے انسان کی آزمائش	16
63	صبر و شکر سے کام لیں	

- 17 پردے کا حکم کیوں؟ 65
- عورت گھر کے باہر زینت نہ اختیار کرے 67
- 18 جہیز کی لعنت سے کیسے چھٹکارا ملے 69
- عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی شادی 72
- 19 واک اور ورزش بھی سنت ہے 73
- ورزش کئی بیماریوں کا علاج 75
- 20 اسلام عورت کے حقوق کا محافظ ہے 76
- طلوع اسلام سے قبل عورت کی حالت زار 77
- عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید 78
- عرفہ کے خطبہ میں بھی عورتوں کا ذکر 80
- 21 لباس پہننے کا مقصد 82
- لباس کے تین مقاصد 83
- مشابہت غیر کی مذمت 85
- تشبہ اور اس کا مفہوم 86
- ساتر لباس پہنیں 86
- 22 ہمیشہ اپنے سے نیچے والوں کو دیکھو 88
- شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ 91
- 23 حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عاجزی اور انکساری 92
- حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی رعایا پروری کا اہم واقعہ 94
- 24 نکاح کا اصل مقصد 96
- دینداررشتہ آنے پر نکاح نہ کرنا فساد کا باعث ہے 98

- 25 کلام الہی کے ساتھ رسالت کی اہمیت 100
- معلم کے بغیر کتاب کو سمجھا نہیں جاسکتا 101
- رہنما کے بغیر منزل تک نہیں پہنچ سکتے 102
- 26 برکت والا نکاح اور شادی 104
- دور نبوت میں نکاح بہت آسان تھا 106
- 27 روزہ کے جسمانی اور روحانی فائدے 108
- روزہ دار روزہ کی حالت میں کن باتوں کا لحاظ رکھے؟ 109
- روزہ دار بھول کر کھاپی لے تو 110
- حالت سفر میں روزہ رکھنا 110
- شریعت نے سہولت بھی دی ہے 111
- 28 معاملات کی درستگی ہی اصل دین ہے 112
- حقوق سے دستبرداری جھگڑوں کو ختم کر دیتا ہے 113
- مکمل اسلام میں داخل ہو جاؤ 115
- 29 مدینہ میں مسلمانوں کی غربت اور حضور کی شفقت و محبت 116
- حضور نے ہر حال میں صبر و شکر کا دامن پکڑا 117
- یہ آپ کا معجزہ تھا 118
- 30 مخلص افراد ہی صالح معاشرہ کی بنیادیں 121
- عمل صالح معاشرے کا ذریعہ 122
- صالح معاشرے کے لئے نسخہ کیمیا 123
- 31 علم دین کی فضیلت اور اہمیت 125
- اولاد کے تعلق سے والدین سے باز پرس ہوگی 128

- 32 دنیا سے بے رغبتی آخرت میں سب سے زیادہ کام آئے گی
- 130 آپ ﷺ کا فاقہ
- 132 ہم دنیا کے طرف راغب ہو رہے ہیں
- 132 جہیز کی لعنت معاشرہ کا کینسر ہے
- 134 راجیہ سبھا کی رپورٹ
- 136 زنا معاشرہ کے لئے ناسور ہے
- 138 برکت والا نکاح
- 138 اکثر مسلمان عملاً قرآن سے دور ہیں!
- 139 قرآن سے بے اعتنائی
- 140 حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کی مجاہدانہ زندگی!
- 142 حلال کھانے والا عقلمند ہے
- 143 تم ابراہیم بن ادہم تو نہیں ہو
- 144 زندگی حقیقت میں دل کی زندگی ہے
- 146 دل کو بھی عوارض لاحق ہوتے ہیں
- 147 دل کو سنوارنے کی ضرورت
- 149 قرآن کریم کی تلاوت کے بار بار اور مسلسل احکامات
- 151 تلاوت قرآن صرف ایک عبادت ہی نہیں
- 152 تجوید
- 153 روزانہ کا معمول
- 153 حضور ﷺ کی ہجرت خالص رحمت الہی کے سائے میں
- 155 صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بے مثال قربانی
- 157

طالبات تقریر کیسے کریں؟ کی جلد دوم کا

انتساب اور ثواب

خليفة دوم حضرت عمر فاروقؓ کے نام معنون کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں جن کے ذریعہ اسلام کو قوت حاصل ہوئی، جن کی بدولت حرم مکی میں پہلی اذان واقامت اور نماز باجماعت ادا کی گئی، جن کا غضب بروایت علیؓ بارشاد نبوت رب ذوالجلال کا غیض و غضب قرار دیا گیا، جن کی سختی نے اسلام کو وسعت اور نرمی نے لوگوں کے قلوب میں شعائر اسلام کو جگہ دی۔ جن کا عدل اور حکومت مثالی رہی، جن کے خوف و ہراس سے شیطان راستہ تبدیل کر دیا کرتا تھا، جنہیں بزبان نبوت بروایت علیؓ ”چراغ اہل جنت“ قرار دیا۔ جن کی صاحبزادی حضرت حفصہؓ امت کی ماں قرار پائیں اور آپؐ کو اعزائے رسولؐ میں شامل ہونے کا شرف حاصل ہوا، بالآخر یہ شرف اس قدر قریب ہوا کہ روز قیامت تک آپؐ نبیؐ کے پہلو میں آرام فرمائیں۔ آپؐ کی قبر اطہر پر ہزاروں رحمتیں، برکتیں اور انوارات نازل ہوں۔

خاکروب

آستانہ فاروقیہ

محمد ادریس حبان رحیمی چرتھاؤلی

خانقاہ رحیمی بنگلور

مورخہ: ۱۸ جون ۲۰۱۳ء بروز منگل

تقریظ

مولانا حکیم محمد عثمان حبان دلدرا قاسمی زید مجدہم
ناظم تعلیمات دارالعلوم محمدیہ بنگلور

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم، اما بعد!

زمانہ قدیم میں بچیوں اور لڑکیوں کی تعلیم و تربیت پر کوئی خاص توجہ نہیں دی جاتی تھی، بلکہ عورت کو انسان تصور کرنے والے بہت کم لوگ تھے، وہ صرف مرد کی ضرورت تھی لیکن اسلام نے عورت کو مقامِ اعلیٰ عطا کیا، اس کی تعلیم و تربیت کو لازمی اور اجر و ثواب کا ذریعہ بتایا، سارے عالم میں پھیلی ہوئی خرافات جو عورت کو ذلیل و رسوا کرنے کیلئے ہوا کرتی تھیں ان کو اسلام نے مٹایا، اور ہر ماں، بیٹی، بہن اور بیوی کو اس کا جائز حق دلویا تا کہ وہ بھی معاشرے میں سکون و اطمینان کی زندگی گزار سکے۔

آج جب یورپی تہذیب و تمدن کی بدولت رشتوں میں دراڑیں پڑتی جا رہی ہیں اور عورتیں آزادی کے نام پر رسوائی و ذلت کو فخر و منزلت سمجھنے لگی ہیں تو ایسے موقع پر اسلام کے پیش کردہ نظامِ حیات کو دوہرانے کی اشد ضرورت ہے، یہ اسی وقت ممکن ہے جب عورت کو اس کا صحیح منصب و مقام یاد دلایا جائے، اس کی صحیح تربیت کی جائے۔

آج عورت کی تعلیم تو ہے لیکن اس کی صحیح تربیت نہیں، اس پر کیر تو کی جاتی ہے لیکن مثبت پہلو کی طرف متوجہ نہیں کیا جاتا، جس کی ضرورت ازلہ ہے۔ اس ضرورت کو حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی مدظلہ العالی نے خوب سمجھا اور اپنی مجالس میں مسلم بچیوں کی اصلاح و تربیت کے متعلق خصوصی ارشادات و فرمودات کے ذریعہ یہ باور کرایا کہ عورت گھر کی ملکہ ہے، اسے بازار کی رونق نہیں بنایا جاسکتا، لہذا ہمیں اپنی بچیوں کی تعلیم و تربیت اسلامی رنگ میں بچپن سے ہی کرنی چاہئے، تاکہ ایک منظم و مستحکم اور پاکیزہ معاشرہ میسر ہو سکے۔

برادرِ کبیر ڈاکٹر حکیم محمد فاروق اعظم حبان قاسمی زید مجدہم نے آپ کے ارشادات کو شروع میں خطبہ و تمہیدی کلمات کے ذریعہ ترتیب دے کر ایک چھوٹا سا کتابچہ بعنوان ”طالبات تقریر کیسے کریں؟“ ترتیب دیا تھا، جس کے موضوعات کو بے حد پسند کیا گیا، جس پر بہت سے افراد نے اس کی مزید جلدیں لانے پر اصرار کیا، حضرت حبیب الامت مدظلہ سے اجازت طلب کرنے کے بعد آپ کے دیگر خطبات اور مجالس سے مزید عنواؤں کو اخذ کر کے دس جلدوں پر مشتمل مناسب صفحات پر اس کتاب کی دوبارہ اشاعت کی گئی، ذاتِ باری تعالیٰ سے امید ہے کہ سابقہ کتابچہ کی طرح ”طالبات تقریر کیسے کریں؟“ کتاب بھی مدارس نسواں کی طالبات کیلئے اسی طرح نافع ثابت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اس سعی کو قبول فرمائے اور ناشر جناب مولانا محمد طیب صاحب قاسمی مالک مکتبہ طیبہ و جملہ معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے، آمین!

العارض

محمد عثمان حبان دلدرا قاسمی

ناظم تعلیمات دارالعلوم محمدیہ بنگلور

مورخہ: ۱۷ جون ۲۰۱۳ء بروز پیر

حرفِ اول

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم، اما بعد!

الحمد للہ بعد نماز جمعہ احاطہ دارالعلوم محمدیہ بنگلور میں مجلسِ رحیمی ہوتی ہے، ناچیز مجالس میں شریک رہتا ہے جس میں اصلاح و تربیت کے عنوان پر مختلف جواہر پاروں سے حاضرین دامن بھرتے ہیں، دل میں داعیہ پیدا ہوا کہ ان کو یکجا کیا جائے جس سے مدارس میں پڑھنے والی طالبات استفادہ کر سکیں، مجلسِ رحیمی میں حضرت قبلہ والد بزرگوار خواتین کے متعلق جو ارشاد فرماتے تھے راقم ان کو یکجا کرتا رہا اور تھوڑے عرصہ میں مختلف عنوانات سے مضامین تیار ہو گئے، عنوانات ترتیب دے کر قبلہ والد بزرگوار سے ان کو شائع کرنے کی اجازت طلب کی، حضرت نے چیدہ چیدہ مقامات سے دیکھ کر اجازت مرحمت فرمادی، ناچیز نے صرف تمہیدی کلمات کا اضافہ کیا ہے امید کہ تقریروں کا یہ مجموعہ مدارس نسواں کی طالبات کیلئے نافع ثابت ہوگا۔ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ ناچیز کی اس سعی کو قبول فرمائے اور ناشر جناب مولانا محمد طیب صاحب قاسمی مالک مکتبہ طیبہ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین!

احقر

محمد فاروق اعظم قاسمی المعروف محمد حارث حبان

نائب مہتمم دارالعلوم محمدیہ بنگلور

مورخہ: ۱۸ جون ۲۰۱۳ء بروز منگل

صدقہ عید الفطر کی فضیلت

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ
وَالْمُرْسَلِينَ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ. أَمَّا بَعْدُ! فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ
الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ. بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. مَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ
أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلٍ فِي كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِائَةٌ
حَبَّةٍ. وَاللَّهُ يُضَعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ. صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ.

مشفق و مہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! جو لوگ اللہ کے راستہ میں خرچ کرتے ہیں ان کی مثال اس دانہ کی سی ہے جس سے سات بالیاں اگیں اور ہر بالی میں سو سودا نے ہوں اور اللہ تعالیٰ جس کیلئے چاہتا ہے چند گنا کرتا ہے اور اللہ وسیع علم والا ہے۔ اسلام نے دو عیدیں مشروع کی ہیں زمانہ جاہلیت میں بہت سے رسوم و رواج لوگوں میں پائے جاتے تھے اسلام نے ان سب کو ختم کر دیا اور دو عیدیں جو مشروع کی ہیں ان میں بھی غیروں کی طرح شور و شرابہ اور ہنگامہ نہیں۔ پٹانے ناچ گانے اور شراب و کباب نہیں بلکہ اس میں بھی شکرانہ کی دور کعتیں پڑھی

جاتی ہیں اپنی خوشی میں غریبوں اور محتاجوں کو بھی شریک کیا جاتا ہے ایک دوسرے کو عید کی مبارکباد پیش کی جاتی ہے غرضیکہ یہ دونوں عیدیں امن و امان پیار و محبت اور اخوت و بھائی چارگی کی تعلیم دیتی ہیں۔ صدقہ فطر کے جہاں اور بہت سے فوائد ہیں وہیں ایک بڑا فائدہ اور سبب یہ ہے کہ عید کا دن خوشی کا دن ہے ممکن ہے کہ بہت سے غریب مسلمان اپنی غربت و افلاس کی وجہ سے عید کے دن بھی کھانے پینے کا نظم نہ کر سکیں اور ایسی صورت میں دوسروں کو دیکھ کر ان کے دلوں میں حسرت و یاس پیدا ہو اور دوسرے مسلمانوں کی طرح یہ لوگ خوشی نہ مناسکیں اسلئے صدقہ فطر کو لازم کیا گیا۔

صدقہ فطر کوتا ہیوں کی تلافی

روزہ دار کتنا ہی اہتمام کرے روزہ کے دوران کچھ نہ کچھ کوتاہی ہو ہی جاتی ہے، کھانے پینے اور روزہ توڑنے والی باتوں سے بچنا تو آسان ہوتا ہے لیکن فضول مصروفیات اور نامناسب گفتگو سے مکمل احتراز نہیں ہو پاتا، اس لئے اس طرح کی کوتاہیوں کی تلافی کے لئے شریعت میں رمضان المبارک کے ختم پر صدقہ فطر کے نام سے گویا کہ روزہ کی زکوٰۃ الگ سے واجب قرار دی ہے، حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ارشاد فرماتے ہیں:

”فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَكَاةَ الْفِطْرِ طَهْرَةً لِلصَّائِمِ مِنَ اللُّغْوِ وَالرَّفَثِ وَطَعْمَةً لِلْمَسَاكِينِ مَنْ آذَاهَا قَبْلَ الصَّلَاةِ فَهِيَ زَكَاةٌ مَقْبُولَةٌ وَمَنْ آذَاهَا بَعْدَ الصَّلَاةِ فَهِيَ صَدَقَةٌ مِّنَ الصَّدَقَاتِ“ (ابوداؤد: ۱۶۰۹)

”آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر کو ضروری قرار دیا جو روزہ دار کیلئے لغو اور بے حیائی کی باتوں سے پاکیزگی کا ذریعہ ہے اور مسکینوں کیلئے کھانے کا انتظام ہے جو شخص اسے عید کی نماز سے پہلے ادا کر دے تو یہ عام صدقات میں سے ایک صدقہ ہے۔“

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صدقہ فطر واجب ہونے کے دو مقاصد ہیں۔ پہلا مقصد روزہ کی کوتاہیوں کی تلافی۔ دوسرا مقصد امت کے مسکینوں کیلئے عید کے دن رزق کا انتظام۔ اسلئے صاحب وسعت مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ صدقہ فطر بروقت ادا کرنے کا اہتمام کریں، جیسا کہ حدیث بالا میں فرمایا گیا ہے کہ عید کی نماز سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنے کا ثواب زیادہ ہے، اسی بنیاد پر ”حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما عید سے دو تین دن پہلے ہی صدقہ فطر ادا کر دیا کرتے تھے۔“ (ابوداؤد: ۱۶۱۰)

اور یہ مناسب بھی ہے تاکہ مستحق حضرات پہلے ہی سے عید کی تیاری کر سکیں۔ جو شخص زندگی کی لازمی ضروریات کے علاوہ اتنی قیمت کے مال کا مالک ہو جس پر زکوٰۃ واجب ہو سکے اس شخص پر عید الفطر کے دن صدقہ فطر ادا کرنا واجب ہے۔

صدقہ فطر کی مقدار نصف صاع گہہوں (یعنی پونے دو کلو) یا ایک صاع جو یا کھجور یا ان چیزوں کی قیمت کے بقدر کوئی دوسری چیز یا نقد روپے ہے۔

عید الفطر کی سنتیں

عید کے دن تیرہ (۱۳) چیزیں مسنون ہیں: (۱) شرع کے موافق اپنی آرائش کرنا (۲) غسل کرنا (۳) مسواک کرنا (۴) عمدہ سے عمدہ کپڑے جو پاس موجود ہوں پہننا (۵) خوشبو لگانا (۶) صبح کو بہت سویرے اٹھنا (۷) عید گاہ میں بہت سویرے جانا (۸) عید گاہ جانے سے قبل کوئی شیریں چیز مثل چھوہارے وغیرہ کے کھانا (۹) عید گاہ جانے سے قبل صدقہ فطر دے دینا (۱۰) عید کی نماز عید گاہ میں جا کر پڑھنا یعنی شہر کی مسجد میں بلا عذر نہ پڑھنا (۱۱) جس راستے سے جائے اس کے سوا دوسرے راستے سے واپس آنا (۱۲) پیدل جانا (۱۳) اور راستے میں اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر واللہ الحمد آہستہ آواز میں پڑھتے ہوئے جانا۔

مسلمانوں کے لئے دوہی عیدیں ہیں

کتنی پیاری تعلیم ہے اسلام کی اس سے عمدہ تعلیم اور اس سے بہتر عید کا تصور نہیں کیا جاسکتا ہم جس ملک میں رہتے ہیں یہاں ہندوؤں کی اکثریت ہے آئے دن ان کی کوئی نہ کوئی عید رہتی ہے جس میں خرافات بے حیائی شراب و کباب اور پٹانے پھوڑنا یہ ساری باتیں پائی جاتی ہیں یہی دستور عیسائیوں کا ہے، کرسمس ڈے کے موقع پر ساری برائیاں ہوتی ہیں بلکہ جتنی شرابیں اس دن بکتی ہیں اتنی کئی مہینوں میں بھی نہیں بکتی گویا ساری برائیاں خوشی خوشی منائی جاتی ہیں اور کوئی عیب تصور نہیں کیا جاتا۔ ہمارے پیغمبر ﷺ نے فرمایا مسلمانوں کے لئے دو عیدیں ہیں عید الفطر اور عید الاضحیٰ عید الفطر تو رمضان کے روزہ رکھنے کے شکریہ میں اور عید الاضحیٰ سیدنا ابراہیم و اسماعیل علیہ السلام کی یادگار کے طور پر منائی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا بے انتہا کرم ہے اس نے ہم سب کو اسلام کی عظیم دولت سے نوازا اور حضور نبی کریم ﷺ کی امت میں پیدا فرمایا۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

☆☆☆

مسلمان عورت کی خوبیاں

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ
وَالْمُرْسَلِينَ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ. أَمَّا بَعْدُ! فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ
الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ. بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ
مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا
وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ. صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ.

مشفق و مہربان معلمات عزیزہ طالبات ماؤں اور بہنو! میری تقریر کا موضوع ہے مسلمان عورت کی خوبیاں اسی تعلق سے چند باتیں قرآن و حدیث کی روشنی میں پیش خدمت ہیں ایک دفعہ حضور نبی کریم ﷺ کی مجلس میں یہ بات ہوئی کہ سب سے بہتر عورت کون ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ مجلس سے اٹھ کر فوراً گھر تشریف لے گئے۔ اہلیہ محترمہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ سب سے بہتر عورت کونسی ہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ سب سے بہتر عورت وہ جو کسی غیر محرم کو نہ دیکھے اور نہ کسی غیر محرم کی نظر اس پر پڑے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آ کر عرض کیا یا رسول اللہ

ﷺ میری اہلیہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ سب سے بہتر عورت وہ ہے جو کسی غیر محرم کو نہ دیکھے اور نہ ہی کسی غیر محرم کی نگاہ اس پر پڑے۔ آپ ﷺ نے خوش ہو کر فرمایا فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے۔ تو گویا عورت کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ بے پردہ نہ پھرے خصوصاً آج کل کے ماحول میں جب کہ بے پردگی بے حیائی عریانیت و فحاشی عروج پر ہے طرح طرح مخرّب اخلاق آلات و اسباب وجود میں آگئے جن کی وجہ سے ہر عمر کے لوگ تباہی کے شکار ہو رہے ہیں۔ اور اپنی زندگی کے قیمتی اوقات ضائع کر رہے ہیں اور ان کو احساس تک نہیں ہوتا۔

عورت شعلہ بھی ہے اور شبنم بھی۔ اگر وہ خدا کے خوف سے عاری ہے اور اس کا دل و نگاہ بے باک ہے، ایمان کی نعمت سے محروم ہے تو وہ ایک شعلہ کی مانند ہے جس سے زندگی و روح کی خرمین کو آگ لگ جانے کا خطرہ ہے اور صرف خطرہ ہی نہیں بلکہ زندگی کی حقیقی مسرت و شادمانی جھلس جایا کرتی ہے۔

اس کے برخلاف مومن عورت جس کا دل و دماغ ایمان کے چراغ سے روشن ہوتا ہے خدا کی محبت اور اس کے خوف سے سرشار رہتا ہے اور اپنی زندگی کو ایک متاع گرنا مایہ سمجھتی ہے تو وہ اس شبنم کی طرح ہے جس سے سارا باغ ٹھنڈک محسوس کرتا ہے جس کی آمد سعید پر پتہ پتہ کھل اٹھتا ہے اور ڈالی ڈالی جھوم جاتی ہے اور زمین کا ہر حصہ سیراب ہوتا ہے۔

مسلمان عورت صبر و تحمل، عفت و عصمت، وقار و تمکنت، خدمت و اطاعت، خوف و محبت، اور ان جیسے بیش بہا اوصاف سے متصف ہو کر جس خانہ ویران میں داخل ہوتی ہے اس کو روشن بنا دیتی ہے اور ہر ایک کے لئے اچھی مثال قائم کر جاتی ہے وہ ایمان و یقین کی منزل سے گزرتی ہے اور کسی لمحہ بھی اس کے قدم کو لغزش اور اس کے خیال میں تبدیلی نہیں پیدا ہوتی، وہ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کی شکل میں سامنے آتی

ہے اور ایمان و یقین کی مشعل جلاتی ہے، مصیبتوں کو دعوت دیتی ہے اور آخر کار ابو جہل کا برچھا کھا کر موت کی آغوش میں جاسوتی ہے مگر لب تک کفر کے کلمات انہیں آتے۔ اس کو اپنا شوہر، اپنی اولاد اپنے اعزاء اپنی دولت چھوڑتے ہوئے سعادت معلوم ہوتی ہے کہ زہے قسمت کہ یہ چیزیں خدا کی محبت و خوف کی راہ میں قربان ہو رہی ہیں، وہ دیوانہ وار گھر سے نکلتی ہے اور یہ سن کر کہ حضور ﷺ شہید ہو گئے بے قرار ہو جاتی ہے وہ ہر ایک سے پوچھتی ہے، کوئی کہتا ہے کہ تمہارے باپ شہید ہو گئے، کوئی سناتا ہے کہ تمہارا بھائی قربان ہو گیا، کسی کی زبان سے نکلتا ہے کہ تمہارا شوہر راہی مالک بقا ہوا، مگر وہ ایمان و یقین کی بندی رضائے مولیٰ اور محبت رسول پر جان دینے والی آگے بڑھتی جاتی ہے اور حضور ﷺ کو پوچھتی جاتی ہے، ناگاہ حضور ﷺ پر نظر پڑتی ہے تو زبان سے بے اختیار انہ نکلتا ہے: "كُلُّ مُصِيبَةٍ بَعْدَكَ جَلِي يَا رَسُولَ اللَّهِ" آپ کے ہوتے ہوئے ہر مصیبت ہلکی ہے، اسی واقعہ کو مولانا شبلی رحمتہ اللہ علیہ نے نظم کی ہے جس کے دو آخری شعر یہ ہیں:

بڑھ کے اس نے رخ اقدس جو دیکھا تو کہا
تو سلامت ہے تو پھر ہیچ ہے سب رنج و الم
میں، اور باپ بھی، شوہر بھی، برادر بھی فدا
اے شہ دین ترے ہوتے ہوئے کیا چیز ہیں ہم

وہ لڑکی ہو یا بڑی، دن کی روشنی میں بھی اور رات کی تاریکی میں خدا سے ڈرتی ہے اور ایسے موقع پر اپنے بڑوں کو بھی سبق دیتی ہے جب اس کو اس کی ماں حکم دیتی ہے کہ بیٹی اس سے پہلے کہ رات کی سیاہی اپنی چادر لپیٹے اور صبح نمودار ہو، دودھ میں پانی ملا دے، مسلمان بیٹی کہتی ہے کہ اماں کل امیر المومنین نے منادی کرائی تھی کہ دودھ میں پانی کوئی نہ ملائے، ماں کے کہنے پر کہ امیر المومنین اس وقت کہاں دیکھ

رہے ہیں، بیٹی خدا کے خوف سے لرز اٹھتی ہے اور جواب دیتی ہے کہ اماں اگر امیر المؤمنین کی نگاہ یہاں نہیں پہنچ سکتی ہے تو کیا خدا دانا و مینا بھی نہیں دیکھ رہا ہے؟ وہ گھر کا کام بھی کرتی ہے تو خدا کو بھول کر نہیں، رضائے مولیٰ سے بے نیاز ہو کر نہیں، وہ قدم قدم پر خدا کو راضی کرتی ہے، اسکی نگاہ ادھر سے ادھر اٹھتی نہیں، اسکے پیش نظریہ آیت رہتی ہے: وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ. (سورہ نور: ۳۰) ”اور فرما دیجئے مسلمان عورتوں سے کہ وہ اپنی نگاہیں پٹی رکھیں اور اپنی عفت و آبرو کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کی جگہوں کو ظاہر نہ کریں مگر جو کھلی ہوئی رہتی ہیں اور اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رہیں۔ وہ کسی مجلس میں آزادانہ شریک نہیں ہوتی، نہ بیباک نگاہیں ڈالتی پھرتی ہیں، اس کو اپنی عزت و آبرو ہر چیز سے زیادہ عزیز ہوتی ہے، وہ اگر اپنے باپ سے بھی بات کرے گی تو فاطمہ زہراؓ کے نقش قدم پر چل کر، نہ اس کا دل گندے تصورات سے آشنا ہوگا، نہ دماغ فحش خیالات سے متاثر، اس کا لباس ساتر ہوتا ہے، نہ اتنا باریک ہوتا ہے کہ جسم جھلکے نہ اس طرح کھلا ہوتا ہے کہ جسم کا کوئی حصہ نظر آئے، وہ رسول اللہ ﷺ کی اس وعید سے ڈرتی ہے کہ جو عورتیں اس طرح لباس پہنتی ہیں کہ پہننے کے بعد بھی تنگی معلوم ہوتی ہیں اور اتراتی چلتی ہیں وہ جنت میں نہ جائیں گی، نہ ان کو جنت کی خوشبو آئے گی۔ حالانکہ جنت کی خوشبو دور سے محسوس ہوگی۔

وہ عبادت کرتی ہے تو ایسی کرتی ہے کہ بڑے بڑے ہمت والے ہمت چھوڑ بیٹھیں۔ حضرت زینبؓ اس کی آخری مثال تھیں، وہ اپنے آپ کو مسجد کے ستون سے رسی باندھ کر لٹکتی تھیں کہ مبادا نیند نہ آجائے، ان سے حضور ﷺ کو کہنا پڑا کہ میانہ روی اختیار کرو، بہتر عمل وہ ہے جو ہمیشہ کیا جائے جو خواہ تھوڑا ہو۔

رابعہ بصریہ رضی اللہ عنہا کا تقویٰ

رابعہ بصریہ رضی اللہ عنہا ایک خاتون ہی تھیں جو بہت سے مردوں پر فوقیت لے گئیں ان کے تقویٰ و پرہیزگاری کا عالم یہ تھا کہ ایک دفعہ سالن بنانا تھا مگر پیاز نہیں تھی خادمہ نے عرض کیا کہ پیاز نہیں ہے تو کہنے لگیں کہ اگر پیاز ہوتی تو اچھا ہوتا تھوڑی ہی دیر میں ایک کو آیا اور اپنی چونچ میں پیاز لئے گھر میں ڈل دی خادمہ نے عرض کیا کام بن گیا پیاز کا انتظام ہو گیا کہنے لگیں کہاں سے آگئی؟ تو خادمہ نے کہا کہ ایک کو لے کر آیا ہے تو رابعہ بصریہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ پیاز کو الے کر آیا ہے پیاز نہیں حلال ہوگی کہ حرام معلوم نہیں کہاں سے لے کر آیا ہے اس لئے سالن بغیر پیاز کے بنا لو چنانچہ بغیر پیاز کے سالن بنایا گیا آج کل کا کوئی مرد یا عورت ہوتی اور اس کے ساتھ ایسا واقعہ پیش آتا تو اس کو اپنی اعلیٰ کرامت تصور کرتی اور لوگوں میں مشہور ہو جاتا کہ فلاں بہت بزرگ ہے اس سے تو بڑی کرامتیں ظاہر ہوتی ہیں ہم سب کو صحابیات اور تابعات کے نقش قدم پر چل کر اپنی زندگی گذارنی چاہئے اسی میں ہماری کامیابی ہے اور دارین کی فلاح و سعادت مضمحل ہے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

☆☆☆

خواتین گھریلو بجٹ میں اپنی آمدنی کا خیال رکھیں

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ
وَالْمُرْسَلِينَ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ. أَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ
الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ. بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. وَاتِذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ
وَالْمَسْكِينِ وَابْنَ السَّبِيلِ وَلَا تَبْذُرْ تَبْدِيرًا إِنَّ الْمُبْدِرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ
الشَّيْطَانِ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا. صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ.

مشفق و مہربان معلمات، عزیزہ طالبات ماؤں اور بہنو! کفایت شعاری
ایک عمدہ خصلت ہے جس نے بھی یہ خصلت اپنالی وہ کبھی بھی مال بجز اس کا شکار نہیں
ہوسکتا اور دوسروں کے سامنے کبھی محتاج نہیں ہوسکتا کم آمدنی کی صورت میں بھی وہ
پریشانی کی زندگی نہیں گزارے گا اور زیادہ آمدنی کی صورت میں وہ کبھی اتراے گا
نہیں بلکہ ہر حال میں میانہ روی اختیار کرے گا عورتوں کو خاص طور پر کفایت شعاری
کو اختیار کرنا چاہئے۔ کسی کے حالات ہمیشہ یکساں نہیں رہتے اس لئے فضول خرچی

سے ہمیشہ اجتناب کرنا چاہئے وہی خواتین کامیاب اور خوش و خرم زندگی گذارتی ہیں
جو خرچ کرنے میں احتیاط کرتی ہیں اور جن عورتوں کو فضول خرچی کی عادت پڑ گئی ان
کی آمدنی خواہ کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو مگر ان کا خرچہ آسانی سے پورا نہیں ہوسکتا۔
اور دوسری اہم چیز یہ ہے کہ دوسروں کو نہیں دیکھنا کہ وہ تو اچھے اچھے لباس پہنتی ہے
عمدہ کھانا کھاتی ہے اونچے بنگلوں میں رہتی ہے عیش و آرام کی ساری اشیاء میسر ہیں
اس سے نعمت خداوندی کی ناشکری ہوگی ہمیشہ اپنے سے غریبوں کو دیکھنا چاہئے۔

وہ زمانہ اب نہیں رہا جب عورتوں کو گھر کی چہار دیواری تک محدود رہنا پڑتا تھا،
انہیں، زیادہ سے زیادہ گھر کا کام کاج انجام دینا ہوتا تھا۔ آج عورتیں ہی نہیں نو عمر
لڑکیاں بھی مختلف پیشوں میں اپنی صلاحیتوں کے جوہر دکھا رہی ہیں، اسلئے جب ان
کے ہاتھ میں بچوں کی تربیت کے ساتھ ساتھ گھریلو بجٹ تیار کرنے کا کام آتا ہے تو وہ
اس میں مردوں سے زیادہ اہلیت اور مہارت کا ثبوت دیتی ہیں۔ پھر بھی اس کیلئے
ضروری ہے کہ عورت پڑھی لکھی ہو امور خانہ داری میں اسے خاطر خواہ دلچسپی ہو اور
فضول خرچی سے پہلو بچاتی ہو، جب کسی عورت میں یہ صلاحیتیں جمع ہو جاتی ہیں تو وہ
گھر کا بجٹ متوازن رکھنے میں کامیاب رہتی ہے۔ آج اس شدید مصروفیات کے دور
میں جب کہ مرد اپنا کاروبار چلانے یا نوکری کرنے میں ہمہ تن مصروف رہتا ہے تو
متعدد گھروں کیلئے خریداری کا کام عورتیں ہی کرتی ہیں اور جو سلیقہ مند خاتون ہوتی
ہیں، وہ خریداری سے پہلے اپنی گھریلو آمدنی کو سامنے رکھ کر بجٹ بنا لیتی ہیں، کیونکہ وہ
اس حقیقت سے واقف ہوتی ہیں کہ جتنی چادر ہواتے ہی اپنے پیر پھیلائے چاہئیں۔
بجٹ سرکاری ہو یا گھریلو ہو وہ ایک چیلنج ہوتا ہے اور اس کو تیار کرتے وقت اپنی
ضرورتوں کا لحاظ کر کے آمدنی و خرچ کو دیکھا جاتا ہے۔ انسانی ضروریات میں پہلی
ضرورت اس کا مکان ہوا کرتی ہے۔ دوسری ضرورت اس کا لباس ہوتی ہے۔ جس

کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ پہنوجو لوگوں کو پسند آئے، پھر اس کے بعد کھانے پینے کی ضرورت کا نمبر آتا ہے، سمجھ دار اور گھر کی خواتین ذمہ دار اپنی آمدنی کے اندر بجٹ بناتی ہیں اور جو آمدنی کا لحاظ نہیں رکھتیں، انہیں مالی پریشانیوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ اسی طرح دوسری گھریلو ضرورتوں کو پورا کرنے کی کافی اہمیت ہوتی ہے، مثال کے طور پر تعلیم کا خرچ، اخبارات کا بل، بجلی، پانی اور ٹیلی فون کے ماہانہ اخراجات، تہوار، تقاریب، مہمان نوازی، سیر و تفریح اور ایسے ہی دوسرے پروگراموں کیلئے رقم کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اچھی گریڈ خواتین اپنا بجٹ بناتے وقت اخراجات کی ان سب مدوں کا خیال رکھتی ہیں اور سمجھ دار بیویاں تو اپنے شوہر سے صلاح و مشورہ بھی کر لیتی ہیں اور جوان سبھی پہلوؤں کو سامنے نہیں رکھتیں، انہیں بعد میں مالی دقتوں کا شکار ہونا پڑتا ہے اور ایک مرتبہ جب ان کے گھریلو بجٹ کا توازن بگڑ جاتا ہے تو پھر وہ مہینوں سنبھالنے نہیں سنبھلتا۔ اسلئے بہتر طریقہ یہ ہے کہ شروع سے فضول خرچی کی عادت نہ ڈالی جائے اور کفایت شعاری کی زندگی گزاری جائے۔ درحقیقت گھریلو بجٹ بنانا اپنی آمدنی کو ایک توازن کے ساتھ خرچ کرنے کا دوسرا نام ہے، جس میں کفایت شعاری کافی مددگار ثابت ہوتی ہے اور فضول خرچی پریشانی کا باعث بنتی ہے پھر دن بدن آسمان کو چھوتی مہنگائی کے اس دور میں انسان دو باتوں پر خاص توجہ دے تو وہ سکون و اطمینان کے ساتھ اپنی زندگی بسر کر سکتا ہے۔ پہلی بات یہ کہ خرچ کرنے سے قبل سوچ لے کہ کہیں وہ غیر ضروری تو نہیں ہے۔ فضول چیزوں پر ایک پیسہ صرف نہ کیا جائے، کس دل میں خواہش اور امنگیں نہیں ہوتیں، لیکن ان کو اپنی قوت خرید کا پابند رکھنا چاہئے، دوسرے یہ کہ مہنگائی برق رفتاری کیساتھ بڑھ رہی ہے۔ لہذا مستقبل کیلئے بھی کچھ نہ کچھ رقم ضرور پس انداز کر کے رکھ لینی چاہئے، آج کے مزہ کیلئے کل کی پریشانی مول لینے والے اچھے بجٹ ساز نہیں ہو سکتے۔

خرچ کرتے وقت مستقبل کا خیال رکھیں

انسان کو مستقبل میں پیش آنے والے امور کے تعلق سے فکر مند رہنا چاہئے اور یہ سوچنا چاہئے کہ کل جب خرچ بڑھ جائے گا اولاد بڑی ہو جائے گی لڑکیاں جوان ہو جائیں گی اور ان کی شادی بیاہ کیلئے ہزاروں بلکہ آج کل کے دور میں لاکھوں روپے کا خرچ آئے گا اس وقت ہم کیا کریں گے ہماری قوت بھی جواب دیدگی ہم کما بھی نہ سکیں گے اس لئے ان ایام کی تیاری پہلے ہی کر لینی چاہئے تاکہ کف افسوس نہ ملنا پڑے۔ بسا اوقات انسان کی یہ سوچ ہوتی ہے کہ میری آمدنی تو بہت زیادہ ہے مجھے مستقبل کی فکر کرنے کی کیا ضرورت ہے جوانی میں عیش و عشرت کے مزے لوٹ لیں حالانکہ ان کی یہ سوچ بسا اوقات ان کیلئے بہت نقصان دہ ثابت ہوتی ہے ان کی وہ ملازمت نوکری تجارت و بزنس ختم ہو جاتی ہے اور کوڑی کوڑی کے محتاج ہو جاتے ہیں اور دردر کی ٹھوکریں کھاتے ہیں مذہب اسلام نے بخل سے منع کیا ہے سخاوت کا حکم دیا ہے مگر بخل کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آدمی اپنے خرچہ میں چار پیسے مستقبل کیلئے بچا کر رکھ لے بلکہ یہ بھی شریعت ہے اور سخاوت کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ جتنا مال ہے پورا خرچ کر دے اور کل دوسروں کا محتاج بنا پھرے بلکہ ہونا یہ چاہئے کہ غریبوں محتاجوں اور فقراء، مساکین کا حتی المقدور خیال رکھے لیکن فضول خرچی نہ کرے قرآن نے فرمادیا کہ فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں اور جس گھر کی عورت فضول خرچی کرنے کی عادی ہوگی تو اس گھر کا دیوالیہ نکل جائے گا۔ خواہ کتنی ہی کمائی کیوں نہ ہو اور جس عورت کی عادت کفایت شعاری کی ہو جائے تو وہاں کبھی محتاجگی نہیں آسکتی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو کفایت شعاری کے ساتھ زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! **وَإِخْرُجْ عَلٰۤاَنَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ**

بیٹی کی تربیت پر جنت کا وعدہ

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ
وَالْمُرْسَلِينَ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ. أَمَّا بَعْدُ! فَاغْوِذْ بِاللَّهِ مِنَ
الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ. بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ
بِالْأُنثَىٰ ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ. صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ.

محترمہ صدر معلمہ عزیزہ طالبات ماؤں اور بہنو! معاشرے کے اندر جو کمزور
سمجھے جاتے ہیں یا یہ کہ اسلام کی آمد سے قبل جن کو کمزور سمجھا جاتا تھا جیسے خواتین اور
غلام باندیاں مذہب اسلام نے ان کو احساس کمتری سے نکال کر احساس برتری عطا
کی۔ ذلت و پستی کے عمیق غار سے نکال کر عزت و رفعت کے کوہ ہمالیہ تک پہنچا دیا
اور ان کے بہت سارے حقوق بیان کئے۔ چین و سکون اور راحت و آرام کے ساتھ
زندگی گزارنے کا سلیقہ عطا کیا سچ تو یہ ہے کہ مذہب اسلام نے ان لوگوں پر بہت بڑا
احسان کیا۔ اسلام سے قبل پیدا ہونے والی بیٹیوں بلکہ عام عورتوں کے ساتھ ایسے
مظالم کے پہاڑ توڑے جاتے تھے کہ ان کو سن کر بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے

ہیں کسی ایک شہر یا مخصوص ملک میں نہیں بلکہ عمومی طور پر پوری دنیا کا یہی حال تھا
عورتوں اور غلاموں کے ساتھ ناروا سلوک ہی کیا جاتا تھا بلکہ بہت سے ایسی ذہنیت
کے بھی حامل تھے جو عورتوں کو انسان سمجھنے کے روادار نہ تھے۔

اسلام سے پہلے لڑکی کو پیدا ہوتے ہی زندہ درگور کر دیا جاتا تھا لیکن اسلام
نے لڑکی کو بہت بڑا مقام عطا کیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ
آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس کو لڑکی کی نعمت سے نوازا گیا پھر اس نے اس کو
تکلیف نہیں پہنچائی اور نہ اس کی توہین کی اور نہ اس پر بیٹے کو ترجیح دی تو اللہ تعالیٰ اس
آدمی کو جنت میں داخل فرمائیں گے۔ (ترمذی)

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا
کہ جس کو اللہ نے بیٹیاں دے کر آزمایا پھر اس نے لڑکیوں کیساتھ اچھا سلوک کیا تو
یہ لڑکیاں اس کیلئے جہنم سے آڑ ہوں گی۔ (بخاری و مسلم) یعنی اپنے باپ کو جہنم میں داخل
نہیں ہونے دیں گی۔ ابن شریط رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا
آپ ﷺ فرما رہے تھے جب کسی کے یہاں لڑکی پیدا ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اسکے
یہاں فرشتوں کو بھیجتا ہے جو آ کر کہتے ہیں اے گھر والو! السلام علیکم تم پر سلامتی ہو،
فرشتے پیدا ہونے والی لڑکی کو اپنے پروں کے سائے میں لے لیتے ہیں اور اسکے
سر پر اپنے ہاتھ پھیرتے ہوئے کہتے ہیں یہ ایک نانا تو اس کمزور جان ہے جو ایک کمزور
نانا تو اس جان سے پیدا ہوئی جو شخص اس نانا تو اس جان کی پرورش کی ذمہ داری اٹھائے
گا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی مدد اس کے شامل حال ہوگی۔ (مجمع الزوائد) خطبات جہان صفحہ
۹۵-۹۴ اور عورت صرف شوہر کے گھر کی نگہبان نہیں بلکہ اس کی اولاد کی بھی نگہبان
ہے۔ اور اولاد کی پرورش، اولاد کی خدمت، اولاد کی تربیت اور اس کی تعلیم کی ذمہ
داری حضور ﷺ نے عورت پر ڈالی ہے۔ اگر اولاد کی تربیت صحیح نہیں ہو رہی ہے ان

کے اندر اسلامی آداب نہیں آرہے ہیں تو اس کے بارے میں پہلے عورت سے سوال ہوگا اور بعد میں مرد سے ہوگا اس لئے کہ ان چیزوں کی پہلی ذمہ داری عورت کی ہے۔ بچوں کی تعلیم و تربیت کی ذمہ داری اگرچہ باپ پر بھی عائد ہوتی ہے لیکن اس سلسلہ میں ماں جو کردار (رول) ادا کر سکتی ہے اس کے مقابلے میں باپ کی حیثیت ثانوی درجہ کی رہ جاتی ہے۔ اس لئے کہ ماں کی گود بچے کا سب سے پہلا مدرسہ اور تعلیم گاہ ہوتی ہے۔ پھر بچے کو ماں سے دن رات کے چومیس گھنٹے میں اکثر اوقات سابقہ پڑتا ہے جب کہ باپ سے بہت کم سابقہ پڑتا ہے۔ اس لئے عورت پر بچوں کی تعلیم و تربیت کی نازک ذمہ داری باپ سے زیادہ عائد ہوتی ہے۔

بچوں کی پرورش پر خصوصی توجہ دیں

ماں کی تربیت جیسی ہوگی اولاد پر ویسے ہی اثرات مرتب ہوں گے ماں اگر نیک اور صالح ہے تو اولاد بھی نیک اور صالح بنے گی اس لئے ماںیں خود بھی پابند شرع ہوں اور اولاد کو بھی شریعت کے ایک ایک حکم پر عمل پیرا ہونے کی تاکید کریں بالخصوص بچوں کی تعلیم و تربیت پر زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے اس لئے کہ لڑکیوں میں سدھار پیدا ہوگا اور ان کے اندر پرہیزگاری کی انمول صفات پیدا ہوں گی تو اس کے فوائد متعدی ہوں گے اور پورا خاندان مستفید ہوگا اسی لئے شریعت نے بھی بچوں کی پرورش اور تعلیم و تربیت پر جنت کی بشارت اور خوشخبری سنائی ہے ایک دفعہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں ایک عورت اپنی دو بچیوں کے ساتھ آئی اور سوال کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس صرف تین کھجوریں تھیں وہی اٹھا کر دیدیں اس عورت نے ایک ایک کھجور دونوں بچیوں کو بانٹ دی اور تیسری کھانے کیلئے جیسے ہی منہ کی طرف بڑھایا دونوں بچیوں نے مانگ لیا اس عورت نے وہ کھجور بھی آدھی آدھی کر

تقسیم کر دی اور خود کچھ نہیں کھایا اس واقعہ کا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے دل پر گہرا اثر پڑا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور واقعہ بیان کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی عورتوں اور مردوں کو جنت کی خوشخبری سنائی جن کو بچیوں کی پرورش میں مبتلا کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی اولاد خاص کر بچیوں کی تعلیم و تربیت پر زیادہ سے زیادہ توجہ دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

☆☆☆

مسواک کی اہمیت اور ضرورت

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ

الْحَمْدُ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنُسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ. وَنَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَنَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ. أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ. بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ. صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ.

مشفق و مہربان معلمات عزیزہ طالبات!

مسلمانوں کو کامیابی اسی وقت مل سکتی ہے جب وہ اللہ و رسول کے ارشادات و فرمودات پر اچھی طرح عمل کریں۔ نبی کریم ﷺ کے تعلق سے قرآن اعلان کرتا ہے: وَمَا اتَّكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا رسول جو تم کو دے وہ لے لو اور جس سے روکیں اس سے رک جاؤ کوئی بھی بات آپ ﷺ خواہش نفس سے نہیں فرماتے بلکہ جو کچھ فرماتے ہیں وہ وحی الہی ہو کرتی ہے۔

نبی کریم ﷺ کی ایک ایک نقل و حرکت امت کے لئے نمونہ اور اسوہ ہے اسی نمونہ پر چل کر امت کامیاب ہو سکتی ہے آج ہم نے سنت نبوی کو چھوڑ دیا اور بڑی سے بڑی سنت کی ہمارے یہاں کوئی اہمیت نہیں رہی جب کہ نبی کریم ﷺ کی ایک ایک سنت خواہ چھوٹی ہو یا بڑی اس میں دین کا فائدہ تو ہے ہی دنیا کا فائدہ بھی ہے آدمی کی صحت و تندرستی رہتی ہے سینکڑوں بیماریوں سے نجات ملتی ہے انہیں سنتوں میں سے ایک اہم سنت مسواک کرنا ہے۔ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ میری امت پر شاق گذرے گا تو ہر نماز کے لئے مسواک کرنے کا حکم دیتا مگر امت پر مشقت کی بنیاد پر حکم نہیں دیا گیا مگر امت کی فلاح و بہبودی اسی میں ہے کہ ہر نماز کے وقت مسواک کو لازم پکڑیں۔

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب کسی عالیشان دربار میں جانا ہو تو پہلے ظاہری شکل و صورت و شبابہت کا سنوارنا اور دانتوں کو صاف کرنا بھی بڑا ضروری ہے کیونکہ بات چیت کرنیکے وقت دانتوں کی زردی اور میل نظر پڑنے سے سلیم الفطرت کو نفرت ہوتی ہے، پس احکم الحاکمین سے بڑھ کر کس کا دربار عالیشان ہو سکتا ہے اسی وجہ سے نماز پڑھنے سے پہلے جیسا کہ دیگر گندگیوں اور میل کچیل صاف کرنے کا اہتمام کیا جاتا ہے ایسے ہی دانتوں کے میل و منہ کی سخت بدبودور کرنا بھی مستحسن ہے، یہی وجہ ہے کہ نماز سے پہلے مسواک کا استعمال کیا جاتا ہے، ان احکام پر عمل کرنے سے جسمانی فائدہ کے علاوہ اخروی اجر و ثواب بھی ملتا ہے۔

مسواک کرنے کا طریقہ

حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب سکھروی مدظلہ فرماتے ہیں: مسواک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ مسواک داہنے ہاتھ میں اس طرح لیں کہ مسواک کے

ایک سرے کے قریب انگوٹھا اور دوسرے کے نیچے اخیر کی انگلی اور درمیان میں اوپر کی جانب باقی انگلیاں رکھیں اور مٹھی باندھ کر پکڑیں اور پہلے اوپر کے دانتوں میں دہنی طرف مسواک کریں، پھر بائیں طرف، اسی طرح پھر نیچے کے دانتوں میں دہنی طرف، پھر بائیں طرف اور ایک بار مسواک کرنے کے بعد مسواک کو منہ سے نکال کر نچوڑیں اور از سر نو پانی سے بھگو کر دوبارہ کریں، اسی طرح تین بار کریں، نیز دانتوں کی چوڑائی میں مسواک نہ کریں۔

مسواک کے ذریعہ فحیاب ہو گئے

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو ایک ایک سنت کو دل و جان سے قبول فرماتے تھے ایک دفعہ کسی جنگ میں گئے کئی روز ہو گئے مگر فتح حاصل نہ ہوئی۔ صحابہ کرام نے آپس میں مشورہ کیا کہ آخر فتح کیوں نہیں حاصل ہو رہی ہے غور و فکر کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اہم سنت مسواک کو ترک کئے ہوئے ہیں امیر لشکر نے حکم دیا کہ سب لوگ مسواک کریں چنانچہ جب سارے لشکر نے مسواک کرنی شروع کی تو کفار کے دلوں میں ہیبت بیٹھ گئی اور ڈر کر بھاگ گئے اور اس طرح مسلمانوں کو مسواک کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فتح عطا فرمائی۔ علمائے کرام نے مسواک کرنے کے بڑے فوائد بتائے ہیں ان میں ایک اہم فائدہ یہ ہے کہ مرتے وقت کلمہ نصیب ہو جاتا ہے۔ (اللہ اکبر) کتنا عظیم فائدہ ہے۔ انما الاعتبار بالخوا تیم اعتبار خاتمہ کا ہے آدمی کی زندگی خواہ کیسی ہی گذری ہو اگر مرتے وقت اسے کلمہ نصیب ہو گیا تو اس کا بیڑہ پار ہے اور انجام کار وہ جنت میں داخل ہو کر رہے گا اطباء و حکماء نے بھی اس کے بیشمار فوائد لکھے ہیں مگر افسوس اس بات پر ہے کہ ہم نے برش کا استعمال جب سے شروع کیا اس وقت سے مسواک کو ہاتھ لگانا بھی بھول گئے ہیں

اور ہمارے ذہن و دماغ میں یہ بات پیوست ہو گئی ہے کہ برش سے دانت زیادہ صاف ہوتے ہیں اور مسواک سے کم صاف ہوتے ہیں آپ یقین کریں اگر پانچ وقت مسواک کریں گے تو بلاشبہ دانت بھی صاف ہوں گے اور بہت سی بیماریوں سے نجات بھی ملے گی۔ آئیے ہم سب مل کر اس بات کا عہد کریں کہ آج سے مسواک پابندی سے کریں گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو زندہ کریں گے۔ انشاء اللہ۔

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اِنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ



مسواک کے روحانی اور مادّی فائدے

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ
وَالْمُرْسَلِينَ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ. أَمَّا بَعْدُ! فَاغْوِذْ بِاللَّهِ مِنَ
الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ. بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. وَمَا اتَّكُمُ الرَّسُولُ
فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا. صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ.

سامعین عظام مشفق و مہربان معلمات، ماؤں اور بہنو!

میری تقریر کا موضوع ہے ”مسواک کے روحانی اور مادّی فائدے“ اسلام
کے جتنے بھی احکام ہیں ہر ایک میں دنیوی فوائد بھی ہیں اور اخروی فوائد بھی ہیں نماز
کو دیکھ لیں آخرت میں جو اس کا ثواب ملے گا اور مومنین کی آنکھیں ٹھنڈی ہونگی ان
کا دل خوش اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب ﷺ بھی خوش ہوں گے بلند درجات سے
نواز جائے گا جنت جیسی لازوال نعمت ملے گی جہاں ہمیشہ ہمیشہ مومنین رہیں گے اور
وہاں سے کبھی نہیں نکلیں گے یہ نماز کا اخروی فائدہ ہے اس سے بڑھ کر فائدہ اور کیا
ہو سکتا ہے۔ مگر دنیا کے اندر بھی اس کے بہت سے فوائد ہیں جب انسان صبح کی نماز

کے لئے اٹھتا ہے اور مسجد کا رخ کرتا ہے تو ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں اس کے ذہن
و دماغ کو تروتازہ کرتی ہے اور نماز پڑھتے وقت جو رکوع اور سجدے کرتا ہے تو اس
سے جسم کی ورزش ہوتی ہے اور دن بھر چاق و چوبند رہتا ہے سستی و کاہلی اس کے
قریب نہیں آتی اور اس طرح ایک فریضہ ادا کرنے کی وجہ سے انسان بہت سی
بیماریوں سے چھٹکارا حاصل کر لیتا ہے یہ نماز کا فائدہ ہے۔

مسواک کے فضائل

کتب فقہ و حدیث میں مسواک کے بہت سے فضائل اور مسائل بیان کئے
گئے ہیں اور مسواک کے بہت سے فوائد بھی روایات میں مذکور ہیں اور ان فوائد میں
سے بعض کا تعلق دنیا سے ہے اور بعض کا تعلق آخرت سے ہے اس لئے مسواک کے
فوائد لکھے جاتے ہیں۔

(۱) مسواک منہ کو صاف رکھتی ہے (۲) مسواک سے حافظہ قوی ہوتا ہے
(۳) مسواک سے بلغم دور ہوتا ہے (۴) مسواک شیطان کو غصہ دلاتی ہے (۵)
ہاضمہ کو درست کرتی ہے (۶) منہ کی زائدرطوبت کو ختم کرتی ہے (۷) ذہانت اور
فطانت کو نکھارتی ہے (۸) بڑھاپے کو دور کرتی ہے (۹) کمر کو سیدھا رکھتی ہے (۱۰)
دشمن پر رعب کا سبب ہے جیسا کہ حکایت نقل کی گئی ہے۔

حکایت: ایک مرتبہ مسلمانوں کا لشکر کفار سے قتال کر رہا تھا قریب تھا کہ
مسلمانوں کو شکست ہو جاتی، ان کی آپس میں گفتگو ہوئی کہ شکست کی کیا وجہ ہے؟ تو
صلحاء نے نصیحت کی کہ مسواک کیا کرو انہوں نے کھجوروں کی مسواک بنائی اور
استعمال کی تو اس سے دشمن کے دل میں رعب بیٹھ گیا کہ یہ تو درختوں کو کھا رہے ہیں،
ہمارے ساتھ کیا کریں گے؟ بس دشمن خوف سے بھاگ کھڑے ہوئے۔

(۱۱) مسواک منہ میں خوشبو پیدا کرتی ہے (۱۲) مسواک کرنے والے سے فرشتے خوش ہوتے ہیں (۱۳) خلقی قوتوں کو درست کرتی ہے (۱۴) روح جلدی سے نکلتی ہے (۱۵) مال میں وسعت پیدا کرتی ہے (۱۶) رزق کو آسان کرتی ہے (۱۷) سر کے درد کو دور کرتی ہے (۱۸) دانتوں کو مضبوط کرتی ہے (۱۹) بدن کو قوی کرتی ہے (۲۰) دل کو صاف کرتی ہے (۲۱) فرشتے مسواک کرنے والے سے جب یہ نماز کو چلتے ہیں، مصافحہ کرتے ہیں (۲۲) اولاد کی کثرت کا سبب ہے (۲۳) جسم سے حرارت کو دور کرتی ہے (۲۴) سینے کے درد کو ختم کرتی ہے (۲۵) دانتوں کو سفید بناتی ہے (۲۶) حاجات کو پورا کرنے کا سبب ہے (۲۷) فصاحت کو بڑھاتی ہے (۲۸) مسوڑھوں کو مضبوط کرتی ہے (۲۹) موت کے سواہر بیماری کا علاج ہے۔

ہم سنتوں کو زندہ کریں

آدمی دنیا کے حقیر سے فائدہ کے لئے کتنی محنتیں اور مشقتیں اٹھاتا ہے چند کوڑیوں کی خاطر راتوں رات جاگتا ہے اور یہاں ایک سنت کو ادا کرنے کی وجہ سے اتنے کثیر فوائد ہیں مگر اس کی طرف کوئی توجہ نہیں حقیقت یہ ہے کہ احکام اسلام کی ہمارے دلوں میں کوئی اہمیت نہیں۔ حضور اکرم ﷺ کی سنتوں کی پروا نہیں ورنہ کیا وجہ ہے کہ بلا کسی مشقت کے محض نمازوں کے اوقات میں ایک دو منٹ مسواک کر لینے سے اتنے فوائد حاصل ہو رہے ہیں اور ہم اسکو حاصل نہیں کرتے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ معمول تھا کہ کسی بات کا آپ ﷺ حکم کرتے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عمل کرنے کے لئے دوڑ پڑتے تھے اور ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرتے تھے یہ امکان سے باہر بات تھی کہ آپ ﷺ کسی بات کا حکم کریں اور جانثار صحابہ اس میں پس و پیش کریں ہم بھی تو آپ ﷺ ہی کے نام لیوا کہلاتے ہیں

ہم آپ ﷺ کی محبت کا دم بھی بھرتے ہیں مگر جب عمل کی نوبت آتی ہے تو کنارہ کشی کرتے ہیں بلکہ کوسوں دور ہوتے ہیں کہ ہم ہمارے لئے کامیابی اسی وقت ہے جب کہ اللہ ورسول کے بتائے ہوئے احکام و قوانین کے مطابق زندگی گذاریں۔ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِي عِنْدَ فَسَادِ أُمَّتِي فَلَهُ أَجْرُ مِائَةِ شَهِيدٍ جس نے میری امت کے بگاڑ کے وقت میری سنت کو مضبوطی سے پکڑے رکھا تو اس کیلئے سو شہیدوں کا اجر ہے اور اس وقت امت مسواک جیسی اہم سنت کو چھوڑے ہوئے اسلئے اس سنت پر عمل کرنا یقیناً کثرت ثواب کا باعث ہے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ



لڑکی کا نکاح

کرنے کیلئے مالی وسائل کی کیا ضرورت؟

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ
وَالْمُرْسَلِينَ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ. أَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ
الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ. بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. وَأَنْكَحُوا الْأَيَامِي مِنْكُمْ
وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ إِنْ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِنْ
فَضْلِهِ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ. صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ.

جامعہ ہذا کی مشفق و مہربان معلمات، اور صدر معلمہ! نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: ”أَعْظَمُ النِّكَاحِ بَرَكَاتُهُ أَيْسَرُهُ مُؤْنَةً“ سب سے برکت والا نکاح وہ ہے جس میں کم خرچ ہو دور نبوت میں اور بعد کے ادوار میں شادیاں بڑی آسانی سے ہو جاتی تھیں خصوصاً لڑکی والوں کو کچھ خرچ ہی نہ کرنا پڑتا تھا جو کچھ ذمہ داری ہوتی تھی وہ لڑکوں پر ہوتی تھی گھر کا بندوبست کرنا اور ساز و سامان کا انتظام کرنا یہ

سب لڑکے والے ہی کیا کرتے تھے اور آج بھی عرب ممالک میں جہیز کی وہ لعنت نہیں ہے جیسا کہ ہمارے معاشرے میں ایک عام و باپھیل گئی ہے کہ ایک لڑکی کی شادی کرنے کیلئے باپ کو اپنی جائیداد اور بعض بیچاروں کو اپنا گھر بھی بیچنا پڑتا ہے۔

روایات میں آتا ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کا ارادہ فرمایا تو آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے معلوم کیا کہ تمہارے پاس کچھ ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ ایک گھوڑا اور ایک زرہ ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ گھوڑا تو تمہاری ضرورت کیلئے ہے زرہ کو فروخت کر کے اس کی قیمت میرے پاس لاؤ، چار سو اسی درہم میں وہ زرہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ فروخت کر دی اور حاضر خدمت ہو کر وہ رقم حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے رکھ دی، آپ ﷺ نے اس میں سے ایک مٹھی درہم اٹھا کر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو دیئے اور فرمایا کہ جاؤ اس سے خوشبو وغیرہ خرید لاؤ اور باقی حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہ کو دے کر فرمایا کہ اس کو فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لئے اور گھر کے ضروری سامان میں خرچ کرو۔

معلوم ہوا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے جہیز کا انتظام حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی کی رقم سے ہوا، اس کے علاوہ نبی کریم ﷺ نے اس جنتی جوڑے کو اس وقت جو سامان دیا وہ کل پانچ چیزیں تھیں ایک لحاف، ایک گدا، جس میں روئی کے بجائے کسی درخت کی چھال بھری ہوئی تھی، چکی، مٹی کے دو عدد گھڑے ایک مشکیزہ۔

حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب رقم طراز ہیں کہ کچھ سال قبل شیخ عبدالفتاح ہمارے یہاں تشریف لائے اتفاق سے ایک مقامی دوست بھی اس وقت آگئے اور جب انہوں نے ایک عرب بزرگ کو بیٹھے ہوئے دیکھا تو ان سے دعا کی درخواست کرتے ہوئے کہا کہ میری دو بیٹیاں شادی کے لائق ہیں دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کی شادی کے اسباب پیدا فرمائے، شیخ نے ان سے پوچھا کہ کیا ان کیلئے کوئی مناسب

رشتہ نہیں مل رہا ہے؟ اس پر انہوں نے جواب دیا کہ رشتہ تو دونوں کا ہو چکا ہے لیکن میرے پاس اتنے مالی وسائل نہیں ہیں کہ ان کی شادی کر سکوں، شیخ نے یہ سن کر انتہائی حیرت سے پوچھا وہ آپ کی لڑکیاں ہیں یا لڑکے کہنے لگے کہ لڑکیاں ہیں، شیخ نے سراپا تعجب بن کر کہا! لڑکیوں کی شادی کیلئے مالی وسائل کی کیا ضرورت ہے؟ انہوں نے کہا کہ میرے پاس انہیں جہیز میں دینے کیلئے کچھ نہیں ہے، شیخ نے پوچھا جہیز کیا ہوتا ہے؟ اس پر حاضرین مجلس نے انہیں بتایا کہ ہمارے ملک میں یہ رواج ہے کہ باپ شادی کے وقت اپنی بیٹی کو زیورات، کپڑا، گھر کا اثاثہ اور بہت ساز و سامان دیتا ہے اسے جہیز کہتے ہیں اور جہیز دینا باپ کی ذمہ داری سمجھی جاتی ہے جسکے بغیر لڑکی کی شادی کا تصور نہیں کیا جاسکتا، اور لڑکی کے سسرال والے بھی اس کا مطالبہ کرتے ہیں جب شیخ نے یہ تفصیل سنی تو سر پکڑ کر بیٹھ گئے، اور کہنے لگے کہ کیا بیٹی کی شادی کرنا کوئی جرم ہے، جس کی یہ سزا باپ کو دی جائے؟ پھر انہوں نے بتایا کہ ہمارے ملک میں اس قسم کی کوئی رسم نہیں ہے البتہ والد اپنی بیٹی کو رخصت کے وقت کوئی مختصر تحفہ دینا چاہے تو دے سکتا ہے لیکن وہ بھی کچھ ایسا ضروری نہیں سمجھا جاتا۔

احکام شریعت بھول گئے

اس واقعہ سے کچھ اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ ہمارے معاشرے میں جہیز کو جس طرح بیٹی کی شادی کا ایک ناگزیر حصہ قرار دے دیا گیا ہے اس کے بارے میں عالم اسلام کے دوسرے علاقوں کا کیا نقطہ نظر ہے۔ جیسا کہ شیخ کے حوالے سے پیچھے بیان کیا گیا شرعی اعتبار سے بھی جہیز کی حقیقت صرف اتنی ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی بیٹی کو رخصت کرتے وقت اسے کوئی تحفہ اپنی استطاعت کے مطابق دینا چاہے تو دیدے اور ظاہر ہے کہ تحفہ دیتے وقت لڑکی کی آئندہ ضروریات کو مد نظر رکھا جائے تو زیادہ

بہتر ہے، لیکن نہ وہ شادی کے لئے لازمی شرط ہے نہ سسرال والوں کو کوئی حق پہنچتا ہے کہ وہ اس کا مطالبہ کریں، اور نہ یہ کوئی دکھاوے کی چیز ہے کہ شادی کے موقع پر اس کی نمائش کر کے اپنی شان و شوکت کا اظہار کیا جائے۔ غور کریں اس بات پر وہ لوگ جو آج کل کے جہیز کو سنت ثابت کرنے کے لئے خاتون جنت کی شادی کی آڑ لیتے ہیں اور اگر بالفرض مان لیں کہ جہیز سنت ہے تو کیا اسی جہیز کو جس میں بے شمار بے ضابطگیاں دکھاوا، فضول خرچی ہو جو ہم کرتے ہیں، سنت کہے گا کوئی؟ اللہ ہم سب کو ہدایت کی توفیق مرحمت فرمائے، آمین!

قرآن کی ہدایت بھول گئے سنت کی فضیلت بھول گئے

افسوس کہ ہم رفتہ رفتہ احکام شریعت بھول گئے

ہم نے شادیوں میں فضول خرچیاں کر کے شادی کو اتنا مشکل کر دیا کہ جوان لڑکے اور لڑکیاں گھروں میں بیٹھیں سسکیاں لے رہی ہیں اور رفتہ رفتہ ان کی جتنی زندگی ڈھل رہی ہے اور شادی کے اسباب ان کو میسر نہیں ہو پارہے ہیں اگر شریعت کے احکام پر عمل کرتے تو آج یہ نوبت نہ آتی بلکہ جیسے لڑکی جو انوراً اس کے رشتہ کر دیں اور سکون و اطمینان کی زندگی بسر کریں اس طرح معاشرے کے اندر برائیاں نہیں پھیلتیں اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ فضول خرچی سے اجتناب کریں۔

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

مردوں و عورتوں پر

ایک دوسرے کے حقوق لازم ہیں

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ
وَالْمُرْسَلِينَ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ. أَمَا بَعْدُ! فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ
الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ. بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ
بِالْمَعْرُوفِ. صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ.

یعنی عورتوں کے بھی حقوق مردوں پر واجب ہیں جیسا کہ مردوں کے حقوق
عورتوں پر ہیں قاعدہ شرعی کے مطابق۔ سورہ بقرہ کی ۲۲۸ ویں آیت عورتوں اور
مردوں کے باہمی حقوق و فرائض اور ان کے مراتب و درجات ایک شرعی ضابطہ کی
حیثیت رکھتے ہیں۔ اس جگہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے عورت کے اس موقف
و مرتبہ کی کچھ تشریح کر دی جائے جو اسلام نے اس کو عطا کیا ہے، جس کو سمجھ لینے کے
بعد یقینی طور پر اس کا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ ایک عادلانہ اور متعدد لائنہ نظام کا تقاضہ

یہی تھا اور یہی وہ مقام ہے جس سے اونچ نیچ یا انحراف انسان کے دین و دنیا کے لئے
عظیم خطرہ بن جاتا ہے۔

غور کیا جائے تو دنیا میں دو چیزیں ایسی ہیں جو اس عالم کی بقاء اور تعمیر
و ترقی میں عمود کا درجہ رکھتی ہیں۔ ایک عورت دوسرے دولت: لیکن تصویر
کا دوسرا رخ دیکھا جائے تو یہی دونوں چیزیں دنیا میں فساد و خون ریزی
اور طرح طرح کے فتنوں کا سبب بھی ہیں اور غور کرنے سے اس نتیجہ پر
پہنچنا کچھ دشوار نہیں کہ یہ دونوں چیزیں اپنی اصل میں دنیا کی تعمیر و ترقی
اور اس کی رونق کا ذریعہ ہیں، لیکن جب کہیں ان کو اپنے اصلی مقام اور
موقف سے ادھر ادھر کیا جاتا ہے تو یہی چیزیں دنیا میں سب سے بڑا
زلزلہ بھی بن جاتی ہیں۔

قرآن نے انسان کو جو نظام زندگی دیا ہے اس میں ان دونوں چیزوں کو اپنے
اپنے صحیح مقام پر ایسا رکھا گیا ہے کہ ان کے فوائد و ثمرات زیادہ سے زیادہ حاصل
ہوں اور فتنہ و فساد کا نام نہ رہے۔ دولت کا صحیح مقام، اس کے حاصل کرنے کے
ذرائع اور خرچ کرنے کے طریقے اور تقسیم دولت کا عادلانہ نظام یہ ایک مستقل علم
ہے جسے اسلام کا معاشی نظام کہا جاسکتا ہے لیکن یہاں عورتوں کے بارے میں
ہدایت و تاکید کا ذکر ہے۔

مذکورہ بالا آیت میں عورت کے حقوق و فرائض کا ذکر ہے۔ اس سلسلے میں ارشاد
فرمایا گیا ہے کہ جس طرح عورتوں پر مردوں کے حقوق ہیں جن کی ادائیگی ضروری ہے
، اسی طرح مردوں پر عورتوں کے بھی حقوق لازم ہیں جن کا ادا کرنا ضروری ہے۔ ہاں
اتنا فرق ضرور ہے کہ مردوں کا مرتبہ عورتوں سے بڑھا ہوا ہے۔ اسلام کے اس عدل
و کرم کے مقابلہ میں دیگر مذاہب و اقوام کا ظلم و ستم بھی قابل دید ہے۔

قبل از اسلام اور بعد از اسلام

مذہب اسلام کے علاوہ کسی بھی مذہب اور قوم نے عورتوں کو وہ حقوق نہیں دیئے جس کی وہ حقدار تھی بلکہ اسے ہر دور میں ظلم و ستم کا شکار ہی ہونا پڑا قرآن کریم نے زمانہ جاہلیت میں عورتوں پر ہور ہی ایک زیادتی کا یوں ذکر کیا ہے۔ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرِهًا**۔ اے ایمان والو تمہارے لئے جائز نہیں کہ تم عورتوں کو میراث میں لو۔ زمانہ جاہلیت میں ہوتا یہ تھا کہ شوہر کے مرنے کے بعد سوتیلے بیٹا یا شوہر کا بھائی یا اور کوئی وارث عورت لے لینا چاہتا تو اس کے ساتھ نکاح کر لینا یا بغیر نکاح کے پوری زندگی اپنے پاس رکھنا یا کسی سے نکاح کر دینا اور مہر خود لے لینا رائج تھا اس کے علاوہ عورت کو اپنے شوہر کی طرف سے میراث میں جو کچھ مال ملتا وہ سب دوسرے وارث رکھ لیا کرتے اور عورت کو کچھ بھی نہ ملتا۔

قرآن کریم نے سختی کے ساتھ منع کر دیا کہ یہ جو تم کر رہے ہو یہ جائز نہیں ہے بلکہ شوہر کے مرنے کے بعد عورت اپنے نفس کی مالک ہے اپنے اختیار سے جہاں چاہے جس سے چاہے نکاح کر لے شوہر کے بھائی یا کسی اور وارث کو اس کا اختیار نہیں کہ عورت کو زبردستی روک لیں غرضیکہ اسلام سے قبل عرب ہی نہیں بلکہ عموماً پورے عالم کا یہی حال تھا کہ عورتوں کے لئے ظلم و ستم کو روا رکھا جاتا تھا اور جانوروں جیسا سلوک کیا جاتا تھا اور کتنے لوگ ایسے تھے جو معاشرے میں عقلمند اور زمانہ کے دانشمند سمجھے جاتے تھے وہ عورتوں کو انسان ماننے کے لئے تیار نہ تھے اور اسی میں سے کچھ نرم گوشہ رکھنے والے یہ سمجھتے تھے کہ عورت ہے تو انسان مگر اس کی تخلیق صرف اس لئے ہوئی ہے کہ وہ مرد کی خدمت کرے اور نوکرانی جیسی زندگی گزارے اس کیلئے حقوق نہیں اس کو مرد کے کسی کام میں مشورہ دینے کا کوئی حق نہیں بلکہ اپنے امور کے

لئے بھی وہ مختار نہیں شوہر کی اجازت کے بغیر کچھ بھی نہیں کر سکتی۔ ہمارے ہندوستان کا بھی یہی حال تھا مرد کے انتقال کے بعد عورت کو زندہ رہنے کا کوئی حق ہی نہیں سمجھا جاتا تھا شوہر کے فوت ہونے کے بعد عورت کو ایسی ذلت و رسوائی سے زندگی گزارنی پڑتی تھی کہ اس سے بچنے کے لئے موت کو زندگی پر ترجیح دیا کرتی اور مرد کی لاش کے ساتھ اس کو بھی ستی کر دیا جاتا تھا۔ یعنی شوہر کے ساتھ عورت کو بھی جلا دیا جاتا تھا۔

عرب میں لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے کا رواج تھا جیسے ہی لڑکی پیدا ہوتی صحرا اور جنگل میں لے جا کر گڑھا کھود کر اس کو دفن کر دیا کرتے سبھی لوگ تو ایسا نہیں کرتے تھے بلکہ بہت سے ایسے لوگ بھی تھے جو لڑکیوں کی بڑی تکریم و تعظیم کرتے اور لڑکیوں کے نام پر اپنی کنیت بھی رکھا کرتے تھے یہ تھی اسلام سے قبل عورتوں کی حالت زار اسلام نے آکر عورتوں کو صحیح حقوق دلائے عزت و رفعت عطا کی مردوں کے ہاتھوں کا کھلونا بننے کے بجائے پیار و محبت کے ساتھ زندگی گزارنے کا درس دیا مگر افسوس یہ ہے کہ عورت کو پھر زمانہ جاہلیت کی طرف لوٹا جا رہا ہے اور آزادی کے نام پر ہر طرح کی زیادتی کی جا رہی ہے اور عورت پیاری بھولی بھالی اس دام فریب میں آکر ذلت و رسوائی کا سامنا کرنے پر مجبور ہو رہی ہے اگر عورت کو عزت و شرافت کی زندگی گزارنی ہے تو اسلامی احکام پر بجا طور پر عمل کرنے میں ہی کامیابی مل سکتی ہے مذہب اسلام کے علاوہ کوئی ایسا مذہب نہیں جو عورت کو عزت دلا سکے۔

اللہ تعالیٰ عورتوں کی حفاظت فرمائے اور مغرب کی تہذیب و تمدن سے مکمل حفاظت فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

☆☆☆

عالمی یوم خواتین منایا جاتا ہے مگر.....

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ

الْحَمْدُ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنُسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ. وَنَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَنَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ. أَمَّا بَعْدُ فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ. بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ. صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ.

مشفق و مہربان معلمات عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے حقوق ذکر فرمادیئے اور یہ واضح کر دیا گیا کہ جس طرح مردوں کے حقوق ہے اسی طرح عورتوں کے بھی حقوق ہیں اور مردوں کو تائید بھی کر دی کہ عورتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کریں ان کے ساتھ صحیح انداز پر زندگی گزاریں اور حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی عملی زندگی سے ثابت کر دیا کہ عورتوں کے کیا حقوق و مراتب ہیں اور کس طرح ان کے ساتھ زندگی گزارنی چاہئے۔ ایک موقع پر ارشاد

فرمایا: خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي. تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنی بیوی کے لئے سب سے بہتر ہو اور میں اپنی بیوی کے لئے سب سے بہتر ہوں۔ ایک اور موقع پر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: إِنَّ مَنْ أَكْمَلَ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا حَسَنَهُمْ خَلْقًا وَ الطَّفْهَمَ بِأَهْلِهِ. مسلمانوں میں اس آدمی کا ایمان زیادہ کامل ہے جس کا اخلاقی برتاؤ سب کے ساتھ اچھا ہو اور خاص کر بیوی کے ساتھ جس کا رویہ لطف و محبت کا ہو۔ اس طرح کی تعلیمات کافی ہیں عورتوں کے حقوق کیلئے بس ان پر عمل آوری کی ضرورت ہے اگر صحیح معنوں میں عورتوں کے ساتھ وہ سلوک کیا جائے جو اسلام نے بتائے ہیں تو عورت بڑی پاکیزہ زندگی گزارے گی۔

ماہ مارچ میں ۸ تاریخ کو یوم خواتین منایا جاتا ہے۔ پوری دنیا میں اس موقع پر بڑی بڑی کانفرنسیں منعقد کی جاتی ہیں سیمینار اور سمپوزیم ہوتے ہیں، لمبی لمبی تقریریں ہوتی ہیں اور خواتین کے تئیں ہمدردی کے جذبات کا اظہار کیا جاتا ہے بلکہ اگر یہ کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا کہ عورت کی ہمدردی میں مگر چھ کے آنسو بہائے جاتے ہیں۔ اس غریب مخلوق کی مظلومیت کا رونا رویا جاتا ہے، معاشرے میں اسے اس کا جائز حق دلانے کی قسمیں کھائی جاتی ہیں، پستی کے جس غار میں وہ پڑی ہے اسے اوپر اٹھانے کے نعرے لگائے جاتے ہیں، غرضیکہ ہر اعتبار سے ترقی دینے کے پروگراموں کا اعلان ہوتا ہے، نئی نئی اسکیمیں بنائی جاتی ہیں اور اس طرح پورا دن اسی ہنگامے کی نذر ہوتا ہے۔ دنیا کے ہر گوشے میں یہی منظر ہوتا ہے، خواہ امریکہ اور یورپ کے گل و گلزار ہوں یا افریقہ کے ریگزار، ایشیا کے سبزہ زار ہوں یا آسٹریلیا کے صحراء، ہر جگہ ایک ہی نعرہ سنایا جاتا ہے، ہر جگہ ایک ہی نغمہ گایا جاتا ہے اور وہ یہ کہ ہمیں عورت کو اس کا جائز مقام دینا ہے، ہمیں عورت کو اس سے چھیننا ہوا حق واپس دلانا ہے وغیرہ وغیرہ۔

آئیے ذرا غور کیجئے کیا آج کے زمانے میں عورت واقعی اتنی ہی مظلوم ہے جتنا کہ ڈھنڈورا پیٹا جا رہا ہے۔ کیا واقعی وہ معاشرے کی سب سے مظلوم مخلوق ہے، کیا حقیقت میں اس کے سارے حق چھین لئے گئے ہیں اور وہ اپنا سب کچھ گنوا کر جانوروں کی سی زندگی گزار رہی ہے۔ کیانی الواقع حالات زمانہ نے خاتون خانہ کو اتنا پڑ مردہ، مضحل اور افسردہ خاطر کر دیا ہے کہ اس کی دلجوئی کے لئے ہمیں ”ناری شکتی“ کا نعرہ دینا پڑ رہا ہے، موجودہ صورتحال پر ہلکی سی نگاہ ڈالنے سے یہ حقیقت آشکارا ہو جاتی ہے کہ ایسا بالکل نہیں جیسا کہ کہا جا رہا ہے۔ آج کے اس ترقی یافتہ دور میں عورت نے دنیاوی اعتبار سے جتنی ترقی کی ہے اتنی پہلے کبھی نظر نہیں آتی۔ حکومت میں وہ شریک، انتظامیہ میں وہ موجود، بزنس کے میدان میں وہ دکھائی پڑتی ہے، تعلیم کے میدان میں اس نے اتنی ترقی کی ہے کہ مردوں کے شانہ بہ شانہ نظر آتی ہے، صحافت کے میدان میں وہ مردوں سے ٹکر لینے کے لئے تیار بلکہ وہ بہت سے ایسے کام جو اب تک مردوں کے لئے مخصوص سمجھے جاتے تھے، ان تک میں اس کی شمولیت ہو چکی ہے، پھر آخر اتنا داویلا کیوں؟ پھر اتنا شور و غوغا کس بنا پر، آخر ترقی کی وہ کون سی منزل ہے جس پر یہ عورت کو فائدہ پہنچا رہی ہے۔

اگر صورتحال اور اس کے اسباب پر غور کریں تو یہ حقیقت نکل کر سامنے آئے گی کہ بظاہر آج کی عورت نے بڑی ترقی کی ہے۔ زندگی کے ہر میدان میں وہ مردوں کے شانہ بہ شانہ نظر آتی ہے۔ بلکہ چاند سے آگے سورج پر کند ڈالتی نظر آئے گی، لیکن یہ دنیا والے جس چیز کو عورت کو ترقی مان رہے ہیں اور اس کا ڈھنڈورا پیٹ رہے ہیں، وہ اصل میں ترقی نہیں بلکہ حقیقت میں ترقی کے نام پر اس غریب کا استحصال ہے۔ اس کی نسوانیت کا مذاق ہے۔ آج کتابوں، میگزینوں کے سرورق پر اور ماس میڈیا کے ذریعہ الیکٹرانک اسکرینوں پر عورت کو پیش کرنا عورت کی عزت

نہیں بلکہ اس کی سب سے بڑی بے عزتی ہے اور ابوالہوسوں کے لئے ان کی ہوس کی تسکین کا سامان ہے اور اس سے زیادہ کچھ نہیں۔

مرد و عورت کی الگ الگ ذمہ داریاں

دنیوی ترقی میں واقعی عورت مرد کے شانہ بہ شانہ ہی چل رہی ہے اور کسی بھی شعبہ میں عورت پیچھے نہیں اگر حقیقت کی عینک لگا کر دیکھا جائے تو عورت کی ترقی یہ نہیں ہے جس کے لئے وہ سرگرداں ہے اور مردوں کی طرح محنت و مشقت برداشت کر رہی ہے اس سے طرح طرح کی برائیاں پھیل رہی ہیں گھر ویران ہو رہے ہیں اولاد تربیت سے محروم ہوتی جا رہی ہے ماں کی ممتا اور پیار جو بچوں کو ملنا چاہئے وہ نہیں مل پاتا ہے عورت دن بھر آفس میں کام کرتی ہے کبھی رات کی ڈیوٹی کبھی دن کی ڈیوٹی اور مرد بھی کام میں لگا ہوا ہے دونوں تھکے ماندے گھر آتے ہیں اور سو جاتے ہیں کون کسی کی خیریت پوچھے گا صبح ہوتے ہی پھر دونوں اپنی اپنی ڈیوٹی پر چلے جاتے ہیں دونوں کے کام کاج کی وجہ سے گھر میں پیسے تو آگئے زندگی کی سہولیات تو میسر ہو گئیں اچھے شاندار بنگلے میں کاریں ہیں گھر میں ہر طرح کے ساز و سامان موجود ہیں مگر پھر بھی سکون میسر نہیں اس لئے کہ عورت کا گھر کے باہر قدم رکھنا ہی سارے سکون کو غارت کر دیتا ہے۔ عورت پردے کی چیز اس کو جتنا بھی چھپاؤ گے اتنی ہی عزت ملے گی۔ مردوں کی ذمہ داری ہے کہ بیوی بچوں کے کھانے پینے کا نظم کرے ان کا خرچہ برداشت کرے اور عورت کے ذمہ گھریلو کام ہیں اولاد کی تربیت اس کی پرورش گھر کی دیکھ بھال اس طرح اگر مرد و عورت دونوں اپنی اپنی ذمہ داریاں تقسیم کر لیں تو کبھی لڑائی نہیں ہو سکتی اور نہ ہی یوم خواتین منانے کی ضرورت پڑے گی۔ بلکہ ہر عورت چین و سکون کی زندگی گزارے گی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب ماؤں اور بہنوں کو صحابیات والی زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو عورتوں کی کتنی فکر تھی؟

السَّلَامُ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُہٗ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، وَالصَّلٰوَةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ
وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ
الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَعَاشِرُوْہُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ
فَاِنْ كَرِهْتُمُوْہُنَّ فَعَسٰی اَنْ تَكْرَہُوْا شَیْئًا وَّیَجْعَلَ اللّٰهُ فِیْہِ خَیْرًا کَثِیْرًا.
صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

محترمہ صدر معلمہ، عزیزہ طالبات! نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے مردوں کو تاکید فرمائی
کہ عورتوں کے حقوق کا خیال رکھیں اور تاکید و حکم بھی نہیں فرمایا بلکہ اس کو عملاً دکھایا
بھی کہ عورتوں کے ساتھ کیسا برتاؤ کرنا چاہیے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی
ہیں خدا کی قسم میں یہ منظر دیکھا ہے کہ ایک روز حبشی لوگ مسجد میں نیزہ ماری کا کھیل
کھیل رہے تھے۔ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مجھے ان کا کھیل دکھانے کیلئے میرے لئے اپنی
چادر کا پردہ کر کے میرے حجرے کے دروازے پر کھڑے ہو گئے میں آپ کے کان دھے
اور کان کے درمیان سے ان کا کھیل دیکھتی رہی۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ میری وجہ سے مسلسل

کھڑے رہے یہاں تک کہ میرا جی بھر گیا اور میں خود ہی لوٹ آئی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
فرماتی ہیں کہ اس واقعہ سے اندازہ کرو کہ ایک نو عمر اور کھیل تماشہ سے دلچسپی رکھنے
والی لڑکی کا کیا مقام ہے۔ بہر حال حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے جو تعلیمات ارشاد فرمائی ہیں انہیں
پر عمل کر لیا جائے تو عورتوں کے ساتھ حقوق اور ہو جائیں مزید کسی کا نفرنس پر وگرام
وغیرہ کی ضرورت نہیں، عورت کو گھر سے نکلانے کی قطعی ضرورت نہیں۔

آج ترقی کے نام پر عورت کو گھر کی دہلیز سے باہر گھسیٹ کر بیچ چوراہے پر
لا کر کھڑا کر دیا ہے۔ مردوزن میں مساوات کے نام پر اس کی نسوانیت کا مذاق اڑایا
گیا، عزت دینے کے نام پر اس کی سراسر بے عزتی کی گئی، ترقی کے نام پر وہ کلیتاً
تنزلی کا شکار ہوئی۔ عورت کا اصل مقام یہ نہیں تھا کہ وہ گھر کو چھوڑ کر باہر نکل جائے
اور گھر کا نظام خادموں کے سپرد کر دیا جائے۔ اور بچوں کی صحیح تربیت کی ذمہ داری
سے منہ موڑ لیا جائے۔ عورت کی ذمہ داری یہ نہیں تھی کہ وہ پیسہ کمانے کی مشین بن
جائے۔ چونکہ اس فرض کی ادائیگی کے فقدان کی وجہ سے صالح معاشرہ وجود میں نہ
آسکا۔ خاتون خانہ کا مقام اور کام جتنا بلند تھا اس کی طرف سے اس فرض کی کوتاہی کی
وجہ سے معاشرہ کو اس کا وبال دیکھنے کو ملا، آج ہم آئے دن اخبارات و ذرائع ابلاغ
میں جو جرائم کی بڑھتی ہوئی تعداد دیکھتے ہیں، اس میں ایک بڑا سبب عورت کا اپنی
ذمہ داری کو ادا نہ کرنا بھی ہے۔ یہ تو صرف ایک آفت اور نقصان ہے، اس سے بڑھ
کر اور اس سے پہلے خود اس عورت کو جو گھر سے باہر ترقی اور مساوات کے نام پر نکلی
تھی، خود اپنی عزت کو بچانے کے لالے پڑتے نظر آئے، وہ اعداد و شمار تو اب بہت
پرانی بات اور بیتی کہانی بن چکے ہیں، جن میں گھر سے باہر دفاتروں میں کام کرنے
والی خواتین کے Sexual Harasment (جنسی استحصال) کی بابت
نشاندہی کی گئی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ آج عورت کو آزادی کی ضرورت نہیں اس لئے

کہ وہ تو مکمل آزاد ہے، ہاں اسے تحفظ کی ضرورت ہے اور جو تحفظ اسلام نے عورت کو دیا ہے وہ دنیا کے کسی مذہب نے نہیں دیا۔ کیا ہم آج جب کہ دنیا ”ویمنس ڈے“ منا رہی ہے، عورت کی حقیقی ترقی اور اس کی حقیقی ذمہ داری پر غور کریں گے؟

اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ ہم عورت کو صرف اور صرف گھر کی چہار دیواری میں قید کرنا چاہتے ہیں اور گھر سے باہر قدم نکالنا اس کے لئے گناہ عظیم کا درجہ رکھتا ہے۔ اس کی ترقی اور مساوات کے نام پر جس طرح عورت سے اس کا گھر چھڑا دیا گیا ہے ہم اس ذہنیت اور اس فکر کے خلاف ہیں، ورنہ یہ بات کس سے پوشیدہ ہے کہ جب قوم کو ضرورت پڑی ہے تو یہی خاتون اسلام گھر سے باہر بھی نکلی ہے اور مختلف میدانوں میں اس نے کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں۔ غزوہ میں حضرت نبی کریم ﷺ کے ساتھ ازواج مطہرات اور صحابیات کا نکلنا اور تزکیہ نفس میں رابعہ بصریہ اور سیدہ زینب جیسی خواتین کا بلند مقام، سماجی اور ملی خدمات میں زبیدہ زوجہ ہارون رشید کا تاریخی اور انقلابی اقدام۔ یہ وہ حقائق ہیں جن کی مثالیں دیگر قومیں ابھی بھی دینے سے قاصر ہیں۔ ان عظیم خواتین نے یہ عظیم خدمات گھر کی چہار دیواری کے اندر رہتے ہوئے انجام دی ہیں۔ ہمارے نزدیک ”ویمنس ڈے“ کا انعقاد اور بڑے بڑے پروگراموں کا اعلان صرف ایک فیشن ہے، اس سے زیادہ کچھ نہیں اور بہ حیثیت خیرامت ہمارا یہ دینی و اخلاقی فریضہ ہے کہ اسلام نے عورت کو جو حقوق دیئے ہیں اور جو باعزت مقام دیا ہے وہ دنیا کے سامنے پیش کریں۔ انسان دنیا سے رخصت ہوتے وقت جو اہم ترین بات ہو بس وہ کہتا ہے۔ حضرت نبی کریم ﷺ نے دنیا سے تشریف لے جاتے وقت جو آخری نصیحت فرمائی وہ یہ تھی: ”اِسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا“ نبی آخر الزماں ﷺ کو عورت کی کتنی فکر تھی، اسی واقعہ سے اس کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ کیا عورتوں کی ترقی کا ڈھنڈورا پیٹنے والے اس پر غور کریں گے؟

کوئی عادت تو پسند ہوگی

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: لا یفرک مومن مومنۃ ان کرہ منہا خلقا رضی منہا آخر کوئی ایمان والا شوہرا اپنی مومنہ بیوی سے نفرت نہیں کرتا۔ اس کو نفرت نہیں کرنی چاہئے۔ اگر اس کی کوئی عادت ناپسند ہوگی تو دوسری کو عادت پسندیدہ بھی ہوگی۔ قرآن کریم میں بھی اس کی ہدایت دی گئی ہے:

وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَىٰ أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَیَجْعَلَ اللَّهُ فِیْهِ خَیْرًا كَثِیْرًا. اور بیویوں کے ساتھ مناسب و معقول طریقہ سے گزراں کرو اگر وہ تمہیں ناپسند بھی ہوں تو ہو سکتا ہے کہ ایک چیز تمہیں پسند نہ ہو اور اللہ نے اس میں بہت خیر و خوبی رکھی ہو۔ یہ ہے اسلامی تعلیمات عورتوں کے متعلق سے ان پر عمل کرنے سے دین بھی بنے گا اور دنیا میں بھی ہم خوشگوار زندگی گزار سکیں گے۔ ایک موقع پر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: انما المرأة ماتت وزوجها راض دخلت الجنة جس عورت کا انتقال اس حال میں ہو کہ اس کا شوہر اس سے راضی ہو تو وہ جنت میں داخل ہوگی۔

اسلامی احکام و قوانین فطرت انسانی کے موافق ہیں انہیں کے ذریعہ دنیا میں امن و امان قائم ہو سکتا ہے۔ آئیے عہد کریں کہ خود بھی اسلام کے ایک ایک حکم پر عمل کریں گے اور دوسروں کو بھی اس کی دعوت دیں گے۔ اللہ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

نماز تہجد کی فضیلت

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ أَمَا
بَعْدُ. فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ. بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ.
وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا
مَّحْمُودًا. صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ.

محترمہ سامعین ماؤں اور بہنو! آج اس مجلس میں تہجد کی فضیلت کے عنوان سے کچھ باتیں عرض کرنی ہیں۔ صحابہ کرام اور بعد کے اولیاء عظام نماز تہجد کی بڑی پابندی کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔ ابتدائے اسلام میں تہجد کی نماز فرض تھی صحابہ کرام کم از کم ایک تہائی رات تہجد میں گزارا کرتے تھے بعض تو اپنے بال رسی سے باندھ لیا کرتے تھے تاکہ اگر نیند آئے تو جھٹکا لگ کر تکلیف سے نیند کھل جائے اور بعض صحابہ تو رات بھر سوتے نہ تھے کہیں ایسا نہ ہو کہ نیند لگ جائے اور ایک تہائی جاگنا بھی نصیب نہ ہو۔ سورہ مزمل میں اللہ تعالیٰ نے نماز تہجد کی فرضیت کا ذکر کیا اور پھر اسی سورت میں فرضیت کے سقوط کا بھی ذکر کیا ہے: فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ

الرَّجِيمِ. بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. يَا أَيُّهَا الْمُرْتَلُّ. قُمْ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيلًا.
نِصْفَهُ أَوْ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيلًا. أَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا. إِنَّا سَنُلْقِي
عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيلًا. إِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ أَشَدُّ وَطْأً وَأَقْوَمُ قِيْلًا. إِنَّ لَكَ
فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيلًا. وَاذْكُرْ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا. ”اے
کپڑے میں لپٹنے والے (خطاب ہے محمد ﷺ کو) رات کھڑے رہا کرو، مگر تھوری
سی رات یعنی نصف رات میں آرام کرو یا اس سے کسی قدر کم کرو یا نصف سے کچھ
بڑھا دو، مطلب یہ ہے کہ مقدار قیام کی تین صورتوں میں اختیار ہے، دو تہائی رات
، ایک تہائی رات اور اس قیام میں قرآن کو خوب صاف صاف پڑھو۔ ہم آپ پر ایک
بھاری کلام ڈالنے والے ہیں بیشک رات کا اٹھنا نفس کے کچلنے میں خوب موثر ہے اور
بات خوب نکلتی ہے، بیشک آپ کو دن میں بہت کام رہتا ہے اور اپنے رب کا نام یاد
کرتے رہو اور سب سے تعلق قطع کر کے اسی کی طرف متوجہ رہو۔“

ان آیات میں اللہ جل شانہ وعم نوالہ، نے رات کے قیام کی تاکید اور اپنی
ذات سے تعلق پیدا کرنے کی ترغیب و تاکید فرمائی ہے گویا اللہ نے اپنی ذات سے
تعلق قائم کرنے کا نسخہ بتلا دیا ہے تاکہ بندہ اسباب کے پیچھے زیادہ نہ دوڑے کام
صرف اسباب کے درپے ہونے سے نہیں بنتا شور، ہنگامہ، جلسہ، جلوس سے کام نہیں
بنتا، بلکہ اللہ کے سامنے رونے اور گرگڑانے سے کام بنتا ہے۔ حضور ﷺ کے
بارے میں آیا ہے: ”اذا حزبه امر بادر الی الصلوٰۃ“ جب آپ کو کوئی پریشان
کن امر پیش آتا تھا تو آپ نماز کی طرف سبقت کرتے تھے، ہر مسئلہ کا حل نماز تھی،
آج ہر مسئلہ کا حل ترک صلوٰۃ میں سمجھ لیا گیا ہے۔

ترکیب و تدبیر اختیار کرنے کو منع نہیں کیا گیا ہے، لیکن ان چیزوں سے وہی
ہوگا جو اللہ چاہے گا، سب سے آسان چیز اللہ سے تعلق پیدا کرنا ہے، حدیث قدسی

ہے: ”جب بندہ اللہ کی طرف ایک ہاتھ بڑھتا ہے تو اللہ اس کی طرف دو ہاتھ بڑھتے ہیں، جب اللہ کی طرف بندہ چل کر آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف دوڑ کر آتے ہیں، کس قدر جلد واصل الی اللہ ہو جائے گا، اللہ سے تعلق جوڑو سارا کام بن جائے گا، اوپر کی آیات میں تہجد کی نماز کی طرف توجہ دلائی گئی ہے، یہ نماز اللہ کا خاص عطیہ ہے، اپنی ذات سے تعلق جوڑنے کا طریقہ قیام لیل بتایا ہے، حضور ﷺ نے عمل کر کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دکھلایا ہے، حضور ﷺ رات میں اتنا قیام فرماتے تھے کہ قدم مبارک ورم ہو جاتے تھے اور ہم سے دو رکعت بھی نہیں ہو سکتی، کتنے افسوس کی بات ہے، ہائے ہم بھی تو آپ ﷺ ہی کے امتی اور نام لیوا ہیں۔

فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ تہجد دو رکعت ہے چار رکعت اور آٹھ رکعت کا بھی قول ہے، ہمارے اکابر کا معمول آٹھ رکعت کا تھا، ایک مرتبہ حضرت شاہ وصی اللہ صاحب قدس سرہ نے فرمایا کہ اجی تہجد ایک رکعت بھی ہے، مثلاً کسی نے صبح صادق سے پہلے ایک رکعت پڑھا اور صبح صادق کے بعد دوسری رکعت پڑھا تب بھی تہجد ہوگئی۔ تہجد کی نماز اسلاف صلحاء، کاشیوہ اور معمول بہ تھی، لوگ چاہتے ہیں کہ ہمارے حالات اچھے ہوں لیکن یہ نہیں سمجھتے کہ حالات کی درستگی کا دار و مدار اعمال ٹھیک کرنے پر ہے، جو قیام لیل کا عادی بنے گا، اس کے رات دن اچھے ہوں گے اور جب رات دن بہتر ہوگا تو ساری چیزیں ٹھیک ہو جائے گی۔ نماز کے خیرات و برکات بے انتہاء ہیں کہ جس کو کچھ ملا ہے اسی نماز کی برکت سے ملا ہے۔

ہر رات کے پچھلے حصہ میں کچھ دولت لٹتی رہتی ہے

جو سوتا ہے وہ کھوتا ہے جو جگتا ہے وہ پاتا ہے

افسوس! آج امت اس سے یکسر خالی ہے، قرآن میں دوسری جگہ ہے:

”وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ“، محدثین نے مستقل باب قائم کیا ہے۔

تہجد کا معمول بنائیں

ایک معمول بنالینا چاہئے کہ ہر روز ہم کو اتنی رکعتیں تہجد پڑھنی ہیں کوئی مشکل کام نہیں ہے ہمت وارادہ کریں تو ضرور اللہ توفیق عطا فرمائیں گے۔ ہم کوشش ہی نہ کریں اور یہ سوچیں ہر چیز یوں ہی مل جائے آخردنیا کی چند کوڑیوں کی خاطر کتنی مشقتیں اٹھاتے ہیں۔ ریلوے ملازم راتوں رات جاگتے ہے کیا ان کو نیند نہیں آتی یقیناً نیند آتی ہے مگر ان کی نظر تنخواہ پر ہوتی ہے۔ اسی طرح ہم کو اپنی نیند قربان کرنے کے پابندی کے ساتھ تہجد کی نماز پڑھنی اور ہمارے نظر آخرت پر ہونی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے راتوں میں اٹھ کر تہجد پڑھنے والوں کے لئے عظیم نعمتیں تیار کر رکھی ہے۔

ان کی کروٹیں ان کے بستروں سے جدا رہتی ہیں وہ لوگ اپنے رب کو امید و خوف کے ساتھ پکارتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں سو کسی کو بھی نہیں معلوم جو کچھ چھپادی گئی ہیں ان کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک بدلہ ہے اس کا جو وہ کیا کرتے تھے، حدیث شریف میں آتا ہے کہ میں اپنے نیک بندوں کے لئے جنت میں وہ نعمتیں چھپا رکھی ہیں جو نہ آنکھوں دیکھی نہ کانوں نے سنی نہ کسی بشر کے دل میں اس کا خیال گذرا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو جنت کی نعمتوں سے بہرہ ور فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

☆☆☆

جہیز سماج کا ایک ناسور ہے

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ
وَالْمُرْسَلِينَ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ. أَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ
الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ. بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ
الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا
كَثِيرًا وَنِسَاءً. صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ.

محترمہ صدر معلمہ، مشفق و مہربان معلمات، عزیزہ طالبات! جہیز ہمارے
معاشرہ کا ایک بہت ہی گھناؤنا ناسور بن چکا ہے جس نے کتنی ہی غریب بچیوں کا
سہاگ لوٹ لیا۔ جہیز کی کثرت ہی نے بہت سی لڑکیوں کو خودکشی پر مجبور کر دیا اور
سینکڑوں ہزاروں دوشیزائیں آج بھی بن بیاہی بیٹھی ہیں اس لئے کہ ان کے
والدین کے پاس اتنی رقم نہیں ہے کہ وہ سامان جہیز خرید سکیں اور لالچ رکھنے والے
دامادوں کو دے سکیں حیرت و افسوس اس بات پر ہے کہ ہم جس مذہب کے پیروکار
ہیں وہ شادی میں زیادہ خرچ کرنے کو انتہائی ناپسند کرتا ہے۔ محسن انسانیت ﷺ

فرماتے ہیں: ”أَعْظَمُ النَّكَاحِ بَرَكَةً أَيْسَرُهُ مُؤَنَةً“ سب سے برکت والا نکاح
وہ ہے جس میں کم خرچ ہے کیا مسلم معاشرہ اس حدیث پر عمل کر رہا ہے اور فضول
خرچیوں سے احتیاط کرتا ہے۔

شادی کے لئے جہیز کو لازمی شرط سمجھا جاتا ہے جب تک والدین کے پاس
جہیز کا سامان خریدنے کے پیسے نہ ہوں شادی ہی نہیں ہوتی، ہمارے معاشرے میں
بہت سی غریب اور متوسط گھرانوں کی لخت جگر اسی وجہ سے بن بیاہی رہتی ہیں کہ
والدین کے پاس اتنی جمع پونجی نہیں کہ بچیوں کا جہیز تیار کر سکیں اور اگر رشتہ ہو بھی
جائے تو جہیز کی شرط پوری کرنے کے لئے بیچارے غریب شخص کو بعض اوقات ناجائز
ذرائع (دھوکہ دہی، خیانت، فریب، رشوت، جعل سازی) اختیار کرنے پڑتے ہیں
اور اگر کوئی باضمیر شخص ہے تو وہ بے چارہ قرض کے بوجھ تلے اپنے آپ کو دبا لیتا ہے۔

لاکھ اسلامی تعلیمات کا حوالہ دے لیجئے، سمجھا لیجئے کہ ہم جس مذہب
کے پیروکار ہیں وہ انسانیت پر ظلم ہوتا نہیں دیکھ سکتا، وہ تو نیکی، خیر خواہی
سہولت کا درس دیتا ہے اسلام یہ حکم نہیں دیتا کہ لاکھوں روپے کا جہیز
اکٹھا کر کے بیٹی کی رخصتی کرو، یا کسی کی بیٹی کو لاکھوں کے جہیز کے ساتھ
بیاہ کر لاؤ، وہ بیٹیوں کو بوجھ قرار نہیں دیتا بلکہ نبی پاک ﷺ کے ارشاد
مبارک کے مطابق بیٹیاں تو رحمت ہیں پھر یہ جہیز کی ظالمانہ رسم اللہ کی
رحمت کو زحمت بنانے کے مترادف ہے۔

زندگی کتنی دشوار، کس قدر مشقتوں بھری اور اذیت ناک ہے اس رسم جہیز کے
ہاتھوں یہ پوچھئے اس باپ سے جس کے ہاتھ محنت و مشقت کرتے کرتے شل
ہو چکے ہیں اور اپنی غربت و ناداری اور روز افزوں بڑھتی ہوئی مہنگائی کے سبب ہر
روز جیتا ہے اور مرتا ہے مگر بیٹیوں کے جہیز کی فہرست ہے مکمل ہونے کا نام ہی نہیں

لیتی، آنکھوں میں بیٹیوں کے گھر بسنے کا خواب کر چیاں چھدا دیتا ہے۔ ذرا اس ماں کے دل سے تو پوچھئے جس کے ہاتھ سلائی مشین چلاتے چلاتے اور گھروں میں برتن دھوتے دھوتے عجیب کھر درے ہو گئے ہیں، جو ہر لمحہ اپنی بیٹی کو سرخ ملبوسات اور اسکے حنائی ہاتھوں میں کھٹکتی چوڑیاں سجانے کا خواب دیکھتی ہے اور سوچتی ہے کہ کب وہ دن آئے گا جب میرے یہ خواب حقیقت میں بدل جائیں گے۔

بھائیوں کے لئے بہنوں کو ڈولی میں بٹھانے کا ارماں لمبی مسافتوں کے کتنے طویل سفر کرتا ہے، یہ معلوم کیجئے اس بھائی سے جو دیار غیر میں تیز دھوپ کی تمازت اور خود اپنے ہاتھوں سے کھانا بنانے اور کپڑے دھونے کی دقت چھیل رہا ہے مگر اس کی اتنی طویل مسافت تھکا دینے والی محنت اور زائد اوقات میں کام کرنا اسے یہ احساس دلاتا ہے کہ میں جو گھر والوں سے دور دیار غیر کی خاک چھار رہا ہوں اس میں سے ابھی تک اتنا سونا نہیں نکلا جس سے میری بہن کے جہیز کا زیور بن سکے وہ مہندی جو دہن کے ہاتھ پر لگتی ہے، کتنی مہنگی ہو گئی، اس لئے کہ بہن کی ضروریات کا سامان اس کا دل خوش کرنے کے لئے دیا جاتا ہے مگر اس رسم جہیز کی وجہ سے جہیز کی نمائش بھی ضروری سمجھی جاتی ہے اور تصور یہ ہے کہ جہیز ایسا ہو کہ دیکھنے والے خوش ہوں اور اس کی تعریف کریں۔

بہت سے والدین دعا کرتے ہیں کہ اللہ ہمیں بیٹا دے، بیٹی نہ دے، وہ اس لئے کہ بیٹیوں کو رخصت کرنے کے ہمارے یہ خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو پائیں، انہیں ہر لمحہ یہ خوف دامن گیر ہوتا ہے کہ:

ہر مصیبت سے بچا لائیں گے بیٹی کو مگر
جب جواں ہوگی جلادی جائے گی
ایسے میں ان کے وجود گیلی لکڑی کی مانند سلگنے لگتے ہیں۔

اس سلسلے میں اصلاح معاشرہ کے بے شمار پروگرام ہوتے ہیں بہت سے احباب مضامین لکھتے ہیں بہت سے مقتدا کہلانے والے حضرات بھی اس لعنت سے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش نہیں کرتے، اسٹیج پر، مساجد میں، اور ناجانے کہاں کہاں اصلاح معاشرہ سے متعلق بیان ہوتا ہے اور اس پر کتنا عمل ہو اور ہورہا ہے یہ ہم سب کے سامنے ہے۔

فضول خرچی سے اجتناب کریں

آج کے دور میں شادی اتنی مہنگی ہو گئی ہے کہ غریب تو غریب ایک متوسط درجہ کا آدمی بھی شادی کے نام پر ایک عرصہ سے رقم جمع کرتا ہے کہ کل کے روز بچوں کی شادی کرنی ہے ہزاروں نہیں لاکھوں روپے شادی محل کے لئے اور کھانے کا انتظام کرنے کے لئے لاکھوں روپے لڑکی کے زیورات کے لئے لاکھوں روپے اور سامان جہیز کے لئے لاکھوں روپے اتنی کثیر رقم خرچ کر کے شادی کی جاتی ہے اور بعض دفعہ خلع اور طلاق وغیرہ کا مسئلہ بھی پیدا ہو جاتا ہے اور عمر بھر کمائی ہوئی پوری پونجی ڈوب جاتی ہے اور آدمی کنگال ہو کر رہ جاتا ہے۔ فضول خرچی کا یہی نتیجہ ہوتا ہے۔ اس سلسلہ میں لڑکے کے والدین توجہ دینے کی ضرورت ہے خود منع کر دینا چاہئے کہ میرے بیٹے کو کچھ نہیں چاہئے صرف نکاح کر کے لڑکی رخصت کر دو شادیوں پر خرچ کی جانی والی رقم پر کنٹرول کرنے کی سخت ضروری ہے۔

وَ اِخْرُدْ عَوَانَا اِنَّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

خیر و شر کے ذریعے انسان کی آزمائش

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ

الْحَمْدُ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنُسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ. وَنَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَنَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدَهُ وَرَسُولَهُ. أَمَّا بَعْدُ فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ. بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. وَنَبْلُوكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً، وَإِلَيْنَا تُرْجَعُونَ. صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ.

محترمہ صدر معلمہ، مشفق و مہربان معلمات، عزیزہ طالبات! اللہ تعالیٰ انسان کی آزمائش مختلف طریقے سے کرتا رہتا ہے کبھی مال دے کر کے کبھی غربت و افلاس میں مبتلا کر کے ان دونوں موقعوں پر مسلمانوں کو بڑی ہوشیاری سے کام لینا چاہئے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہے تو اس کا شکر ادا کرنا چاہئے اور اگر فاقہ و تنگدستی ہے تو صبر کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: لَسِنُ شَكَرْتُمْ لَا زَيْدُنْكُمْ وَلَئِن كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ. اگر میرا شکر ادا کرو گے تو اور زیادہ میں تمہیں دوں گا اور

اگر ناشکری کرو گے تو میرا عذاب بڑا سخت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو حکم دیا: اِعْمَلُوا آلَ دَاوُدَ شُكْرًا وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ. اے داؤد کے گھر والو کام کرو شکر مان کر میرے بندوں میں شکر کرنے والے بہت کم ہیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام پر اللہ رب العزت نے بڑے احسانات فرمائے تھے۔ نبوت و رسالت بھی عطا فرمائی تھی اور حکومت و سلطنت سے بھی نوازا تھا کہتے ہیں داؤد علیہ السلام نے تمام گھر والوں پر اوقات تقسیم کر دیئے تھے دن رات کے چوبیس گھنٹوں میں کوئی وقت ایسا نہ تھا جب ان کے گھر میں کوئی نہ کوئی شخص عبادت الہی میں مشغول نہ رہتا ہو۔ اللہ داؤد علیہ السلام کو بڑی عمدہ آواز عطا فرمائی تھی۔ آج بھی لحن داؤدی مشہور ہے بہر حال نعمتوں پر شکر گزاری ہمارا فریضہ اور ذمہ داری ہے۔

وَنَبْلُوكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً الْآيَةُ: یعنی ہم تمہاری آزمائش کریں گے خیر اور شر کے ذریعے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش کی مختلف شکلیں ہوتی ہیں کبھی آزمائش مال دے کر ہوتی ہے کہ اس حال میں میرا بندہ شکر کرتا ہے یا ناشکری، میری اطاعت کرتا ہے یا ناشکرانی میں مبتلا ہو جاتا ہے اور کبھی آزمائش ہوتی ہے فقر و فاقہ اور تنگدستی کے ذریعے اور مومن کی توہر حالت میں کمائی ہے، اچھے حال میں ہے تو شکر کے ذریعے اور تنگدستی کے حال میں ہے تو صبر کے ذریعے، ہر حال میں اس کو اجر ہی ملتا ہے، ایک حدیث پاک میں آیا ہے کہ مومن کا عجیب حال ہے کہ ہر حالت میں اپنی کمائی کر لیتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ صحت ہو یا بیماری، فقر و فاقہ ہو یا مال داری اس کا کوئی حال اس سے خالی نہیں جس میں وہ کمائی نہ کر سکتا ہو، فقر و فاقہ اور تنگدستی و بیماری ہو تو صبر کے ذریعے اور مال و غنا ہے تو شکر کے ذریعے۔

لیکن ہم لوگوں کی یہ حالت یہ ہے کہ اس راہ سے لینا اور ثواب کمانا جانتے ہی نہیں، اور مال آیا تو تکبر کرنے لگے اور اللہ کو بھول گئے، اللہ کے دیئے ہوئے مال کو

اللہ کی نافرمانی میں صرف کرنے لگے، لوگوں کے حقوق ضائع کرنے لگے، اللہ نے مال دیا تو سب سے پہلے گھر میں ٹی وی لے آئے اور عیش و عشرت اور غفلت میں پڑ کر اللہ تعالیٰ کو بھول گئے۔ اور اگر ذرا کوئی تنگی اور پریشانی ہوئی تو اللہ تعالیٰ کی ناشکری شروع کر دی، بیماری لگ گئی تو جزع فزع کرنے لگے اور اللہ تعالیٰ کی شکایت کرنے لگے، سال بھر تک اللہ نے صحت مند رکھا، کچھ احساس نہیں اس کے شکر کی توفیق نہیں، ایک دن سر میں درد ہو گیا کوئی بیماری لاحق ہو گئی، بس جزع فزع کر دی، سال بھر تک اللہ نے پیٹ بھر کھانا کھلایا ایک دن فاقہ ہو گیا چند روز تک چٹنی روٹی کھانی پڑ گئی بس شکوہ شکایت کرنے لگے، بے صبری کا ظہور ہونے لگا، ارے صاحب بڑی تنگدستی ہے، چٹنی روٹی کھاتے کھاتے اکتا گئے اور سال بھر تک گوشت روٹی سے پیٹ بھرا اس کا ذکر نہیں، اس کو یاد کر کے شکر نہیں کرتے۔

صبر و شکر سے کام لیں

حضور نبی کریم ﷺ اگر چاہتے تو مدینہ کے پہاڑ سونا بن کر آپ کے ساتھ پھرا کرتے۔ مگر یہ پسند نہ کیا اور خود فرماتے تھے کہ میں چاہتا ہوں کہ ایک دن کھاؤں دوسرے دن بھوکا رہوں جس دن کھاؤں اس دن اللہ کا شکر ادا کروں اور جس دن بھوکا رہوں اس دن صبر کروں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے سے تشریف لے گئے مگر دو روز جو کی روٹی سے پیٹ بھر کر کھانا تناول نہیں فرمایا۔ ایک دفعہ گھر میں تشریف لے گئے عرض کیا کھانے کے لئے کچھ ہے معلوم ہوا روٹی اور سرکہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا لاؤ، روٹی اور سرکہ تناول فرما رہے ہیں اور اللہ کا شکر ادا کر رہے ہیں کہ کتنا شاندار کھانا ہے اور ہم ہیں کہ دسیوں قسم کا کھانا کھا لیتے ہیں مگر کبھی ادائے شکر کی توفیق نہیں ہوتی۔ نبی کریم ﷺ کے گھر میں دو دو مہینے تک چولھے

نہیں جلتے تھے کھجور اور پانی پر گذرا ہوتا تھا کیا آج کے اس دور میں کوئی ایسا ہے۔ غریب شخص بھی دو تین وقت پیٹ بھر کر کھاتا ہی ہے اور اس پر بجائے شکر ادا کرنے کے ناشکری اور فقر و فاقہ کا واویلا کیا جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کو حکم دیا میرا شکر ادا کرو۔ داؤد علیہ السلام نے فرمایا یا اللہ میں کیسے تیری نعمتوں پر شکر ادا کروں کیونکہ شکر بھی ایک نعمت ہے اگر میں ہزار بار شکر کروں تو یہ بھی تیری ہی توفیق سے ہوگا اور یہ بھی ہزار نعمتیں ہوتیں پھر کیسے شکر ادا کر سکتا ہوں۔ اللہ نے فرمایا: اے داؤد علیہ السلام یہی میرا شکر ہے۔ شکر گزار بندے اللہ کو بہت پسند ہیں۔ اسلئے ہر حال میں شکر کرنا چاہئے۔ اور اگر تھوڑے بہت حالات پیش آجائیں تو ان پر صبر کرنا چاہئے۔

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

پردے کا حکم کیوں؟

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ
وَالْمُرْسَلِينَ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ. أَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ
الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ. بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ
لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ.
صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ.

مشفق و مہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! میری تقریر کا
موضوع ہے پردے کا حکم کیوں؟ اسی تعلق سے کچھ باتیں قرآن و حدیث کی روشنی
میں عرض کرنی ہیں۔ عورتوں کے لئے خواہ وہ کسی بھی قوم و مذہب کی ہوں پردہ کرنا
چاہئے اسی میں ان کی عزت و ناموس محفوظ رہے گی پردہ شرم و حیا کا پیکر ہے ایسی
عورتوں کو معاشرے میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

مسلمان عورت کو اس کا صاف اور صریح حکم ہے کہ وہ غیر محرم مردوں کے
اختلاط اور میل جول سے بچے اور ان تمام لغزشوں سے حفاظت کے لئے زیب

و آرائش کے اظہار اور بن ٹھن کر نکلنے کی ممانعت سختی کے ساتھ کی گئی ہے حتیٰ کہ حکم ہے
کہ وہ اپنی نگاہوں کو نیچی رکھے، قرآن کریم نے اس کی تفصیل سے ہدایت کی ہے اور
بغیر کسی تفریق کے حکم دیا ہے: وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ
وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ
بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ. (اور فرما دیجئے مسلمان عورتوں سے کہ وہ اپنی نگاہیں
نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کی جگہوں کو ظاہر نہ
کریں، مگر جو کھلی ہی رہتی ہیں۔ جس کے چھپانے میں حرج ہے) اور اپنے دوپٹے
اپنے سینوں پر ڈالے رہیں)۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر اسی ایک حکم پر عمل کیا جاتا تو آج بے حیائی کے
یہ مناظر دکھائی دیتے ہیں ان کا نام و نشان تک نہ ہوتا اور آزادی و بے باکی پرورش نہ
پاتی، تجربہ بتلاتا ہے کہ جس زمانہ تک مسلمان مردوں اور عورتوں نے اس حکم پر سختی
سے عمل کیا پورے پورے ملک میں ایک واقعہ بھی ایسا پیش نہ آیا جو بے حیائی کا مرقع
کہلایا جاسکتا اور صرف یہی نہیں کہ کوئی برائی میں مبتلا ہوتا، کسی کی یہ مجال تک نہ ہوتی
کہ وہ کسی عورت کی طرف بری نگاہ اٹھاسکے اور آج بھی جن مسلمان ملکوں میں حیا
و پاکدامنی کا یہ شعاع قائم ہے وہاں برسوں گزر جاتے ہیں، مگر کسی عورت کے بے
آبروئی کا ایک واقعہ بھی پیش نہیں آتا، لیکن ایک آدھ ملک کے علاوہ ہر ملک میں بے
حجابی کی منظم تحریکیں چلائی گئیں اور ان پاکباز بیبیوں کو (جن کو نگاہ تک نیچی رکھنے کا
صریح حکم ہے) آوارہ پھرنے اور غیر مردوں سے اختلاط کی تلقین کی گئی، اس کیلئے
ایسے دلکش انداز اور دل آویز طریقے اختیار کئے گئے اور چاروں طرف ایسا ماحول بنایا
گیا کہ حجاب فرسودہ اور ناقابل عمل طریقہ سمجھا جانے لگا، وہ مسلمان خاندان جو نئی
تعلیم سے آراستہ تھے اور یورپین تہذیب و تمدن کے دلدادہ تھے، وہ حجاب و نقاب کو

باعث شرم سمجھنے لگے، غیر مردوں اور غیر عورتوں کا اختلاط، دوستی اور بے تکلفی، رقص و سرور، جسموں کی آرائش و زیبائش اور مختلف طریقوں سے ان کا اظہار عین ترقی یافتہ سمجھا جانے لگا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بے حیائی کے تمام وہ مناظر سامنے آئے جن کے تصور سے بھی اب سے پہلے کوئی مسلمان عورت کانپ اٹھتی تھی۔

ان تمام فحش کاریوں اور بے حیائی کے مناظر کے سلسلے کی پہلی کڑی چہرے سے نقاب الٹنے کی تحریک تھی، جس کو قرآن وحدیث کے نام اور تہذیب و تمدن کے واسطے سے شروع کیا گیا اور یہ بات اتنی بڑھی کہ رقص گاہوں، کلبوں اور ان میں اختلاط اور بے تکلفی کو نا کافی سمجھا گیا اور ایسے ایسے طریقے نکالے گئے ہیں کہ جس کے بعد بے حیائی کا شاید ہی کوئی درجہ ہو۔

عورت گھر کے باہر زینت نہ اختیار کرے

قرآن کریم میں کئی جگہوں پر پردے کا حکم دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ازواج مطہرات کو خطاب کرتے ہوئے حکم ساری ہی عورتوں کو ہے: وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ. اور گھروں میں قرار پکڑو یعنی بلا شدید ضرورت کے گھروں سے باہر ہرگز نہ نکلو اور قدیم زمانہ جاہلیت کے بناؤ سنگار کرنے کی طرح بناؤ سنگار نہ کرو ظاہری بات ہے یہ حکم ہے ہر ایک عورت اس کی مکلف ہے اور ازواج مطہرات تو بلاشبہ زمانہ جاہلیت میں ہرگز ایسا نہیں کر سکتی تھیں۔ قرآن عظیم نے جس سے منع کیا تھا آج پھر خواتین اسی کی طرف لوٹ رہی ہیں بلکہ اس سے کہیں زیادہ بناؤ سنگار اور زیب و زینت اختیار کیا جاتا ہے۔ سورہ نور میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: وَلَا يَضْرِبْنَ بَأْرَ جُلُوهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ. اور اپنے پاؤں کو زمین پر نہ ماریں تاکہ جان لیا جائے ان کا بناؤ سنگار جس کو

وہ چھپاتی ہیں یعنی چال ڈھال ایسی نہ ہونی چاہئے کہ زیور وغیرہ کی آواز جانب کو ادھر میلان اور توجہ ہو بسا اوقات اس قسم کی آواز صورت دیکھنے سے بھی زیادہ نفسانی جذبات کے لئے محرک ہو جاتی ہے۔ اس لئے ہر ایسے طریقے احتیاط کرنی لازمہ ہے جس کی وجہ سے گناہوں میں ملوث ہونے کا اندیشہ ہو۔ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: ”النساء حبائل الشيطان“ عورتیں شیطان کی جال ہیں۔ جس طرح شکاری جال کے ذریعہ مچھلیوں کا شکار کرتا اسی طرح شیطان عورت ہی کے ذریعہ مردوں کو پھانستا ہے اور ان کو شکار کر کے گناہ کے لئے آمادہ کرتا ہے اس لئے عورتوں کو گھر سے نکلنا ہی نہیں چاہئے اور اگر نکلنے کی شدید ضرورت ہو تو مکمل پردے کا خیال کر کے نکلنے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن جیسے ضرورت پوری ہو جائے فوراً واپس لوٹ آئے۔ اس لئے دن بدن حالات خراب ہوتے جا رہے ہیں۔ جگہ جگہ نفسانی جذبات کو بھڑکانے والی تصاویر گل ہوتی ہیں اور جب باہر نکلیں گے تو بلاشبہ ان تصاویر پر نظر پڑے گی اس لئے حتی الامکان کوشش کرنی چاہئے کہ باہر نہ جانا پڑے۔ آج کل جو یہ رواج بن گیا ہے کہ گھر کا سودا عورت ہی خرید کر لائیں گی یہ بھی فتنہ ہے یہ تو مرد کی ذمہ داری ہے کہ وہ سودا خرید کر لائے عورت کی ذمہ داری گھر کے اندر ہے نہ کہ باہر۔ دعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں سمجھ عطا فرمائے اور مسلم خواتین کی مکمل حفاظت فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

☆☆☆

جہیز کی لعنت سے کیسے چھٹکارا ملے

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ
وَالْمُرْسَلِينَ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ. أَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ
الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ. بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. وَأَنْكَحُوا الْأَيَامِي مِنْكُمْ
وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَأَمَائِكُمْ إِنْ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ
وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ. صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ.

مشفق و مہربان معلمات، ماؤں اور بہنو! میری تقریر کا موضوع ہے جہیز کی
لعنت سے کیسے چھٹکارا ملے۔ یہ لمحہ فکر یہ ہے جہیز کی لعنت نے آج مسلم معاشرے کو
تباہ و برباد کر کے رکھ دیا ہے سینکڑوں ہزاروں جوان بیٹیاں بن بیابانی گھروں میں بیٹھی
ہوئی ہیں ان کے شادی کا بندوبست نہیں ہو رہا ہے۔ غریب اور بوڑھے والدین کی
کمر کمتے کمتے دوہری ہو گئے جوان بیٹیوں کو دیکھ کر ان کی نیندیں حرام ہو جاتی
ہیں اور جب جوڑا تلاش کرنے کے لئے نکلتے ہیں تو لڑکے والدین سامان جہیز کا
مطالبہ کر کے ان کو مایوس کر رہے ہیں اور لڑکی کے غریب والدین پر ذرا بھی رحم نہیں

کرتے کہ آخر بوڑھا باپ جس نے اپنی بیٹی کو پال پوس کر بڑا کیا اور اب ہمارے
حوالہ کر رہا ہے یہی بہت بڑی قربانی ہے کتنے تو ایسے بے شرم ہوتے ہیں کہ زبان
کھول کر مطالبہ کرتے ہیں بلکہ سامان کی ایک لمبی فہرست بھی حوالہ کر دیتے ہیں کہ یہ
سب چیزیں آپ کو دینی ہیں تب شادی ہوگی۔ اس معاملے میں سب سے زیادہ ذمہ
داری ان لوگوں پر عائد ہوتی ہے جو کھاتے پیتے امیر اور دولت مند گھرانے کہلاتے
ہیں اس عذاب سے نجات اس وقت تک نہیں ہو سکتی ہے جب تک کھاتے پیتے اور
امیر کہلائے جانے والے لوگ اس بات کا اقدام نہ کریں کہ ہم اپنے خاندان میں
شادیاں اور نکاح سادگی کے ساتھ کریں گے اور ان غلط رسموں کو ختم کر دیں۔ اس
وقت تک تبدیلی نہیں آئے گی۔ اس لئے کہ ایک غریب آدمی تو یہ سوچتا ہے کہ مجھے
اپنی سفید پوشی برقرار رکھتے ہوئے اپنی ناک اونچی رکھنے کے لئے مجھے کام کرنا ہی
ہے اس کے بغیر میرا گزارہ نہیں ہوگا۔ اگر لڑکی کو جہیز نہیں دیں گے تو سسرال والے
طعنہ دیا کریں گے کہ کیا لے کر آئی اور لڑکی کو ستائیں گے کہ جیسا کہ آج کل لڑکیوں کو
ستایا جا رہا ہے ان لوگوں کو جو نکاح سے مال و دولت یا عزت و ناموس یا کسی اور چیز
کے طالب ہوتے ہیں معلوم ہونا چاہئے کہ ان کے دین دنیا ہلاکت و بربادی میں
پڑے ہوئے ہیں۔ یہ جوڑے اور جہیز کے لئے شادی کرنے والے ذرا ہوش سے
اللہ کے نبی صادق المصدق کا ارشاد سن لیں آپ ﷺ فرماتے ہیں (جو کسی عورت
سے اس کی (دنیوی) عزت و حیثیت کی وجہ سے شادی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی
ذلت ہی میں اضافہ کرے گا۔ اور جو اس کے مال کے سبب شادی کرتا ہے، اللہ تعالیٰ
اس کے فقر و افلاس ہی میں اضافہ کرے گا، اور جو اس کے مال کے حسب و نسب کی
وجہ سے نکاح کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو اور پست کرے گا، اور جو عورت سے صرف
اس لئے نکاح کرتا ہے کہ اس کی آنکھ نیچی رہے اور شرم گاہ محفوظ رہے اور صلہ رحمی

کرے تو اللہ تعالیٰ ان دونوں (مرد و عورت کو) ایک دوسرے کے لئے مبارک بنائے گا۔ (الترغیب و ترہیب) اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کے حق میں بددعا کی ہے یا اطلاع و خبر دی ہے جو لوگ نکاح مال و دولت یا جاہ و عزت کے لئے رچاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اور زیادہ تنگ دستی میں مبتلا کرے گا یعنی ان کے مال میں برکت نہ ہوگی۔

آج جہیز کو شادی کا ایک لازمی حصہ سمجھ لیا گیا ہے گھر کی ضرورت کا سامان مہیا کرنا جو شوہر کے ذمے واجب تھا وہ آج بیوی کے باپ کے ذمے واجب ہے۔ گویا باپ اپنی بیٹی اور لخت جگر کے ٹکڑے کو بھی دے اور اس کے ساتھ اس کے شوہر کو لاکھوں روپیہ بھی دے اور گھر کا فرنیچر مہیا کرے اور اس طرح وہ دوسرے کا گھر آباد کرے۔ یہ سب جہیز کا لین دین جیسا کہ لوگوں کا معمول بن گیا ہے کہ بے شرمی کیساتھ مطالبہ کر کے لیتے ہیں ناجائز اور حرام ہے اسی طرح اگر لڑکی کے والدین بھی اپنی شان دکھانے کے لئے نمائش کر کے کرتے ہیں تو یہ بھی حرام ہے۔ یعنی جوڑے گھوڑے کا لین دین غلط یعنی قطعاً حرام اور ناجائز ہے۔ ٹھیک ہے اگر کوئی باپ اپنی بیٹی کو بغیر کسی زبردستی کے اور بغیر مطالبے کے اپنی خوشی سے کچھ دینا چاہتا ہے تو سادگی کے ساتھ کچھ دے دے تو کوئی حرج نہیں بہر حال جو مالدار کھاتے پیتے گھرانے کہلاتے ہیں ان پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ جب تک وہ اس سادگی کو نہیں اپنائیں گے اور اس کو ایک تحریک کی شکل میں نہیں چلائیں گے اس وقت تک اس عذاب سے نجات ملنی مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے یہ بات دلوں میں ڈال دے۔ آمین۔

عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی شادی

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ اکابر صحابہ میں سے ہیں لسان نبوت نے دنیا ہی میں ان کو جنتی ہونے کی بشارت و خوشخبری سنائی۔ نبی کریم ﷺ سے حد درجہ قربت رکھنے والے اعلیٰ درجہ کے رفیق اور ساتھی مگر ان کی شادی واقعہ سماعت فرمائیں۔ ایک دفعہ وہ نبی کریم ﷺ کی مجلس میں شریک ہوئے آپ ﷺ نے ان کے جسم پر کچھ نشانات دیکھے دریافت کیا، کیا بات ہے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں ایک انصاریہ عورت سے شادی کی ہے۔ رحمت عالم ﷺ نے ناگواری کا اظہار فرمایا۔ غصہ نہیں ہوئے بلکہ فرمایا! ”ولم لو بشاة“ ولیمہ کرو اگرچہ ایک ہی بکری سے ہو غور فرمائیں کہ اگر ہمارے یہاں کوئی ادنیٰ تعلق رکھنے والا شخص بھی شادی کرے اور ہمیں نہ پوچھے تو ہم کو کتنی ناگواری ہوگی مگر آپ ﷺ کے دور میں ایسا نہیں تھا۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ آپ ﷺ سے نکاح پڑھوانا الگ رہا اطلاع دینے کی بھی ضرورت محسوس نہیں کی۔ واقعی شادی اسی طرح سادگی کے ساتھ ہونی چاہئے۔ تب جا کر معاشرے کی اصلاح ہو سکتی ہے اور لوگوں کی پریشانیاں ختم ہو سکتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلم معاشرے میں پھیلے ہوئے جہیز جیسے ناسور کو ختم فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

☆☆☆

واک اور ورزش بھی سنت ہے

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ أَمَّا بَعْدُ.
فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ. بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. لَقَدْ كَانَ
فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ. صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ.

محترمہ صدر معلّمہ، مشفق و مہربان معلمات، عزیزہ طالبات! ہمارا مال ہمارا جسم اللہ تعالیٰ کی امانت ہے اس کی حفاظت کی ذمہ داری ہمارے اوپر عائد ہوتی ہے۔ اگر ہم اپنے جسم کی حفاظت نہیں کرتے ہیں تو قیامت کے روز اس کے بارے میں بھی سوال ہوگا خصوصاً آج کے دور میں جب کہ ہر چیز نقلی آرہی ہے کوئی سامان کھانے پینے کے تعلق سے بازار میں خریدنے کے لئے چلے جائیں تو اصلی سامان ملنا مشکل ہے یہی وجہ ہے کہ اب بیماریاں بڑھتی جا رہی ہے اور نئی نئی بیماریاں جن کا ہمارے باپ دادا نے نام بھی نہیں سنا تھا وہ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اور سینکڑوں ہزاروں لوگ ان بیماریوں میں مبتلا ہو کر لقمہ اجل بن رہے ہیں یہ تو ہمارا ایمان ہے کہ موت کا جو وقت مقرر کیا جا چکا ہے اسی وقت پر آئے گی اور جس سبب

سے مقرر کیا گیا ہے اسی سبب سے آئے گی اس میں کسی طرح تبدیلی ممکن نہیں مگر ہمارا بھی فریضہ ہے کہ بیماری سے بچنے کے لئے ہر طرح کے ذرائع کا استعمال کریں اور اپنے جسم جان کی حفاظت کا بندوبست کریں اس کے ورزش اور کثرت کریں تاکہ جسم چست رہے اور خون کا صحیح دوران ہونے کی وجہ سے صحت اچھی رہے۔

ایک مرتبہ سفر سے حضور اقدس ﷺ چلے آ رہے تھے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی ساتھ تھے، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی ساتھ تھیں، آنحضرت ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: ”تقدموا“ تم لوگ ذرا آگے نکل جاؤ۔ تو سب کے سب آگے چلے جاتے ہیں۔ اب آنحضرت ﷺ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرماتے ہیں: عائشہ! چلو ہم Race کرتے ہیں۔ حضور ﷺ بھی دوڑ رہے ہیں اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی دوڑ رہی ہیں کہ میں آگے نکل گئی اور حضور اقدس ﷺ پیچھے رہ گئے، کچھ مدت بعد، چند مہینوں کے بعد پھر ایسی ہی ہو تو اب میرا بدن بھاری ہو چکا تھا، اس لئے اب کی بار جو Race ہوئی تو حضور اقدس ﷺ جیت گئے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: میں نے بدلہ لے لیا، اس وقت تم جیتی تھی، اب کی بار میں جیت گیا، یہ میرا بدلہ ہو گیا، تو حضور اقدس ﷺ بھی بیوی کے ساتھ گھر والوں کے ساتھ ہنسی مذاق اور کھیل فرما رہے ہیں، اس لئے کہ یہ برحق ہے۔

اس حدیث شریف سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دوڑنا اور ورزش کرنا، یہ بھی سنت ہے اور کرنا ہی چاہئے، خاص طور پر Walking جو ہمارے بڑے بوڑھے ہیں ان کیلئے تو بہت فائدہ مند ہے، گھر میں بیٹھ کر T.V. دیکھنے کے بجائے Walking کیلئے جائیں، اور آدھا پونہ گھنٹہ کا لمبا Walk کریں، دوڑنے کی ضرورت نہیں ہے، صرف Brisk Walk کرتے رہیں، بہت فائدہ مند ہے۔

ورزش کئی بیماریوں کا علاج

افسوس میں گھنٹوں گھنٹوں کمپیوٹر پر جو لوگ بیٹھے رہتے ہیں ان کے لئے ورزش تو اور بھی ضروری ہے مستقل ایک جگہ بیٹھنے کی وجہ سے قبض کی بھی شکایت رہتی ہے جس کو حکماء ام الامراض کہتے ہیں یعنی قبض ساری بیماریوں کی ماں ہے جب قبض کی شکایت پیدا ہوگی تو دسیوں بیماریاں جنم لیں گی اور جس کا پیٹ صحیح ہو وقت وقت پر قضائے حاجت کر لیا کرے تو اس کو بیماریوں کا سامنا نہیں کرنا پڑتا اور اس کی صحت و تندرستی برقرار رہتی ہے اس لئے ہلکی پھلکی ورزش اپنی زندگی معمول بنا لینا چاہئے اور نمازوں کی پابندی بھی کرتے ہیں۔ اس لئے کہ نماز میں ورزش ہوتی رہتی ہے تو ایک ساتھ دو فائدے حاصل ہوئے ایک تو نماز کا ثواب ملا مرنے کے بعد آخرت میں کام آئے گا اور دوسرا فائدہ صحت و تندرستی کا جس سے مزید عبادت میں چستی اور نشاط پیدا ہوگا تو گویا دنیوی فائدہ بھی ہو اور دینی فائدہ بھی ہوا۔ واک اور ورزش حاملہ خواتین کیلئے بھی بہت مفید ہے اگر وہ مستقل واک کرتی رہیں اور سست ہو کر نہ بیٹھیں تو بلکہ حالت حمل میں بھی اپنے کام کاج کرتے ہیں تو ان کی ولادت میں بھی آسانی ہوگی اور آپریشن کے مشکل مرحلے سے ان کو گذرنا نہ پڑے گا۔ یہ بہت بڑی بیماری لوگوں میں پیدا ہوتی جا رہی ہے کہ راحت و آرام کے طلبگار ہو گئے ہیں کہ بدن کو حرکت نہیں دینا چاہتے آسائش و راحت کی ساری اشیا گھر میں رکھ لیتے ہیں تھوڑا بھی مشقت برداشت نہیں کرتے اس لئے شوگر بی پی ہارڈ اور دیگر امراض میں مبتلا ہو کر گھٹ گھٹ کر زندگی بسر کرتے ہیں اور پھر ہزاروں لاکھوں روپیوں کی دوائیاں کھا کر ڈاکٹروں کے ہاتھوں کا کھلونا بن کر ہسپتالوں میں مرتے ہیں۔ اللہ ہمارے صحت و تندرستی کو برقرار رکھے۔ آمین۔ وَأَخِرُ دَعْوَانَا أَنْ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.

اسلام عورت کے حقوق کا محافظ ہے

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ
وَالْمُرْسَلِينَ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ. أَمَّا بَعْدُ! فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ
الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ. بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. اسْكُنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ
سَكَنْتُمْ مِنْ وَجْدِكُمْ وَلَا تَضَارُّوهُنَّ لِنُضَيْقُوا عَلَيْهِنَّ. صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ.

مشفق و مہربان معلمات، عزیزہ طالبات ماؤں اور بہنو! اسلام ہی عورتوں کے حقوق کا محافظ ہے دیگر موجودہ مذاہب میں کہیں بھی عورتوں کے حقوق کا لحاظ نہیں کیا جاتا بلکہ ہر ایک کے یہاں صنف ناز کے حقوق کی پامالی ہوتی ہے اور طرح طرح سے اس کو ستایا اور کمزور کیا جاتا ہے، اس دور میں تو آزادی نسواں کا نعرہ بلند کر کے دنیا کے سامنے پیش کیا گیا اور بڑی تیزی کے ساتھ لوگوں نے اس کو قبول کر لیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ دنیا کے اندر تباہی پھیل گئی، برائیاں عام ہو گئیں صنف ناز کی عزتیں نیلام ہونے لگیں مگر افسوس اس بات پر ہے کہ مغربی تہذیب و تمدن کے دلدادہ لوگوں نے اس کو ترقی کا نام دے رکھا ہے۔ قبل از اسلام لوگوں میں جتنی برائیاں اور بے حیائیاں تھیں آج اس سے بھی کہیں زیادہ برائیاں لوگوں میں عام ہو گئے ہیں۔

طلوع اسلام سے قبل عورت کی حالت زار

آفتاب اسلام کے طلوع ہونے سے قبل زمانہ جاہلیت کے تاریک دور میں دنیا کی تمام اقوام میں یہ حال تھا کہ عورت کی حیثیت گھریلو استعمال کی اشیاء سے زیادہ نہ تھی۔ چوپاؤں کی طرح اس کی خرید و فروخت ہوتی تھی۔ اس کو اپنے شادی بیاہ میں کسی قسم کا کوئی اختیار نہ تھا۔ اسکے اولیاء و سرپرست جس کے حوالے کر دیتے وہاں جانا پڑتا تھا۔ عورتوں کو اپنے رشتہ داروں کی میراث میں سے کوئی حصہ نہ دیا جاتا تھا بلکہ وہ خود گھریلو چیزوں کی طرح مال وراثت سمجھی جاتی تھی۔ وہ مردوں کی ملکیت تصور کی جاتی تھی۔ اس کی ملکیت کسی چیز پر نہ تھی اور جو چیزیں عورت کی ملکیت کہلاتی تھیں ان میں اس کو مرد کی اجازت کے بغیر کسی قسم کے تصرف کا کوئی اختیار نہ تھا۔ ہاں اس کے شوہر کو ہر قسم کا اختیار تھا کہ اسکے مال کو جہاں چاہے اور جس طرح چاہے خرچ کر ڈالے۔ اس کو پوچھنے کا بھی کوئی حق نہ تھا۔ یہاں تک کہ یورپ کے وہ ممالک جو آج کل دنیا کے سب سے زیادہ متمدن ملک سمجھے جاتے ہیں اور عورتوں کی آزادی اور حقوق کے بزم خود علمبردار بنے ہوئے ہیں ان میں بعض لوگ اس حد کو پہنچے ہوئے تھے کہ عورت کے انسان ہونے کو بھی تسلیم نہ کرتے تھے۔

عورت کیلئے دین و مذہب میں بھی کوئی حصہ نہ تھا، نہ اس کو عبادت کے قابل سمجھا جاتا تھا بلکہ یہ عمل باپ کیلئے عزت کی نشانی اور شرافت کا معیار تصور کیا جاتا تھا۔ اگر شوہر مر جائے تو بیوی کو بھی اس کی لاش کیساتھ جلا کر سستی کر دیا جاتا تھا۔ رسول اکرم ﷺ کی ولادت کے بعد اور آپ ﷺ کی نبوت سے پہلے ۵۸۶ء میں فرانس نے عورت پر یہ احسان کیا، بہت سے اختلافات کے بعد یہ قرارداد پاس کی کہ عورت ہے تو انسان مگر وہ صرف مرد کی خدمت کیلئے پیدا کی گئی ہے۔ الغرض پوری دنیا اور

اس میں بسنے والے تمام اقوام و مذاہب نے عورت کے ساتھ یہ برتاؤ کیا ہوا تھا کہ جس کو سن کر بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، اس بے چاری مخلوق کیلئے نہ کہیں عقل و دانش سے کام لیا جاتا تھا نہ عدل و انصاف ہے۔

قربان جائے رحمۃ للعالمین ﷺ اور آپ کے لائے ہوئے دین حق پر کہ جس نے دنیا کی آنکھیں کھولیں، انسان کو انسان کی قدر کرنا سکھایا۔ عدل و انصاف کا قانون جاری کیا۔ عورتوں کے حقوق مردوں پر ایسے ہی لازم کئے جیسے عورتوں پر مردوں کے حقوق ہیں۔ اس کو آزاد و خود مختار بنایا۔ وہ اپنے جان و مال کی ایسی ہی مالک قرار دی گئی جیسے مرد، کوئی شخص خواہ باپ دادا ہی کیوں نہ ہو بالغ عورت کو کسی شخص کے ساتھ نکاح پر مجبور نہیں کر سکتا اور اگر بلا اس کی اجازت کے نکاح کر دیا جائے تو وہ اس کی اجازت پر موقوف رہتا ہے۔ اگر نا منظور کر دے تو باطل ہو جاتا ہے۔ اس کے اموال میں کسی مرد کو بغیر اس کی رضا و اجازت کے تصرف کا کوئی حق نہیں۔ شوہر کے مرنے یا طلاق دینے کے بعد وہ خود مختار ہے، کوئی اس پر جبر نہیں کر سکتا۔ اپنے رشتہ کی میراث میں اس کو بھی ایسا ہی حصہ ملتا ہے جیسا لڑکوں کو۔ اس پر خرچ کرنے اور اس کو راضی رکھنے کو اسلام میں ایک اہم عبادت اور اجر عظیم قرار دیا، شوہر اس کے حقوق واجبہ ادا نہ کرے تو اسلامی عدالت کے ذریعہ وہ اسے ادائے حقوق پر ورنہ طلاق پر مجبور کر سکتی۔

عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید

حضور نبی کریم ﷺ نے بیویوں کے ساتھ حسن سلوک کا تاکید فرمایا:

”استوصوا بالنساء خيراً فانھن خلقن من ضلع وان اعوج شئی فی الضلع اعلاہ فان ذہبت نقیمہ کسرتہ وان ترکتہ لم یزل اعوج“

ومعاشرے میں سدھار پیدا ہو سکتا ہے اور عورت کے بگڑنے سے پورے معاشرے میں بگاڑ پیدا ہو سکتا ہے اس لئے عورتوں کو اپنے حقوق کا لحاظ کرنے کے ساتھ اپنی اصلاح کی فکر کرنی چاہئے۔ شوہروں کی اطاعت و فرمانبرداری کا ہمہ وقت خیال بھی رکھنا چاہئے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے۔ عورت جب پانچوں وقت کی نماز پڑھے اور ماہ رمضان کے روزے رکھے اور اپنی آبرو کی حفاظت کرے اور شوہر کی فرمانبرداری ہے تو پھر اسے حق ہے کہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

لباس پہننے کا مقصد

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ
وَالْمُرْسَلِينَ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ. أَمَا بَعْدُ! فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ
الرَّجِيمِ. بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. يَبْنِي آدَمَ قَدْ أَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا
يُؤَارِي سَوَاتِكُمْ وَرِيْشًا وَلِبَاسُ التَّقْوَى ذَلِكَ خَيْرٌ. صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ.

محترمہ صدر معلمہ، مشفق و مہربان معلمات! لباس انسان کی بنیادی ضرورت ہے انسان اور دیگر حیوانات میں جو نمایاں فرق ہے وہ لباس کا ہے کہ حیوانات لباس زیب تن نہیں کرتے، لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی شرمگاہوں کو پوشیدہ رکھنے کے لئے ان کے اعضا کچھ اس طرح بنائے ہیں جس سے شرمگاہ چھپ جاتی ہیں کسی کی دم اور کسی کے بال وغیرہ لیکن انسان چونکہ اشرف المخلوقات ہے اس کے لئے صرف یہی چیزیں کافی نہیں تھیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کے کپڑے بھی اتارے جس کو وہ پہنے اور زیب و زینت اختیار کرے ویسے لباس کا مقصد ستر پوشی ہے کہ انسان ان اعضا کو چھپا سکے جن کو دوسروں کے سامنے ظاہر کرتے ہوئے شرم کرتا ہے۔ جیسے

جیسے دور نبوت سے بعد ہوتا جا رہا ہے دین سے دوریاں بھی بڑھتی جا رہی ہیں۔ ترقی کے نام پر بے حیائیاں عروج پر ہیں فیشن پرستی کے اس ماحول میں سنت کو پامال کیا جا رہا ہے اور لوگوں کے ذہن و دماغ کو اس بات سے متاثر کیا جا رہا ہے۔ اسی میں تمہاری ترقی کا راز مضمر ہے۔ ماڈرن نیو زمانہ کہاں سے کہاں پہنچ چکا اب تو دین کے احکام پر عمل کرنے کے لئے بھی مشکلیں پیش آتی ہیں اس لئے کہ جو غیر اسلامی طور و طریق ہیں ان کو اسلامی بنا کر پیش کیا جاتا ہے اور کم علمی اور جہالت کی وجہ سے ہم اسی کو دین سمجھ بیٹھتے ہیں لباس کا اصل مقصد تو ستر پوشی ہے مگر ہمیں اس کا خیال رکھنا چاہئے کہ ایسا لباس ہرگز نہ پہنیں جو خلاف شرع ہوں اور غیروں کی مشابہت پائی جاتی ہو۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ مَنْ تَشَبَهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ جو کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے گا وہ اسی میں سے ہوگا۔ اس لئے ہم کو غیروں کی مشابہت سے کلی طور پر احتیاط کرنی چاہئے صلحاء اور نیک لوگوں کا لباس پہننا چاہئے۔

لباس کے تین مقاصد

لباس کے تین مقاصد ہوتے ہیں۔ (۱) انسانی بدن کے جن حصوں پر دوسروں کی نظر نہیں پڑنی چاہئے وہ چھپے رہیں (۲) جسم کو سردی اور گرمی کی تکلیف سے بچایا جائے (۳) انسانی شخصیت کو زیب و زینت نصیب ہو یا الفاظ دیگر لباس تین طرح کے ہیں۔ آسائش کا لباس زیبائش کا لباس۔ یہ دونوں جائز ہیں، تیسرا لباس زیبائش کا لباس ہے جو ناجائز ہے۔

لباس شہرت: نام و نمود اور دکھلاوے کے لباس کی احادیث میں بڑی سخت وعید وارد ہوئی ہے لباس شہرت، لباس جہنم اور اعراض خداوندی کا باعث ہے، حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جو شہرت کے لئے

لباس پہنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے اعراض فرمالتے ہیں تا وقتیکہ اسے نکال نہ دے۔ ایک اور روایت میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص شہرت کے لئے دنیا میں کوئی لباس پہنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ذلت کا لباس پہنائے گا۔ پھر اس میں جہنم کی آگ لگا دے گا۔ (شکل کبریٰ ج ۱ ص ۲۹۵)

لباس شہرت کا مطلب یہ ہے کہ کوئی اچھایا امتیازی لباس اس لئے پہنے تاکہ لوگوں میں اس کے لباس کا چرچا ہو۔ لوگ اس کے لباس کی تعریف کریں۔ یہ نیت درست نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک ذلت و رسوائی و ناراضگی کا باعث ہے۔ ہاں لباس میں یہ نیت ہو کہ اللہ تعالیٰ نے ستر چھپانے کو دیا ہے اور یہ اس کی تعمیل ہے اور یہ نیت ہو کہ اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور نظافت و جمال کو پسند کرتا ہے۔ اس لئے نظیف و جمیل لباس پہنتا ہوں یا یہ کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا اظہار ہو اس نے ہمیں اظہار نعمت کا حکم دیا ہے نہ کہ اظہار کبر و بڑائی۔ یہ قصد و ارادے محمود اور باعث ثواب ہیں۔

لباس میں تواضع و سادگی ہو۔ اس کی بھی فضیلت احادیث میں وارد ہوئی ہے۔ حضرت ایاس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اصحاب رسول اللہ ﷺ میں سے ایک صاحب نے آپ ﷺ کے سامنے دنیا کا ذکر فرما رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ کیا تم نہیں سنتے؟ کیا تم نہیں سنتے؟ سادہ لباس ایمان کی علامت ہے۔ سادہ لباس ایمان کی علامت ہے۔ (ابوداؤد، ترغیب ج ۳ ص ۱۰۲)

حدیث پاک میں جس کو ایمان کہا گیا ہے اس کے معنی زینت اور خوشنما کو ترک کرتے ہوئے کم درجہ کا لباس اختیار کرنا ہے۔ (منذری ص ۱۰۸) اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ عمدہ لباس اور قیمتی لباس کی اجازت نہیں ہے بلکہ یہ اگر ریا کبر اور فخر کے لئے ہو تو حرام ہے ورنہ تو اس کی بھی اجازت ہے۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے اور اسے پسند ہے

کہ اپنے بندے پر نعمت کا اثر دیکھے۔ (المطاب العالیہ، ج ۲، ص ۲۶۲) ایک اور صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جس نے خوبصورت و عمدہ لباس اللہ تعالیٰ کے لئے چھوڑ دیا باوجود وسعت کے تو اللہ تعالیٰ اسے عزت کا لباس پہنائے گا اور جو شخص اپنے سے کمترین (مسکین، غریب، یتیم) سے شادی کرے گا اللہ جل جلالہ اسے بادشاہوں کا تاج پہنائے گا۔ (ابوداؤد، بحوالہ شفاء کبریٰ ج ۳، ص ۲۹۵)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ سے پوچھا میں عمدہ جوڑے پہنتا ہوں کیا یہ کبر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔ پھر پوچھا کہ میں چاہتا ہوں کہ کھانا بناؤں اور سب کو دعوت کروں کیا یہ کبر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔ کبر تو یہ ہے کہ تو حق کو بھول جائے اور لوگوں کی تحقیر کرے تو معلوم ہوا کہ عمدہ لباس کبر نہیں ہے۔ اس کا تعلق لباس یا شئی کی عمدگی اور خوشحالی سے نہیں ہے بلکہ دل سے ہے اگر اس سے دوسروں کی تحقیر و تذلیل ہے تو یہ مذموم برا ہے۔

مشابہت غیر کی مذمت

”تشبہ بالكفار“ تشبہ بالنساء“ تشبہ بالرجال“ یعنی غیروں اور اسلام کے دشمنوں کے لباس کی مشابہت اختیار کرنا۔ اسی طرح مردوں کا عورتوں کی مشابہت اور عورتوں کا مردوں کی مشابہت اختیار کرنا یہ سب حرام ہے اور لعنت کی بات ہے۔ بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے، ان مردوں پر جو عورتوں سے مشابہت اختیار کرنے والے ہیں۔ (بخاری، ج ۲، ص ۸۷) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سامنے ایک عورت کا ذکر کیا گیا جو مردوں جیسے جوتیاں پہنتی تھی اور اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے

فرمایا خدا کے رسول اللہ ﷺ نے ایسی عورت پر لعنت بھیجی ہے جو مردوں کے طور کو اختیار کرے۔ (مشکوٰۃ، ج ۲، ص ۳۸۳)

تشبہ اور اس کا مفہوم

اپنی ہیئت اور وضع تبدیل کر کے دوسرے قوم یا دوسری جنس کی وضع اور ہیئت اختیار کرنے کا نام تشبہ ہے۔ مذکورہ بالا روایتوں سے معلوم ہوا کہ جو لباس عرف میں مردوں یا عورتوں کے لئے خاص ہے ایک دوسرے کو اس کا استقبال ناجائز اور حرام ہوگا چنانچہ مردوں کو پرنٹ کرتا یا عورتوں کو مردوں کا سا پاجامہ پتلون کوٹ ٹی شرٹ وغیرہ پہننا درست نہیں، باعث لعنت ہے، عموماً جدید تعلیم یافتہ اور دیگر عورتیں اس سے احتیاط نہیں کرتیں اور مردوں کی مشابہت میں فخر محسوس کرتی ہیں اور لعنت میں گرفتار ہوتی ہیں۔ اللہ ہم سب کو توفیق عمل نصیب ہو جائے۔

ساتر لباس پہنیں

فیشن کے اس دور میں مختلف قسم کے کپڑے رائج ہو گئے ہیں اور آئے دن نئے نئے ڈیزائن کے کپڑے مارکیٹ میں آرہے ہیں اور فیشن کے نام پر ایک کپڑے کی مانگ بڑھ رہی ہے خواہ ستر پوشی ہو یا نہ ہو بلکہ بہت سے لباس تو ایسے ہیں کہ ان کے پہننے سے وہ اعضاء بھی نظر آتے ہیں جن کا چھپانا ضروری ہے۔ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں بعض عورتیں کپڑا پہنے ہوئی ہیں پھر بھی نکلی ہوتی ہیں، مردوں کی طرف مائل ہوتی ہیں اور ان کو اپنی طرف مائل کرنے والی ہوتی ہیں آج ہم آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ عورتیں ایسے کپڑے پہن رہی ہیں کہ چست ہونے کی وجہ سے بدن کے اعضاء دیکھتے ہیں یا کپڑے ہونے کی وجہ سے بدن کھلے رہتے

ہیں یا اتنے باریک ہوتے ہیں کہ کپڑا پہننے کے باوجود جسم نظر آتا ہے اسی طرح مرد اس انداز کا کپڑا پہنتے ہیں جس سے ان کی ستر پوشی بھی نہیں ہوتی جب کہ کپڑا پہننے کا اصل مقصد یہی ہے۔ اگر ہم عذابِ آخرت سے بچنا چاہتے ہیں تو اسے کپڑوں سے گریز کرنا چاہئے۔ ورنہ کل قیامت کے دن اللہ و رسول ﷺ کو کیا منہ دکھائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اِنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

ہمیشہ اپنے سے نیچے والوں کو دیکھو

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُوْمُنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضِلّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ. وَنَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ. اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. لَيْتَنُ شَكَرْتُمْ لَا زَيْدًا نَكُمُ وَلَيْتَنُ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

مشفق و مہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو!

جس طرح پانچوں انگلیاں برابر نہیں ہوتیں اسی طرح سارے انسان فضیلت و مرتبت اور مال و دولت میں برابر نہیں کیا کوئی غریب ہے کوئی امیر کوئی عالم ہے کوئی ان پڑھ کوئی حاکم ہے کوئی نوکر ہر ایک سے مل کر ہی اس دنیا کا نظام چل رہا ہے۔ البتہ ہر ایک لئے اصول و ضوابط ہیں کہ کس طرح زندگی گزاریں۔ غریبوں کو کس طرح رہنا چاہئے اور مالداروں کی کیا ذمہ داریاں ہوتی ہیں نعمت خداوندی کی

قدر کے لئے ضروری ہے کہ آدمی اپنے سے نیچے والے کو دیکھے۔ بخاری و مسلم کی ایک حدیث ہے۔ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ”انظروا الی من هو اسفل منکم ولا تنظروا الی من هو فوقکم ، فهو اجدر لا تزورا نعمۃ اللہ علیکم“ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے سے نیچے والے کو دیکھو، اپنے سے اوپر والے کو مت دیکھو، اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ اپنے اوپر تم اللہ کی نعمت کو حقیر نہیں سمجھو گے۔

اللہ رب العزت ہم سب کا خالق و مالک ہے اور اس نے اپنی حکمت و مشیت سے ہر ایک آدمی کو جیسا اور جس طرح چاہا پیدا کیا۔ جسمانی ساخت و ہیئت ہی ہیں بلکہ مختلف امور و معاملات میں سب کو ایک دوسرے سے بہت ممتاز اور الگ تھلک طریقے پر پیدا کیا۔ ساری انسانی برادری یکساں اور برابر نہیں بلکہ ایک والدین کی ساری اولاد اپنی خلقت اور دیگر امور میں برابر نہیں۔ یہ اللہ کی کیسی بڑی حکمت و مصلحت ہے کہ اس کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا، بامنتصب اور بے منصب، شہ زور اور کمزور، صحت مند و بیمار، عقلمند و بے وقوف اور مجنون، اسی طرح عالم و جاہل وغیرہ ہم کافر سب اللہ کی حکمت و مشیت سے ہے۔ اس لئے اللہ کے کمال قدرت اور حکمت و مشیت کو سامنے رکھتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: کسی بھی معاملے میں اپنے سے نیچے والے کو دیکھو، اپنے سے اوپر والے کو نہیں۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ اللہ کی کسی بھی نعمت کو کبھی حقیر و معمولی نہیں سمجھو گے۔ اللہ کی نعمت کا شکر ادا کرنے کی توفیق ملے گی۔ اس نعمت کی قدر کا جذبہ پیدا ہوگا اور بندہ ناشکری سے بچے گا۔ آج ہمارے سامنے مسائل اور مشکلات اسی لئے کھڑی ہوتی ہیں کہ ہم دنیاوی معاملات میں اپنے سے اوپر والے کو دیکھنے لگتے ہیں اور اس بات کو بہت اہمیت دینے لگتے

ہیں یا جس کا کوئی فائدہ ہمیں نہیں ہوتا، بلکہ اس کے برعکس بغض و حسد، عداوت و دشمنی اور بعد و دوری اور آپسی رنجش جیسے امور کے ہم شکار ہو جاتے ہیں۔ غور کیجئے تو پتہ چلے گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مذکورہ فرمان میں کتنی حکمت پوشیدہ ہے اور ہمارے لئے اس میں کتنا سبق چھپا ہوا ہے۔ سماجی و معاشرتی زندگی گزارنے کا کیسا طریقہ بتایا گیا ہے۔ کسی بھی معاشرہ اور سماج میں امن و شانتی تب ہی بحال ہوگی، جب وہاں کے لوگ راضی ہو جائیں کہ ہم کسی بھی معاملے میں اپنے سے اوپر والوں کو نہیں، بلکہ نیچے والوں کو دیکھیں گے۔ اس کو اللہ کا فیصلہ مانیں گے اور اللہ کی بخشی ہوئی کسی بھی نعمت پر اس کا شکر ادا کریں گے۔ نیچے والے کو دیکھنے سے اتنا تو سمجھ میں آئے گا کہ کوئی اس دنیا میں اگر ہم سے اچھا ہے تو ہم بھی کس سے اچھے ہیں۔ اس سے بلا واسطہ اللہ کے شکر کا جذبہ پیدا ہوگا اور اللہ کے شکر گزار بندے ہوں گے۔

صحیح بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اذا نظر احدکم الی من فضل علیہ فی المال والنخل فلینظر الی من هو اسفل منہ“ مال اور خلقت میں جب اپنے سے بڑھے ہوئے کسی آدمی پر کسی کی نظر پڑ جائے تو اسے جلد ہی اپنے سے کمتر آدمی کو دیکھ لینا چاہئے۔ اس سے وہ احساس کمتری کا شکار بھی نہیں ہوگا اور اللہ کا شکر گزار بندہ بھی رہے گا۔ اس شکر گزاری کا اسے فائدہ بھی ہوگا کہ اللہ اور کسی دوسری چیز سے نواز دے گا، کیونکہ اللہ کا وعدہ ہے: ”لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ . وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ“ اگر تم شکر ادا کرو گے تو ہم تمہیں اور دیں گے۔ لیکن اگر ناشکری کی تو.... یاد رکھو کہ میرا عذاب سخت ہے۔

اس اعتبار سے بھی دیکھیں سبق ملتا ہے کہ ہمیں کسی بھی حال میں اپنے سے اوپر والوں کو نہیں، بلکہ نیچے والوں کو دیکھنا چاہئے، اسی میں خیر اور ہر طرح کی بھلائی و بہتری ہے۔ اللہ ہمیں ایسا کرنے کی توفیق دے۔ آمین!

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ

اگر ہم اپنے سے اوپر والے کو دیکھیں گے تو کبھی بھی شکر گزاری کی توفیق نہیں ہوتی بلکہ مزید ہوس اور لالچ بڑھے گی جو کبھی ختم نہیں ہو سکتی اگر ایک وادی سونا انسان کو مل جائے تو اس کی خواہش ہوگی کہ ایک اور وادی سونے سے بھری ہوئی مل جائے اور جب اپنے سے کم پیسے والے پر نظر رکھیں گے تو ہمیشہ سکون و اطمینان کے ساتھ زندگی گذاریں گے اور اللہ کا شکر ادا کرنے کی توفیق ملے گی۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ اپنا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ متلاشی کی نوبت آگئی میرے پاس چپل بھی نہیں تھی اور پیسے بھی نہ تھے کہ چپل خرید سکوں اس سے پہلے کبھی ایسی نوبت نہیں آئی تھی بڑی شرم آئی کہ ننگے پاؤں چل رہا ہوں مگر دمشق کی جامع مسجد کے باہر جب نکلا تو دیکھا کہ ایک شخص کے پاؤں ہی نہیں میں نے اللہ تعالیٰ کا بہت شکر ادا کیا کہ یا اللہ اگر چپل نہیں تو کوئی حرج نہیں تو نے پاؤں تو عطا کیا ہے ایسے ہر وقت اپنے سے نیچے والے کو دیکھنا چاہئے تاکہ اللہ کی نعمتوں کی قدر کرنے والے بن جائیں اور شکر گزاروں میں ہمارا شمار ہو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی ہر نعمتوں پر چاہے وہ چھوٹی ہو یا بڑی شکر ادا کرنے اور کسمپرسی کے عالم میں صبر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

وَإِخْرُودُ عَوَانَا أَنْ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

☆☆☆

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عاجزی اور انکساری

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ
وَالْمُرْسَلِينَ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ. أَمَا بَعْدُ! فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ
الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ. بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ
وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا
يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا. صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ.

محترمہ صدر معلّمہ، مشفق و مہربان معلمات! حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اعلیٰ درجہ کے صحابی ہیں انبیاء علیہم السلام کے بعد پوری انسانیت میں سب سے برگزیدہ اور اللہ کے نزدیک معزز و مکرم ہستی خلیفہ اول سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہے اس کے بعد دوسرے نمبر پر قیامت تک آنے والے انسانوں میں امیر المؤمنین خلیفہ ثانی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں جن کی شان میں قرآن کریم کی کئی ایک آیتیں نازل ہوئیں ان کی رائے اور منشا کے مطابق قرآن کی کئی آیتیں اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائیں۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: لو کان بعدی نبی لکان عمر اگر میرے بعد نبوت و رسالت کا سلسلہ جاری رہتا تو عمر فاروق کے اندر وہ استعداد و صلاحیت موجود ہے کہ وہ بنی بنائے جائیں مگر میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ آپ ﷺ نے ایک دوسرے موقع پر ارشاد فرمایا: لقد کان فیما قبلکم من الامم محدثون فان ید فی امتی احد فانه عمر تم سے پہلی امتوں میں محدث یعنی ایسے لوگ ہوتے تھے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام کی نعمت سے خاص طور پر نوازے جاتے تھے تو اگر میری امت میں کسی کو اس نعمت سے خاص طور پر نوازا گیا تو وہ عمر ہیں۔ یعنی اتنا بڑا مقام و مرتبہ عمر فاروق ﷺ کا ہے مگر ان کی عاجزی و انکساری ہمارے لئے قابل تقلید ہے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کسی اہم سرکاری کام میں مشغول تھے کہ ایک شخص آیا اور اس نے کہا: امیر المؤمنین! میرے ساتھ چلئے اور فلاں شخص سے جس نے مجھ پر ظلم کیا ہے، میرا حق دلائیے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنی مشغولیات کے باعث غصہ آ گیا، انہوں نے اس کے سر پر ایک درہ مارا اور کہا: میں کہاں کا امیر المؤمنین ہوں! میں تو ہمہ وقت تمہارے قبضے میں ہوں چاہے میں کسی کام میں بھی مشغول ہوں، تم لوگ آ جاتے ہو اور کہتے ہو چلو! فلاں سے حق دلاؤ، چلو! فلاں سے حق دلاؤ، وہ شخص منہ ہی منہ میں بڑ بڑاتا ہوا واپس جانے لگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے واپس بلوایا۔ وہ آیا تو درہ اس کی طرف پھینک کر کہا: حکم بجالاؤ، (یعنی میرے سر پر درہ لگاؤ) اس شخص نے کہا نہیں، خدا کی قسم! میں آپ کی زیادتی کو اللہ کے لئے اور آپ کے لئے معاف کرتا ہوں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک بات کہو! اللہ تعالیٰ کے ہاں ثواب کی نیت سے یا میرے لئے؟ اس آدمی نے کہا: اللہ تعالیٰ کے ہاں ثواب کی نیت سے۔

تب آپ ﷺ واپس آئے، گھر میں دو رکعت نفل نماز ادا کی، پھر اپنے آپ کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا: ”اے خطاب کے بیٹے! تو پست تھا، اللہ نے تجھے بلند مرتبہ دیا۔ تو گمراہ تھا، اللہ نے تجھ کو ہدایت دی، تو ذلیل تھا، اللہ نے تجھ کو عزت بخشی، پھر تجھ کو لوگوں کے سر پر بٹھایا، پھر تیرے پاس ایک شخص انصاف طلب کرنے آیا تو تو نے اس کو مارا، کل جب تو اپنے رب کے پاس جائے گا تو اس کو کیا جواب دے گا؟ پھر دیر تک اپنے آپ کو اس طرح ملامت کرتے رہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی رعایا پروری کا اہم واقعہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے غلام اسلم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ کے ساتھ حرہ کی طرف جا رہا تھا کہ ایک جگہ آگ جلتی ہوئی دکھائی دی امیر المؤمنین نے فرمایا کہ شاید کوئی قافلہ ہے جو رات ہو جانے کی وجہ سے شہر میں نہیں آسکا اور باہر ہی پڑاؤ ڈال دیا۔ چنانچہ اس طرف چل دیئے جب وہاں پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بوڑھی عورت ہے اور چند چھوٹے چھوٹے بچے ہیں جو رو رہے ہیں امیر المؤمنین نے بوڑھی ماں سے پوچھا کہ بچے کیوں رو رہے ہیں کہنے لگی کہ بھوک کی وجہ سے عرض کیا دیکھی میں کیا ہے کہنے لگی پانی بھر کر آگ پر بہلانے کے لئے رکھ دی ہے کہ ذرا تسلی ہو جائے اور سو جائیں۔ امیر المؤمنین کا اور امیر اللہ ہی کے یہاں فیصلہ ہوگا کہ میری تنگی کی خبر نہیں لیتے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بھلا عمر کو تیرے حال کیا خبر؟ بڑھیا نے کہا وہ ہمارے امیر بنے ہیں اور ہمارے حال کی خبر نہیں اسلم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ مجھے ساتھ لے کر گھر آئے اور بیت المال سے کھجوریں آٹا گھی وغیرہ ایک بوری میں بھریں اور مجھ سے فرمایا کہ میرے اوپر لا دو میں نے بہت اصرار کیا کہ نہیں میں ہی اس کو لے جاؤں گا امیر المؤمنین نے فرمایا کیا قیامت میں میرا بوجھ بھی تو

اٹھائے گا میں ہی اٹھاؤں گا اسلئے میرے اوپر لاد دے۔ چنانچہ میں نے لاد دیا اس کو لے کر خیمہ کے پاس پہنچے اور چولہا جلا کر پکایا اور بچوں کو کھلایا اسلم ﷺ کہتے ہیں کہ ان کی گنجان داڑھی سے دھواں نکل رہا تھا اور وہ دھونک دھونک کر کھانا پکا رہے تھے بہر حال جب تیار ہو گیا تو بچوں نے کھایا اور کھیلنے لگے۔ بوڑھی ماں کہنے لگی اسکے حقدار تھے کہ عمر کے بجائے تم خلیفہ بنائے جاؤ۔ تھوڑی دیر بیٹھ کر پھر واپس آ گئے اور فرمایا کہ میں نے بچوں کو روٹے ہوئے دیکھا تھا میرا دل چاہا کہ تھوڑی دیر ان کو ہنستا ہوا بھی دیکھ لوں یہ تھے اپنے وقت کے امیر المؤمنین جن کے نام سے بڑے بڑے سوراؤں کے پسینے چھوٹ جاتے تھے۔ اور یہ خود اس قدر متواضع اور متفکر رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَإِخْرُجُوا أَنَا أَلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

☆☆☆

نکاح کا اصل مقصد

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ
وَالْمُرْسَلِينَ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ. أَمَّا بَعْدُ! فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ
الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ. بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. وَأَنْكِحُوا الْيَامَى مِنْكُمْ
وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَأَمَائِكُمْ إِنْ يَكُونُوا فَقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ
وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ. صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ.

محترمہ صدر معلمہ، ماؤں اور بہنو! اسلام ایک مکمل نظام حیات ہے زندگی کے تمام شعبوں کو محیط ہے اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کو نمونہ اور اسوہ بنایا ساری امت کے لئے۔ ارشاد بانی ہے: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ تمہارے لئے رسول ﷺ کی سیرت میں بہتر پیروی ہے صرف مذہب اسلام کی خصوصیت ہے کہ ہر عمل کے لئے ہم کو اسوہ اور نمونہ مل سکتا ہے۔ رحمت عالم ﷺ صرف حکم ہی نہیں فرماتے بلکہ اس کو عمل کر کے اور برت کر دکھاتے تھے چنانچہ ارشاد نبوی ہے: صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي تَمَّ اس طرح نماز پڑھو جس طرح مجھے نماز

پڑھتا ہوا دیکھتے ہو۔ خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لَا هَلْبَةَ وَ اَنَا خَيْرُكُمْ لَا هَلْبَةَ تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لئے بہتر ہے اور میں اپنے گھر والوں کے لئے تم سب سے بہتر ہوں۔ یہ ہے فرمان نبوت کے ساتھ عمل نبوت صرف زبانی جمع خرچ پر اکتفا نہیں کیا جاتا بلکہ اس کو برت کر دکھایا بھی جاتا ہے یہی صورت حال نکاح اور شادی کی بھی ہے حضور ﷺ نے ایک نہیں بلکہ کئی کئی نکاح فرمائے اور کس سادگی کے ساتھ فرمائے وہ بھی آج ہمارے سامنے اور قیامت تک انسانوں کے لئے اسوہ اور نمونہ ہے۔ دوسرے مذاہب میں کوئی عملی نمونہ آپ کو مل ہی نہیں سکتا۔

مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ یہ بات ذہن میں رکھنا ضروری ہے کہ نکاح کا اہم مقصد عفت و عصمت و پاکدامنی ہے۔ محض جنسی لذت ہی مقصد نہیں ہے۔ آج کل لوگ مال و دولت کی خاطر عزت و جاہ کی خاطر اور نفسانی خواہش کی تکمیل کیلئے نکاح کرتے ہیں ان کو یہ معلوم نہیں کہ نکاح جس کے رچانے کیلئے اتنی دھوم مچائی جا رہی ہے اسکا عظیم ترین مقصد اسلام کی نظر میں نظر کی حفاظت اور شرم گاہ کا تحفظ ہے۔ ایک حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ اے نوجوانوں کے گروہ تم میں جو نکاح کی طاقت رکھتا ہے اس کو نکاح کر لینا چاہئے۔ کیونکہ نکاح آنکھوں کو پست رکھنے اور شرم گاہ کو محفوظ رکھنے کا ذریعہ ہے۔ (مشکوٰۃ شریف: ۲۶۷)

اس سے معلوم ہوا کہ نکاح عفت و عصمت اور پاکدامنی کا وسیلہ اور ذریعہ ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے میرے محبوب ﷺ نے تین کاموں میں جلدی کرنے کی وصیت فرمائی۔ (۱) نماز کا جب وقت آجائے تو اس کے ادا کرنے میں جلدی کرو۔ (۲) جب کوئی آدمی مر جائے تو اس کے کفن و دفن میں جلدی کرو۔ (۳) جب بیٹی یا بیٹے کے لئے کوئی مناسب رشتہ مل جائے تو اس کے نکاح کرنے میں جلدی کرو۔ (مسند احمد)

آج دین سے دوری کا یہ حال ہے کہ کئی گھروں میں بچیاں دس دس پندرہ پندرہ سال سے جوان ہو چکی ہوتی ہیں لیکن ان کے والدین ان کا رشتہ نہیں کرتے۔ یقین جانیے کہ وہ اپنے لئے جہنم خرید رہے ہیں۔ ہمارے اکابر ایسے لوگوں کے کنوئیں سے پانی بھی نہیں پیا کرتے تھے جو گھروں میں بچیوں کو بٹھائے رہتے تھے اور ان کی شادیاں نہیں کرتے تھے۔

یاد رکھئے! جہاں نکاح سستا ہوگا وہاں زنا مہنگا ہوگا اور جہاں نکاح مہنگا ہوگا وہاں زنا سستا ہوگا۔ یہ دین اسلام کا حسن ہے کہ اس نے انسانی ضروریات کو جائز طریقے سے پوری کرنے کیلئے خود ترغیب دی ہے کہ تم اس معاملے میں جلدی کرو۔

دیندار رشتہ آنے پر نکاح نہ کرنا فساد کا باعث ہے

معلوم ہونا چاہئے کہ دیندار رشتہ آنے کے بعد نکاح نہ کرنا اور مال و دولت اور حسن و جمال کا انتظار کرنا اسلام کی نظر میں سخت ناپسندیدہ بات ہے بلکہ حدیث میں اس کو فساد کا باعث بتایا گیا ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ (جب تمہارے پاس ایسے لوگ نکاح کا پیغام بھیجیں جن کا دین و اخلاق پسندیدہ ہو تو اس سے نکاح کرو۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو زمین میں فتنہ اور بڑا فساد ہوگا)۔ (ترمذی کتاب النکاح، حدیث نمبر ۱۰۸۹) اس حدیث کے مطابق نکاح نہ کرنے پر اور مال و دولت کے انتظار میں تاخیر کرنے پر جو فساد اور فتنہ مچا ہوا ہے وہ سب کو معلوم ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی تمام فتنوں سے حفاظت فرمائے۔ آمین۔ اللہ تعالیٰ نے تمام انسان بلکہ انسانوں کی خصوصیت نہیں جانوروں میں خواہشات پیدا کر دی ہے اور ہر ایک کو ان خواہشات کی تکمیل کی حاجت و ضرورت بھی ہے جانوروں کے کوئی اصول و ضابطہ نہیں وہ احکام شرع کے مکلف بھی نہیں مگر انسان تو احکام خداوندی کا مکلف ہے۔ اس کے لئے اصول

وضابطہ ہے وہ اپنی من مانی خواہش کو پوری نہیں کر سکتا۔ اس کے لئے حلال اور پاکیزہ طریقہ شریعت نے مقرر کر دیا ہے انہیں طریقوں سے اپنی خواہشات کی تکمیل کر سکتا ہے۔ اور شریعت نے اس میں بھی اس کے لئے ثواب رکھا ہے۔ یہ کتنا بڑا فضل و کرم ہے ہم پر اللہ تعالیٰ کا کہ اس کو بھی باعث ثواب بنا دیا۔ نبی کریم ﷺ نے بیان فرمایا کہ جب کوئی اپنی بیوی سے ملتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر بھی اسے ثواب عطا فرماتے ہیں۔ صحابہ کرام نے حیرت و استعجاب سے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ ہم میں ایک شخص اپنی خواہش پوری کرتا ہے کیا اس پر ثواب ملتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر حلال جگہ چھوڑ کر حرام جگہ میں خواہش پوری کرتا تو گناہ ہوتا ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا ضرور گناہ ہوتا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب حرام کو چھوڑ کر حلال طریقہ اختیار کیا تو اس کو ثواب ملے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حلال طریقوں پر عمل کرنے اور حرام چیزوں سے پرہیز کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَإِخْرُجُوا أَنَا أَلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

☆☆☆

کلامِ الہی کے ساتھ رسالت کی اہمیت

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ أَمَا بَعْدُ.
فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ. بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. هُوَ الَّذِي
بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ
وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ. صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ.

مشفق و مہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! سورہ جمعہ کی آیت ہے جو میں نے آپ کے سامنے پڑھی ہے وہ وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں ایک رسول بھیجا انہیں میں سے جو ان پر جن کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور ان کا تزکیہ کرتا اور ان کو کتاب کی تعلیم دیتا ہے اور بلاشبہ وہ لوگ اس سے پہلے صریح گمراہی میں تھے۔ ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ سب سے آخری نبی ہیں اب قیامت تک کوئی نبی و رسول نئی شریعت نئی کتاب لے کر نہیں آئے گا بلکہ شریعت محمدی ہی رہتی دنیا تک کے انسانوں کو ضلالت و گمراہی کے عمیق غاروں سے نکال کر ہدایت کی روشنی میں لاتی رہے گی۔ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ عَلِمَاءُ أُمَّتِي كَأَنْبِيَاءِ بَنِي

اسرائیل میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں بہر حال نبی و رسول کے بغیر اللہ کی کتاب کو سمجھا نہیں جاسکتا۔

معلم کے بغیر کتاب کو سمجھا نہیں جاسکتا

”رسالت“ اور ”کتاب“ دونوں اسی ایک خدا کی طرف سے ہیں، دونوں ایک امر ربانی کے اجزاء اور ایک ہی مقصد اور ایک دعوت کی تکمیل کے ذریعے ہیں، وہی اللہ کا علم اور اسکی حکمت رسول ﷺ کے سینے میں بھی ہے اور کتاب کے اوراق میں بھی، جس تعلیم کا لفظی بیان ”کتاب“ ہے اسی کا نمونہ رسول ﷺ کی زندگی ہے۔ انسان کی فطرت کچھ اس طور پر واقع ہوئی ہے کہ وہ مجرد کتابی تعلیم سے کوئی غیر معمولی فائدہ نہیں اٹھا سکتا، اسکو علم کیساتھ ایک انسانی معلم اور رہنما کی بھی حاجت ہے، جو اپنی تعلیم سے اس علم کو دلوں میں بٹھا دے اور اسکا مجسمہ بن کر اپنے عمل سے لوگوں میں وہ روح پھونک دے جو اس تعلیم کا حقیقی منشا ہے۔ آپ کو پوری انسانی تاریخ میں ایک مثال بھی ایسی نہ مل سکے گی کہ تھا کسی کتاب نے انسانی معلم کی ہدایت اور تعلیم کے بغیر کسی قوم کی ذہنیت اور زندگی میں انقلاب پیدا کیا ہو، جن رہنماؤں نے ان قوموں کے افکار و اعمال میں زبردست انقلابات پیدا کئے ہیں، اگر وہ خود اپنی تعلیم کے مکمل عملی نمونے بن کر نہ پیدا ہوتے اور صرف انکی تعلیمات اور ان کے اصول کسی کتاب کی شکل میں شائع ہو جاتے تو انسانی فطرت کا کون راز داں یہ دعویٰ کرنے کی جرات نہیں کر سکتا۔ کہ محض اس کتاب سے وہی انقلابات رونما ہوتے جو ان رہنماؤں کی عملی تعلیم سے ہوئے۔

دوسری طرف یہ بھی انسانی فطرت ہے کہ وہ انسانی رہنما کے ساتھ اس کی تعلیم کا ایک مستند اور معتبر بیان بھی چاہتی ہے، خواہ وہ کاغذ پر لکھا ہو یا سینوں میں

محفوظ ہو، رہنما جن اصولوں پر جماعت کے افکار و اعمال اور اخلاق و تمدن کی بناء پر رکھتا ہے وہ اگر اپنی اصلی شکل میں محفوظ نہ رہیں تو رفتہ رفتہ اس کی تعلیم کا نقش دھندلا ہوتا جاتا ہے اور اس نقش کے مٹنے کے ساتھ انفرادی سیرت اور اجتماعی نظم و آئین کی بنیادیں بھی کمزور ہوتی چلی جاتی ہیں حتیٰ کہ آخر میں اس جماعت کے پاس صرف افسانے ہی افسانے رہ جاتے ہیں جن میں ایک طاقتور نظام تمدن کو سنبھالنے کی قوت نہیں ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ جن رہنماؤں کی تعلیم محفوظ نہیں رہی، ان کے متبعین گمراہی میں پڑ گئے۔ ان کی بنائی ہوئی امت ہر قسم کے اعتقادی، فکری، عملی، اخلاقی اور تمدنی مفاسد میں مبتلا ہو گئی اور کوئی چیز ان کے پیچھے باقی نہیں رہی، جس سے وہ صحیح اور اصلی اصول اخذ کئے جاسکیں جن پر ابتداء اس امت کی شیرازہ بندی کی گئی تھی۔

فاطر کائنات اپنی مخلوق کی اس فطرت سے واقف تھا، اس لئے اس نے جب نوع بشری کی ہدایت کا ذمہ لیا تو اس کے لئے رسالت اور تنزیل دونوں کا سلسلہ ساتھ ساتھ جاری کیا، ایک طرف بہترین سیرت رکھنے والے انسانوں کو رہنمائی کے منصب پر مقرر کیا اور دوسری طرف اپنا کلام بھی نازل کیا تا کہ یہ دونوں چیزیں انسانی فطرت کے ان دونوں مطالبوں کو پورا کر دیں، اگر رہنما کتاب کے بغیر آتے، یا کتابیں رہنماؤں کے بغیر آتیں تو حکمت کا مقصود پورا نہ ہو سکتا۔

رہنما کے بغیر منزل تک نہیں پہنچ سکتے

کتاب کے ساتھ رسول کا ہونا بھی بہت ہی ضروری ہے صرف کتاب کافی نہیں اگر ایسا ہی ہوتا تو نبی و رسول کو مبعوث کرنے کے بجائے آسمانی کتابوں کو پہاڑوں پر رکھ دیا جاتا اور جبرئیل امین علیہ السلام کے ذریعہ اطلاع کرادی جاتی کہ یہ اللہ کی کتاب ہے اس کو پڑھو اور اس کے مطابق اپنی زندگی گزارو۔ جب تک کوئی رہنما اور

رہبر نہ ہو اس وقت تک انسان کو راہ ہدایت نہیں مل سکتی بالکل ایسے ہی جیسے میڈیکل اور ڈاکٹری کی بہت ساری کتابیں ہیں لیکن کوئی بھی محض کتابوں کا مطالعہ کر کے ہرگز ڈاکٹر نہیں بن سکتا۔ بلکہ ڈاکٹر بننے کے لئے کسی ماہر تجربہ کار ڈاکٹر کی رہنمائی ضروری ہے پھر اللہ کی کتاب یہ کیسے ممکن ہے کہ نبی و رسول کی رہبری کے بغیر سمجھ لی جائے، قرآن کریم اور دیگر آسمانی کتابیں اور صحیفے جن کو ہم جانتے ہیں وہ بھی اور جس کو ہم نہیں جانتے ہیں وہ بھی سب کی صحیح اللہ ہی جانتے ہیں اور پھر انبیاء علیہم السلام جن کو ان کتابوں کی تبیین و تشریح اور امت کو صحیح معنی و مفہوم بنانے کا مکلف بنایا جاتا ہے وہ مراد خداوندی کو سمجھتے ہیں پھر علماء کرام جو نبیوں کے وارث ہوتے ہیں وہ بھی صحیح طور پر مراد خداوندی تک پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں اگر صحیح مراد تک نہیں پہنچ سکتے تو بھی ایک ثواب ملتا ہے۔ اور اگر صحیح مراد تک پہنچ جائیں تو ان کو دو ہر ثواب ملتا ہے۔ یہ اللہ کا اعزاز ہے۔ جو علماء کرام کو عطا کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں علماء کرام کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

☆☆☆

برکت والا نکاح اور شادی

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ
وَالْمُرْسَلِينَ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ. أَمَّا بَعْدُ! فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ
الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ. بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. وَأَنْكِحُوا الْيَامِي مِنْكُمْ
وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ. صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ.

محترمہ صدر معلّمہ، مشفق و مہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! حدیث شریف میں آتا ہے کہ نکاح کرنا سنت ہے اور ایک دوسری حدیث میں جو میری سنت سے اعراض کرے وہ مجھ سے نہیں اس لئے جب شادی کی عمر کوڑھی اور لڑکے پہنچ جائیں تو ضرور ان کی شادی کر دیا کریں تاکہ اس سنت پر صحیح معنوں میں عمل ہو سکے اور اس کے لئے بہت زیادہ مال خرچ کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ نکاح میں کم خرچ کرنا چاہئے ایسے نکاح کو بابرکت قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ”إِنَّ أَعْظَمَ النِّكَاحِ بَرَكَةً أَيْسَرُهُ مَوْنَةً“ (مشکوٰۃ شریف: ۲۶۸) یعنی زیادہ بابرکت نکاح وہ ہے کہ جس کا خرچ کم سے کم اور ہلکا ہو۔ معلوم ہوا کہ اسلامی نکاح وہ

ہے جس میں اخراجات کم سے کم ہوں نہایت سادگی سے انجام دیا جائے اور جو نکاح ایسا نہ ہو اس میں برکت نہ ہوگی۔ شریعت نے ہمیں حکم دیا کہ تم نکاح کو عام اور سستا کرو تا کہ لوگ آسانی سے نکاح کر سکیں۔ صحابہ کے دور میں تو نکاح کا یہ حال تھا۔ بعض صحابہ نکاح اتنی سادگی سے کرتے تھے کہ حضور ﷺ تک کو خبر نہ ہوتی تھی۔ جیسے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے نکاح کیا کہ نکاح کے اگلے دن حضور ﷺ نے ان کے کپڑوں پر خوشبو کا نشان دیکھا تو ان سے پوچھا کہ یہ کیسا نشان ہے۔ تو عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے کل نکاح کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تجھے برکت دے، ولیمہ کر چاہے ایک بکری ہی کیوں نہ ہو۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ حضور ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے ایک خاتون سے نکاح کیا ہے۔ (صحیح بخاری کتاب النکاح حدیث: ۵۰۷۹)

یہ حضور ﷺ سے ملتے رہتے تھے لیکن انہوں نے حضور ﷺ کو نکاح میں شرکت کی دعوت نہیں دی اسلئے کہ عہد مبارک میں اس کا عام رواج تھا کہ نکاح کیلئے کوئی خاص اہتمام نہیں کیا جاتا تھا۔ یہ نہیں تھا کہ نکاح ہو رہا ہے تو ایک طوفان برپا ہے اور مہینوں پہلے سے اس کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ پورے خاندان میں اس کی دھوم ہے۔

شریعت نے نکاح کو جتنا آسان کیا تھا ہم نے اس کو اپنی غلط رسموں اور جوڑے جہیز اور بڑی بڑی دعوتوں کے ذریعے اتنا ہی مشکل بنا دیا۔ اس کا نتیجہ دیکھ لیجئے کہ لڑکیاں بغیر نکاح کے گھروں میں بیٹھی ہیں۔ اس لئے کہ جہیز مہیا کرنے کو پیسے نہیں ہیں یا عالی شان تقریب کرنے کے لئے پیسے نہیں ہیں۔ اب ان کاموں کے واسطے پیسے جمع کرنے کے لئے حلال و حرام ایک ہو رہا ہے اور یہ سب رسومات غیر اسلامی ہیں اور جوڑے جہیز کا مطالبہ کر کے لینا چاہے کھلم کھلا بھیک مانگے یا خفیہ طور پر اشارہ وغیرہ کے ذریعے ڈمانڈ کرے اسی طرح تقاضہ کر کے بڑی دعوت لڑکی

والوں سے لینا یہ سب ناجائز اور حرام ہے۔ لیکن افسوس کہ عام مسلمان بلکہ بعض دیندار بھی اس لعنت سے پرہیز نہیں کرتے۔ اس کا نتیجہ ہے کہ حلال راستے مشکل ہیں لیکن روپیہ ہوتا جا کر نکاح کر سکے گا۔ دوسری طرف حرام کے راستے چوہٹ کھلے ہیں جب چاہے جس طرح چاہے اپنی خواہش پوری کر لے۔ رات دن ٹی وی چل رہی ہے فلمیں آرہی ہیں اور اس کے ذریعے نفسانی خواہش اور شہوانی جذبات کو ابھارا جا رہا ہے اگر بازار میں نکلو تو آنکھوں کو پناہ ملنا مشکل ہے اور اس کے نتیجے میں فحاشی عریانی بے غیرتی اور بے حیائی اور بے پردگی کی لعنت مسلط ہو رہی ہے لہذا ان رسومات نے ہم کو تباہی و بربادی کے دہانے پر پہنچا دیا ہے۔

دور نبوت میں نکاح بہت آسان تھا

دور نبوت میں شادیاں بڑی آسانی سے ہو جایا کرتی تھیں اس کے لئے لڑکی والوں کو کچھ بھی خرچ کرنے کی ضرورت نہیں تھی ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ نبی کریم ﷺ صحابہ کرام کے ساتھ تشریف فرما ہیں ایک خاتون تشریف لاتی ہیں اور عرض کرتی ہیں یا رسول اللہ ﷺ میں اپنے کو آپ کو ہبہ کر رہی ہوں قبول فرما لیجئے۔ حضور اکرم ﷺ نے سکوت فرمایا ایک نوجوان صحابی کھڑے ہوئے انہوں نے درخواست کی یا رسول اللہ ﷺ میرا نکاح ان سے کر دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مہر کی ادائیگی کے لئے مال تمہارے پاس ہے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے بدن پر جو کپڑے ہیں اس کے سوا کسی چیز کا میں مالک نہیں ہوں یعنی کچھ بھی میرے پاس نہیں ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا جاؤ گھر میں دیکھ لو ہو سکتا ہے کچھ مل جائے۔ چنانچہ تعمیل ارشاد میں گھر گئے مگر گھر میں کچھ رہتا تو ملتا؟ واپس لوٹ کر آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ فلاں فلاں سورتیں یاد ہیں آپ ﷺ نے فرمایا وہ سورتیں اس خاتون کو

سکھا دینا اور یہی تمہارا مہر ہے اس طرح بغیر روپے پیسے کے نکاح ہو جایا کرتا تھا۔ آج بھی سعودی میں نکاح کے لئے کوئی مسئلہ نہیں لڑکی والوں کو کچھ بھی خرچ کرنے کی ضرورت نہیں ہاں لڑکی کے والدین رخصت کرتے وقت کچھ تحفہ کے طور پر دیتے ہیں مگر اس کا شادی سے کوئی تعلق نہیں اور یہ کوئی ضروری بھی نہیں سمجھا جاتا، نکاح تو ایک عبادت ہے۔ اس کو عبادت کے طریقہ پر کرنا چاہئے۔ حدیث شریف میں آتا ہے جس نے عزت و شہرت حاصل کرنے کی نیت سے شادی کی اس کو ذلت و رسوائی کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئے گا اور جس نے مال حاصل کرنے کے ارادے سے شادی کی اس کو فقر و فاقہ اور تنگدستی کے سوا کچھ نہ ملے گا اس لئے شادی کرتے وقت نیت بھی درست ہونی چاہئے تاکہ شادی کرنے کا ثواب بھی ملے۔ انبیاء علیہم السلام کی سنت رہی ہے۔ اس کو ذہن میں رکھتے ہوئے نکاح کرنا چاہئے۔

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

روزہ کے جسمانی اور روحانی فائدے

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ

الْحَمْدُ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ . وَنَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ . اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ . يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ . صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ .

مشفق و مہربان معلمات، صدر معلمہ ماؤں اور بہنو! اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک اہم رکن روزہ بھی ہے روزہ امت محمدیہ کی کوئی خصوصیت نہیں یعنی صرف ہمارے ہی روزہ فرض نہیں کیا گیا بلکہ ہم سے پہلی کی جو امتیں گذر چکی ان پر بھی روزے فرض کئے گئے۔ اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں اے ایمان والو تم پر روزے فرض کئے گئے جیسے کہ تم سے پہلے امتوں پر فرض کیا گیا تھا تاکہ تم متقی ہو جاؤ۔

روزے کی تعداد اور اس کی کیفیت کے بارے میں اختلاف تو ہو سکتا ہے لیکن نفس روزہ کی فرضیت کا انکار نہیں کیا جاسکتا ہے۔ ہمارے یہاں کے ہندوؤں کو دیکھئے وہ بھی روزہ رکھتے ہیں یہ اور بات ہے کہ وہ ہماری طرح روزہ نہیں رکھتے مگر وہ ایک اچھا اور نیک کام سمجھ کر ہی رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ روزہ جو فرض قرار دیا ہے اس کے اخروی فوائد جو بھی ہوں مگر روزے دار کی صحت و تندرستی بھی صحیح رہتی ہے۔

● روزہ تقرب الہی کا اہم ذریعہ ہے ● تقویٰ حاصل کرنے کا ایک ذریعہ موقع ہے ● خوشحالی اور تنگدستی میں امتیازی فرق محسوس کرنے کا ذریعہ ہے اور خوشحال شخص اسکے ذریعہ بھوک اور پیاس کا اندازہ کر سکتا ہے ● نفس انسانی پر کنٹرول کرنے اور اسے نیک بخت بنانے کا ایک اہم ذریعہ ہے، بلکہ یہ تزکیہ نفس کا اہم حصہ ہے ● انسانی معدہ کو راحت پہنچانے اور اسے مضر اثرات سے روکنے کا ذریعہ ہے، روزہ جسم کی زکوٰۃ اس کی پاکی و صفائی کا بہترین مظہر ہے ● روزہ سے اسلامی سوسائٹی میں مساوات کا سبق ملتا ہے، اس معاملے میں شاہ و گدا امیر و غریب حکم میں برابر ہیں (۷) اطباء کا اتفاق روزہ پیشگی و دائمی مرض سے بچاتا ہے بالخصوص سل (T.B.)، سرطان (Cancer)، جلدی امراض اور معدے کی تمام بیماریوں سے محفوظ رکھتا ہے ● روزہ دار اللہ کی نعمتوں سے صحیح طور پر واقف ہوتا ہے۔ (رمضان کا نایاب تحفہ: ۲۶)

روزہ دار روزہ کی حالت میں کن باتوں کا لحاظ رکھے؟

روزہ دار غیبت، جھوٹ، گالی گلوچ، لڑائی، جھگڑے اور جہالت کے کاموں سے دور رہے۔ صحیح بخاری میں یہ حدیث منقول ہے کہ ”جس نے غلط بیانی، جھوٹ اور جہالت کا کام نہ چھوڑی تو ایسے شخص کا کھانے پینے کو ترک کرنا اللہ کو منظور نہیں“۔

سحری کھاتے وقت کسی مخصوص و مسنون، دعا کا ثبوت کسی صحیح حدیث میں موجود نہیں ہے البتہ بسم اللہ کے ساتھ سحری کرنا ہی بہتر ہے۔

”سحری کھانے میں برکت ہے اور سحری دیر سے کھانا مستحب ہے“ (بخاری مسلم) اگر سحری کھاتے ہوئے اذان ہو جائے تو کھانا فوراً ترک کرنے کی بجائے جلدی جلدی کھا لینا چاہئے۔ (ابوداؤد) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ سحری اور اذان فجر کے درمیان کتنا وقفہ ہوتا تھا؟ انہوں نے جواب دیا: پچاس آیات پڑھنے کی بقدر۔ (بخاری، مسلم) یعنی سحری آخری وقت کھانا چاہئے اور یہ وقفہ بقدر پچاس آیات اندازاً دس منٹ ہے۔ (ریاض الصالحین ۱۳۱۲) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”ہمارے روزوں اور اہل کتاب کے روزوں میں فرق سحری کھانا ہے۔ (مسلم)

روزہ دار بھول کر کچھ کھاپی لے تو

جی نہیں! نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص بھول کر کھاپی لے (روزہ کی حالت میں) تو چاہئے کہ وہ اپنا روزہ مکمل کر لے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو کھلایا، پلایا ہے۔ (بخاری، مسلم)

حالت سفر میں روزہ رکھنا

حالت سفر میں سحری و افطاری کی سہولت ہو اور مسافر پر شاق نہ گزرے تو ایسے مسافر کا روزہ رکھنا بہتر ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حالت سفر میں روزہ رکھتے تھے اور بعض رخصت پر عمل کرتے تھے اور بعد میں قضاء کر لیتے تھے کوئی کسی پر نکیر نہیں کرتا تھا۔ (مسلم) بلکہ نبی کریم ﷺ نے صاف الفاظ میں فرمایا: ”یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے رخصت ہے جو اس کے لئے بہتر ہے اور جو کوئی روزہ رکھنا چاہے تو رکھے کوئی حرج نہیں ہے“۔ (مسلم)

شریعت نے سہولت بھی دی ہے

اللہ تعالیٰ نے کتنی سہولتیں ہم کو عطا کی ہیں جو بیس گھنٹوں میں صرف پانچ وقت کی نمازیں پڑھتا اور رمضان المبارک کے ایک ماہ روزے رکھنا اگر اللہ نے صاحب وسعت بنایا مال و دولت عطا کی تو سال میں ایک بار مال چالیسواں حصہ غریبوں اور مسکینوں میں خرچ کرنا اور عمر میں ایک مرتبہ حج کرنا اور اگر ان فرائض کی ادائیگی میں مشکلات پیش آرہی ہیں صحت برابر نہیں سفر میں جارہے مال نہیں ہے تو شریعت کی طرف سے رخصت ہے تکلیف بلاطلاق نہیں ہے یعنی ایسی چیزوں کا مکلف انسان کو بنایا گیا ہے جو انسان سے نہ ہو سکے اتنی سہولت کے باوجود اگر ہم سستی کریں تو یہ ہماری بد نصیبی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے توفیق عطا فرمائیں۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

☆☆☆

معاملات کی درستگی ہی اصل دین ہے

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ
وَالْمُرْسَلِينَ، وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ، أَمَا بَعْدُ! فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ
الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
ادْخُلُوا فِي السَّلَامِ كَآفَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ
عَدُوٌّ مُّبِينٌ. صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ.

محترمہ صدر معلمہ و مشفق و مہربان معاملات! دین ایک نظام حیات کا نام ہے یعنی زندگی کے تمام شعبوں کو محیط ہے شریعت مطہرہ نے انسانی زندگی کا کوئی پہلو تشنہ نہیں چھوڑا ایمانیات، عبادات، معاملات، معاشرت اخلاقیات انکے علاوہ سماجیات سیاسیات ہر ایک گوشہ کو واضح کر کے بنا دیا واقعی جو شخص سچا پکا مسلمان ہے وہ شریعت کے تمام شعبوں پر عمل کر کے زندگی گزارے گا اس وقت مجھے معاملات سے متعلق چند باتیں گوش گزار کرنی ہیں ہم سب کو یہ اچھی طرح معلوم ہونا چاہئے کہ معاملات ہی اصل ہے ایسی ہی دین جب ہمارا صحیح رہے گا تو کبھی اختلاف و انتشار کی نوبت نہیں

رہے گی۔ عبادتیں تو بہت سے لوگ کر لیتے ہیں مگر معاملات میں کچے ہوتے ہیں اور معاملات میں صفائی نہ ہونے کی وجہ سے تعلقات بھی کشیدہ ہو جاتے ہیں ہم مسلمانوں کا حال یہ ہے کہ عبادت تو ٹوٹی ہوئی کر لیتے ہیں مگر معاملات کا نمبر آتا ہے تو غیر ہم سے آتے بڑھ جاتا ہے اور اسکے معاملات ہم سے کہیں بہتر ہوتے ہیں۔

حقوق سے دستبرداری جھگڑوں کو ختم کر دیتا ہے

معاملات کے باب میں تو آپ ﷺ کی کتنی ہی سنہری تعلیمات ایسی ہیں کہ جنہیں سارے معاشرے نے یکسر نظر انداز کر رکھا ہے، مثلاً آپ ﷺ کا فرمان ہے: اَنَا زَعِيمٌ بَيْتِ فِي رِبْضِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْمَرْءَ وَإِنْ كَانَ مُحِقًّا. ”یعنی میں اس شخص کو جنت میں ایک محل کی ضمانت دیتا ہوں جو جھگڑے کو ناپسند کرتے ہوئے اپنے حق سے دست بردار ہو جائے۔“ ہمارے معاشرے میں اس کی کوئی عملی تصویر دیکھنے کو ملتی ہے؟ ہم تو بس ہر حال میں اپنا حق حاصل کرنا ہی جانتے ہیں۔ فضیلت کا ایک مقام و معیار یہ بھی ہے کہ آدمی زندگی میں کبھی کبھی اپنے حق سے دست بردار بھی ہو جائے، محض جھگڑے اور اختلافات کو ناپسند کرتے ہوئے۔ آپ ﷺ کی صرف اس ایک تعلیم پر عمل ہو جائے تو نہیں معلوم عدالتوں کو اس سے کتنی راحت مل جائے گی!

حضور ﷺ کے سلسلے میں احادیث میں ایک وصف یہ آیا ہے کہ آپ نے زندگی میں کبھی کسی سائل کو نہیں فرمایا۔ ایک مرتبہ صحابیہ ایک خوب صورت چادر لے کر آئیں اور اسے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ہدیہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ چادر میں نے آپ کیلئے اپنے ہاتھ سے بنی ہے۔ آپ ﷺ وہ چادر زیب تن کئے ہوئے تشریف لائے تو صحابہ نے دیکھا کہ آپ اس چادر

میں بڑے خوبصورت لگ رہے تھے، اتنے میں ایک صحابہ نے آگے بڑھ کر وہ چادر آپ سے مانگ لی کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ چادر مجھے دے دیجئے آپ ﷺ فوراً گھر کے اندر تشریف لے گئے اور چادر اتاری اور ان صحابی کے حوالے کر دی۔ کیا ہمارے معاشرے میں آج ایسا کوئی عملی نمونہ ہمیں دیکھنے کو ملتا ہے کہ کسی کی داد و دہش کا یہ معیار ہو کہ اس نے کبھی کسی سائل سے نہیں کہا ہو؟ اور لوگوں کے حق میں ایسی وسعت قلبی کا ثبوت دیا ہو کہ کسی کے پوچھنے اور مانگنے پر اپنی من پسند چیز کو قربان کیا ہو!

تجارت و کاروبار کے معاملے میں آپ ﷺ کا یہ فرمان کس قدر عظیم اخلاق کی تعلیم دے رہا ہے کہ ”رَحِمَ اللَّهُ رَجُلًا سَحْمًا إِذَا بَاعَ وَإِذَا اشْتَرَىٰ وَإِذَا اقْتَضَىٰ“ (بخاری) ”اللہ کی رحمت ہو اس بندے پر جو کوئی بھی چیز بیچتے ہوئے اور خریدتے ہوئے یا پھر کسی سے اپنے حق کا تقاضا کرتے ہوئے فیاضی کا معاملہ کرتا ہے۔“

بیچتے ہوئے فیاضی کا معاملہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ مشتری سے تھوڑی سی قیمت وضع کر دے۔ خریدتے ہوئے فیاضی کا مطلب یہ ہے کہ بیچنے والے نے جتنی قیمت بتائی ہے مناسب ہے تو بغیر کم کئے اتنی قیمت یا کبھی اس سے زائد بھی دے دے۔ تجارت و کاروبار کے باب میں صرف آپ ﷺ کی اس ایک تعلیم پر تاجر طبقہ عمل کرنے لگے تو دھوکہ دہی اور غلط بیانی کے سارے راستے مسدود ہو جائیں گے اور اگر خریدار اس پر عمل کرنے لگیں تو بعض بھولے بھالے تاجروں کے استحصال کی تمام تر شکلیں ختم ہو جائیں گی۔ مگر ہمارا مسئلہ یہ ہے کہ ہم کوئی بھی چیز بیچتے ہوئے بھی اور خریدتے ہوئے بھی بس اپنا فائدہ دیکھتے ہیں، بھلے سے سامنے والے کا نقصان کر کے ہی سہی! (ابن ماجہ راہ اعتدال عمر آباد، مئی ۲۰۱۲)

مکمل اسلام میں داخل ہو جاؤ

میں نے جو آیت کریمہ خطبہ میں آپ کے سامنے پڑھی ہے اس میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں اے ایمان والو! پورے پورے اسلام میں داخل ہو جاؤ اور شیطان کے نقش قدم پر مت چلو واقعی وہ تو تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے اس آیت کا شان نزول یہ بیان کیا جاتا ہے کہ یہودیوں کے بہت بڑے عالم حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا چونکہ پہلے یہودی رہ چکے تھے اور اونٹ کا گوشت ان کے یہاں ناپسند کیا جاتا ہے اور وہ لوگ کھاتے نہیں تھے تو اسلام لانے کے بعد وہ اونٹ کے گوشت سے کراہیت محسوس کرتے تھے اسی موقع پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ سچا پکا مومن وہی ہے جو اسلام کے سارے احکام پر عمل کرے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسلام کے بنائے ہوئے قوانین کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

☆☆☆

مدینہ میں مسلمانوں کی غربت اور

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت و محبت

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ
وَالْمُرْسَلِينَ، وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ، أَمَّا بَعْدُ! فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ
الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ. بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ
أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُفٌ رَّحِيمٌ.
صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ.

سامعین باوقار صدر معلمہ عزیزہ طالبات ماؤں اور بہنو! اللہ تعالیٰ نے ہم پر کتنا بڑا احسان کیا کہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں پیدا فرمایا جو سارے نبیوں کے سردار اور اللہ تعالیٰ کے سب سے محبوب اور چہیتے ہیں ایک قدسی ہے جو الفاظ کے اعتبار سے تو موضوع ہے مگر معنی کے لحاظ سے صحیح اور فضائل میں ایسی حدیثیں منبغ ہو جاتی ہیں اس لئے عرض کئے دیتی ہوں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: لَوْلَا كَلَّمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ وَالْاَرْضَ صَيْنًا - اے نبی اگر آپ کو پیدا کرنا نہ ہوتا تو میں آسمانوں اور زمینوں کو بھی پیدا نہ کرتا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ساری دنیا کا وجود آپ ہی کے صدقہ طفیل ہے۔

حضور ﷺ نے ہر حال میں صبر و شکر کا دامن پکڑا

نبی کریم ﷺ زندگی میں بہت سارے نشیب و فراز سے گزرتے، یتیمی و بیسیری، فقر و فاقہ، خوف و الم کا پر فتن دور، کفر و ظلمات کے بحر بیکراں اور اپنوں اور غیروں کی طرف سے مختلف آزمائشیں وغیرہ، مگر کسی حال میں صبر و شکر کا دامن نہ چھوڑا۔ دنیا والوں سے شکوہ شکایت کی بجائے اللہ ہی سے لو لگا کر اسی کے بندے ہو کر رہے۔ ذیل میں وہ احادیث پیش کی جا رہی ہیں جن میں آپ ﷺ کی نجی زندگی کے یادگار دن پوشیدہ ہیں اور وہ دن بھی امت کے لئے نمونہ ہیں:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا روٹی کا ایک ٹکڑا لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس آئیں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے فاطمہ یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ میں نے ایک روٹی بنائی تھی۔ جب تک ٹکڑا آپ کے پاس لے کر نہیں آئی مجھے قرار نہیں تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ تین دن میں پہلا کھانا ہے جو تمہارے باپ کے منہ میں جا رہا ہے۔ (اسناد حسن، اخرجہ الاصبہانی فی اخلاق النبی ﷺ: ۲۲۳، رقم الحدیث: ۸۳۲)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے اپنے آپ کو نبی کریم ﷺ کے ساتھ ان ساتھ آدمیوں میں سے ساتواں پایا (جنہوں نے اسلام سب سے پہلے قبول کیا تھا) اس وقت ہمارے پاس کھانے کے لئے یہی کیکرے کے پھل یا پتے ہوتے، ان کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا۔ یہ کھاتے کھاتے ہم لوگوں کی اجابت بھی بکری کی مینگنیوں کی طرح ہو گئی تھی۔ (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے گھر والوں نے تین دن مسلسل کبھی آسودہ ہو کر کھانا نہیں کھایا، یہاں تک کہ آپ ﷺ کی وفات ہو گئی۔

(صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۳۲۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک مرتبہ سخت بھوک لگی، میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور قرآن کی آیتیں سنانے کی خواہش ظاہر کی، وہ اپنے گھر میں داخل ہوئے اور میرے لئے دروازہ کھولا، میں تھوڑی دور چلا تھا کہ اپنے منہ کے بل بھوک کی وجہ سے گر پڑا، دیکھا تو میرے سر کے پاس رسول اللہ ﷺ کھڑے ہیں، آپ ﷺ نے آواز دی، پھر میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے کھڑا کیا، اور آپ نے میری حالت پہچان لی۔ چنانچہ مجھے اپنے گھر لے گئے اور ایک پیالہ دودھ پینے کا حکم دیا میں نے اس میں سے پی لیا۔ پھر فرمایا: اور پیو اے ابو ہریرہ! میں نے دوبارہ پیا۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا: اور پی لو! چنانچہ میں نے پی لیا، یہاں تک کہ میرا پیٹ پیالہ کی طرح ہو گیا۔ پھر میں عمر رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان سے اپنی حالت بیان کی اور میں نے کہا: اے عمر رضی اللہ عنہ! اللہ نے اس کام کا اسے مالک بنا دیا جو اس کا زیادہ مستحق تھا۔ یعنی رسول اللہ ﷺ نے میری بھوک کی تکلیف دور کی، بخدا میں نے تم سے آیت پڑھنے کو کہا تھا، حالاں کہ میں تم سے زیادہ آیتوں کا پڑھنے والا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں (سمجھا نہیں تھا، ورنہ) بخدا تمہیں اپنے گھر میں داخل کرنا (یعنی مہمان بنانا) مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میرے پاس سرخ اونٹ ہوں۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر: ۳۲۶)

یہ آپ ﷺ کا معجزہ تھا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے ام سلیم رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی کم زور آواز سنی ہے، جس سے معلوم ہوا کہ آپ

بھوکے ہیں، تمہارے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے؟ انہوں نے جو کی چند روٹیاں نکالیں، اپنے دوپٹے کے ایک حصہ میں لپیٹا، پھر میرے کپڑے کے نیچے چھپا کر مجھ کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ میں وہ روٹی لے کر گیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ مسجد میں ہیں اور آپ کے ساتھ اور لوگ بھی ہیں۔ میں ان کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا۔ مجھ سے آپ ﷺ نے پوچھا: تجھے ابو طلحہ نے بھیجا ہے؟ میں نے کہا: ہاں۔ آپ ﷺ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا: چلو اور یہ کہہ کر آپ روانہ ہوئے اور میں بھی روانہ ہوا، اور آگے چلا، یہاں تک کہ میں ابو طلحہ کے پاس آیا تو ابو طلحہ نے کہا: اے ام سلیم! رسول اللہ ﷺ اور لوگوں کو بھی لے آئے ہیں اور ہمارے پاس اتنا کھانا نہیں کہ ان سب کو کھلائیں، ام سلیم نے کہا: اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں۔ ابو طلحہ آگے بڑھے، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ام سلیم! تیرے پاس جو کچھ ہے لے آ۔ ام سلیم وہ روٹیاں لے آئیں۔ آپ ﷺ نے ان روٹیوں کے توڑنے کا حکم دیا اور ام سلیم نے گھی ڈال کر اس کو ملیدہ بنایا۔ پھر اس پر رسول اللہ ﷺ نے پڑھا جو اللہ نے چاہا۔ پھر فرمایا: دس آدمیوں کو بلاؤ۔ انہیں آنے کی اجازت دی گئی، ان لوگوں نے کھایا، یہاں تک کہ آسودہ ہو گئے۔ جب وہ باہر چلے گئے تو فرمایا دس آدمیوں کو اور آنے کی اجازت دو۔ وہ لوگ بلائے گئے تو انہوں نے بھی آسودہ سیر ہو کر کھایا۔ جب یہ لوگ باہر نکلے تو پھر فرمایا کہ اور دس آدمیوں کو بلاؤ، وہ لوگ اندر آئے اور خوب سیر ہو کھایا۔ جب یہ لوگ بھی باہر چلے گئے تو مزید دس آدمیوں کو بلانے کا حکم دیا تمام لوگوں نے کھایا اور آسودہ ہو کر کھایا اور ہم کل اسی آدمی تھے۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۳۵۲)

ہمارے پیغمبر ﷺ کو اللہ رب العزت نے ساری دنیا کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ اے

نبی ﷺ ہم نے آپ کو سارے جہاں والوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا اسی لئے تو جب طائف والوں کے لئے بددعا کرنے کی درخواست کی گئی تو آپ ﷺ نے ہاتھ اٹھا کر فرمایا۔ اَللّٰهُمَّ اِهْدِ قَوْمِيْ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ. اے اللہ میری قوم کو ہدایت فرما یہ مجھے جانتی نہیں ہمیں یہی دعا کرنی چاہئے۔ کہ یا اللہ خاتمہ بالخیر نصیب فرما اور آنحضرت ﷺ کی شفاعت نصیب فرما۔ آمین!

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

مخلص افراد ہی صالح معاشرہ کی بنیاد ہیں

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ

الْحَمْدُ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنُسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ. وَنَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَنَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدَهُ وَرَسُولَهُ. أَمَّا بَعْدُ فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ. بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ. صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ.

سامعین باوقار ماؤں اور بہنو! میں نے جو آیت کریمہ آپ کے سامنے پڑھی ہے اس میں اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو حکم دے رہے ہیں کہ اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور بچوں کے ساتھ رہو! ایک دوسرے موقع پر اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا اے ایمان والو! ایمان لے آؤ یعنی صحیح معنوں میں سچے اور سچے مسلمان بن جاؤ۔ اللہ تعالیٰ اخلاص کے قدرداں ہیں اور جس آدمی کے اندر اخلاص و اللہیت ہوگی وہی دوسروں کی فکر کرے گا اسی کے ذریعہ معاشرے میں اصلاح و درستگی پیدا ہو سکتی

ہے قوموں کی گمراہیاں ہدایت میں تبدیل ہو سکتی ہیں صحابہ کرام کا اخلاص اور خوف خدا ہی تھا کہ علاقہ کی ہدایت و رہنمائی کا ذریعہ بنے ایک ایک صحابی ہزاروں کے لئے کافی ہوا کرتا تھا ایسا نہیں کہ ان کے پاس روپے پیسے تھے یا ہر طرح کی سہولیات میسر تھیں بلکہ ان کے اندر کا اخلاص کارفرما تھا آج بھی اسی اخلاص کی ضرورت ہے تاکہ قوم مسلم جو سخت پیاس ہے اس کی اصلاح ہو سکے آج معاشرے میں نیک اور صالح لوگوں کی قلت ہے لوگ پریشان ہیں ان کی صحیح رہنمائی کرنے والا کوئی نہیں ہے۔

عمل صالح معاشرے کا ذریعہ

عمل صالح جماعتوں اور نیک کردار معاشروں کی نہ صرف تشکیل کی ضمانت ہے، بلکہ وہ گارا اور اینٹ ہے جس سے شان دار عمارتوں کی تعمیر ہوتی ہے اور اس کی مضبوطی اور پائیداری ایسی بے مثال ہوتی ہے کہ مخلص دنیا سے چلے جانے کے بعد بھی ان کے کارنامے اور خدمات آثار قدیمہ کے طور پر دنیا میں باقی رہ جاتے ہیں اور آئندہ نسلوں کے لئے اخلاص کا نمونہ چھوڑ جاتے ہیں، جس میں اپنی زندگیوں کے خط و خال سنوارتے ہیں۔ پھر دین و ملت اور قوم و ملک کیلئے رضا اور خوشنودی الہی کے طلب گار اور گرویدہ ہو جاتے ہیں۔

سورہ الصّٰفّٰت میں مختلف اولوالعزم پیغمبروں کے تذکرے کے بعد فرمایا گیا: **اَلَا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلِصِيْنَ**۔ یعنی جو افراد اور معاشرے گندگیوں میں مبتلا ہیں ان سے ہمارے مخلص بندے اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اسکی مدد سے یکسر بچائے گئے ہیں۔

سب جانتے ہیں کہ عہد نبوت میں صحابہ کرام **رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ** کی جو صالح جماعت تشکیل پائی تھی، من جملہ ایمانی خصوصیات و کیفیات سے متصف تھی، خصوصاً ان کے اخلاص و عمل نے ان کو ایسا سرشار کر دیا تھا کہ وہ سرزمین حجاز کی بدویانہ زندگی سے ایسے

متمدن ہوئے کہ تہذیب و تمدن سے نچھڑی ہوئی قومیں ان کے رنگ میں ایسے رنگ لگیں کہ ان کو جینے اور مرنے کا سلیقہ آ گیا۔ اس کے برخلاف عہد نبوت کا منافق اور ریاکار معاشرہ انسانیت کے لئے ناسور بن گیا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مابین ہوتے ہوئے بھی ان کو کافرین، فاسقین وغیرہ کے القاب سے قرآن کریم نے یاد کیا۔

صالح معاشرے کے لئے نسخہ کیمیا

آج بھی صالح اور نیک معاشرے کے قیام کے لئے کوششیں ہوتی ہیں، جماعتیں بنتی ہیں، انجمنیں قائم ہوتی ہیں، پروگرام طے پاتے ہیں اور پھر ان پر محنتیں صرف ہوتی ہیں، لیکن خاطر خواہ نتیجہ ظاہر نہیں ہوتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جماعتی کردار نہیں ہے اور اگر جماعتی کردار ہے بھی تو اس میں روح اخلاص مفقود ہوتا ہے۔ پھر ساری جدوجہد اور محنت و کوشش کو لہو کے نیل کی طرح ہے جو گھومتا رہتا ہے، لیکن اس کی روش ایک دائرے کی شکل میں محدود ہو کر رہ جاتی ہے۔ یہی بات تھی کہ امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا: لَنْ يَصْلَحَ آخِرَ هَذِهِ الْأُمَّةِ إِلَّا بِمَا صَلَحَ بِهَا أَوْلَاهَا۔ اس نسخے سے امت مسلمہ کا آخری طبقہ صالحیت و صلاحیت سے ہمکنار ہو سکتا ہے جس نسخے سے سرخیل امت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہمکنار ہوئے تھے۔ اس جماعت کو سورہ حجرات میں اُولَئِكَ هُمُ الرَّاشِدُونَ ”یہی ہدایت یافتہ ہیں“ کہا گیا۔ افسوس کہ آج افراد و جماعات نے اخلاص کی دولت کھودی اور اللہ تعالیٰ نے ثریا سے انہیں زمیں پر دے مارا۔

اے باد صبا! کملی والے سے جا کہو پیغام مرا
قبضے سے امت بے چاری کے دیں بھی گیا دنیا بھی گئی

ہم نے نبی کے اسوہ کو نہیں اپنایا صحابہ کرام کے طور و طریق کو اختیار نہیں کیا۔ قرآن تو پکار کر کہہ رہا ہے کہ تمہیں سر بلند ہو گے بشرطیکہ مومن کامل بن کر رہو۔ حضور ﷺ کی ایک ایک سنت پر عمل کیا جائے۔ معاملات، معاشرت اور اخلاقیات کو درست کیا جائے اسلام نے تو اہم تعلیم دی ہے۔ اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ۔ حقیقی مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں کیا ہم اس حدیث پر عمل کر رہے ہیں پڑوسیوں کے تعلق سے ہم کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ جو شخص آسودہ ہو کر سوئے اور اس کا پڑوسی اس کے بازو میں بھوکا سوئے وہ ہم میں سے نہیں، کتنی پیاری تعلیم ہے اسلام کی اگر واقعی ہم ان تعلیمات نبوی پر صحیح معنوں میں عمل کرنے والے بن جائیں تو معاشرے میں امن و امان اور پیار و محبت کا ڈنکا بجنے لگے گا اختلاف و انتشار کا نور ہو جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحابہ کرام کی عمل کردہ زندگیوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

☆☆☆

علم دین کی فضیلت اور اہمیت

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ
وَالْمُرْسَلِينَ، وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ، أَمَّا بَعْدُ! فَاغْوِذْ بِاللَّهِ مِنَ
الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ. بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ
يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ. صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ.

سامعین عظام عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو!

میری تقریر کا موضوع ہے ”علم دین کی فضیلت اور اہمیت“ اسی تعلق سے چند باتیں آپ کے سامنے عرض کرتی ہوں میں نے قرآن کریم کی جو آیت پڑھی ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہو سکتے ہیں یعنی یہ دونوں کبھی برابر نہیں ہو سکتے بلکہ پڑھے لکھے لوگوں کا مقام و مرتبہ بہت بڑا ہے مذہب اسلام نے تعلیم و تعلم پر خاص توجہ دی ہے۔ قرآن کریم کی سب سے پہلی آیت جو غار حرا میں نازل ہوئی اس میں قراءت اور پڑھائی کا ذکر موجود ہے۔ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ پڑھے اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا علم دین کی

فضیلت و اہمیت ہی کی وجہ سے ہمارے اکابر و اسلاف نے علم دین کے حصول میں وہ کوششیں کی ہیں جن کا آج ہم تصور بھی نہیں کر سکتے ایک ایک حدیث کو حاصل کرنے کے لئے سینکڑوں کامیوں کا پیدل سفر کیا کرتے تھے ان کی زندگی کا مقصد ہی حصول علم اور اشاعت اسلام تھا انہیں بزرگوں کی قربانیوں اور محنتوں کا نتیجہ ہے کہ آج دین صحیح سالم ہم تک موجود ہے۔ علم دین کی فضیلتیں حدیث میں وارد ہوئی ہیں ان میں سے چند حدیثیں بھی بیان کرتی ہوں۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کے ساتھ اللہ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اس کو دین کی سمجھ عطا فرمادیتا ہے۔ (بخاری، مسلم)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رشک کے قابل صرف دو آدمی ہیں، ایک وہ آدمی جس کو اللہ نے مال دیا، پھر اسے حق کی راہ میں خرچ کرنے کی توفیق بھی دی اور دوسرا وہ آدمی جس کو اللہ نے دانائی سے نوازا، پس وہ اسکے ساتھ (لوگوں سے معاملات کے) فیصلے کرتا اور دوسروں کو بھی سکھاتا ہے۔ (بخاری، مسلم) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو علم (دین) کی تلاش کے لئے کسی راستے پر چلے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان فرمادیتا ہے۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے عمل کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے، مگر تین چیزوں کا ثواب اسے ملتا رہتا ہے۔ ایک صدقہ جاریہ، یا وہ علم جس سے فائدہ اٹھایا جائے، یا نیک اولاد جو اس کے لئے دعائے خیر کرتی رہے۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: دنیا ملعون ہے اور جو کچھ سامان اس میں ہے وہ بھی ملعون ہے، سو اے اللہ تعالیٰ

کے ذکر اور اس کے متعلقات کے اور عالم یا متعلم کے۔ (ترمذی) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: 'جو شخص علم کی جستجو میں نکلتا ہے تو وہ لوٹنے تک اللہ کی راہ میں (شمار) ہوگا'۔ (ترمذی)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: 'عابد پر عالم کی فضیلت ایسے ہی ہے جیسے میری فضیلت تمہارے ایک ادنیٰ آدمی پر۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: 'بے شک اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتے اور آسمان وزمین کی مخلوق حتیٰ کہ چیونٹی اپنے بل میں اور مچھلی تک (پانی میں) لوگوں کو بھلائی سکھلانے والوں پر (اپنے اپنے انداز میں) رحمت بھیجتی اور دعائیں کرتی ہیں'۔ (ترمذی)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: 'جو شخص ایسے راستے پر چلے جس میں وہ (دین کا) علم تلاش کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے اس عمل سے خوش ہو کر آسان کر دیتا ہے اور فرشتے طالب علم کے لئے اس کے اس عمل سے خوش ہو کر اپنے پر رکھ دیتے ہیں اور عالم کے لئے آسمان وزمین کی ہر مخلوق حتیٰ کہ مچھلیاں پانی میں مغفرت کی دعاء کرتی ہیں اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسے ہے جیسے چاند کو سارے ستاروں پر فضیلت حاصل ہے۔ اور علماء انبیاء کے وارث ہیں اور انبیاء نے اپنے ورثے میں دینار اور درہم نہیں چھوڑے، وہ تو (دین کا) علم ہی ورثے میں چھوڑ کر جاتے ہیں، پس جس نے وہ علم حاصل کیا، اس نے (شرف و فضل کا) ایک بڑا حصہ حاصل کر لیا'۔ (ابوداؤد، ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: 'جس سے علم دین کی کوئی بات پوچھی جائے، پھر وہ اسے چھپائے تو قیامت والے دن اس کو آگ کی لگام دی جائے گی'۔ (ابوداؤد، ترمذی) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: 'جو شخص وہ علم جس سے اللہ کی رضا مندی طلب کی جاتی

ہے اس لئے حاصل کرے تاکہ اس کے ذریعہ سے دنیا کا ساز و سامان حاصل کیا جائے تو وہ قیامت کے روز جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا'۔ (ابوداؤد)

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ علم اس طرح نہیں اٹھائے گا کہ اسے لوگوں کے سینوں سے کھینچ لے، لیکن وہ علم کو علماء کی وفات کے ذریعے سے اٹھائے گا یہاں تک کہ جب وہ کسی عالم کو باقی نہیں رکھے گا تو لوگ جاہلوں کو سردار بنالیں گے، پس ان سے سوال کیا جائے گا تو وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے اور (یوں) خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔ (بخاری، مسلم)

اولاد کے تعلق سے والدین سے باز پرس ہوگی

رفتہ رفتہ علم ہم سے رخصت ہو رہا ہے علمائے اکابر ہمارے درمیان سے اٹھتے جا رہے ہیں ان کی جگہ لینے والے دوسرے پیدا نہیں ہو رہے ہیں اور جس طرح ہمارے اکابر اسلاف نے حصول علم کے لئے محنتیں اور کوششیں تھیں اور علم دین کی یہ عظیم الشان امانت ہم تک پہنچائے تھے ہم نے اس کی قدر نہ کی اور مسلم بچے جن کو علم دین حاصل کرنا تھا اور لوگوں تک علم دین کو پہنچانا تھا آج وہ اسکولس و کالجس میں پڑھ رہے ہیں جہاں کی تہذیب و تمدن اور معاشرت غیر اسلامی ہے کل قیامت میں والدین سے باز پرس ہوگی کہ اپنی اولاد کو علم دین سکھایا تھا کہ نہیں اس وقت کیا جواب دیں گے اس لئے اپنے بچوں کو علم دین سکھانے کیلئے تیار کریں اور عالم و فاضل بنائیں تاکہ کل کے دن یہ ہمارے کام آویں حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب انسان مر جاتا ہے تو اس کا عمل بھی منقطع ہو جاتا ہے البتہ تین شخص ایسے ہیں کہ ان کا عمل منقطع نہیں ہوتا ایک وہ شخص جس نے کوئی صدقہ جاریہ کرنا ہو مثلاً کوئی نہر کھود

وائی، مسجد و مدرسہ بنوایا یا علم دین سکھا دیا یا کوئی کتابیں ہی لکھ دیا اور تیسرے نمبر والد صالح جو اپنے والدین کیلئے دعائیں کرے اگر تین میں کوئی کام کر گیا یا ہفتوں کام کر گیا ہے تو مرنے کے بعد بھی اس کے نامہ اعمال میں نیکیاں لکھی جاتی رہیں گی۔
اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیک عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

☆☆☆

دنیا سے بے رغبتی

آخرت میں سب سے زیادہ کام آئے گی

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ
وَالْمُرْسَلِينَ، وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ، أَمَا بَعْدُ! فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ
الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ. بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. زَيْنَ النَّاسِ حُبُّ
الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ
وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْأَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذَلِكَ مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا.
وَاللَّهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الْمَاَبِ. صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ.

محترمہ معلمہ مشفق و مہربان معلمات، ماؤں اور بہنو! اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے
ہیں لوگوں کے لئے مرغوب چیزوں کی محبت مزین کر دی گئی عورتیں بیٹے اور سونے
چاندی کے خزانے اور نشان لگے ہوئے گھوڑے اور چوپائے اور کھیتیاں یہ سب
دنوی زندگی کے ساز و سامان ہیں اور اللہ ہی کے پاس بہتر ٹھکانہ ہے دنیا تو ابتلاء
و آزمائش کا گھر ہے اللہ تعالیٰ انسانوں کو بالخصوص مومن بندوں کو مختلف طریقوں سے

آزماتے ہیں کبھی مال دے کر کبھی فقر و فاقہ میں کبھی بیماری انسان ان تمام حالتوں میں صبر و شکر سے کام لینا چاہئے اور کوشش یہ کرنی چاہئے کہ دنیا سے تعلق نہ ہو بلکہ بے تعلقی کے ساتھ زندگی گزارے۔

عبدالرحمن بن یزید کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے زیادہ نماز پڑھتے ہو۔ روزہ رکھتے ہو، زیادہ جہاد کرتے ہو، لیکن وہ تم سے بہتر تھے، لوگوں نے کہا: اے ابو عبدالرحمن ایسا کیوں؟ انہوں نے کہا وہ تم سے زیادہ دنیا سے بے رغبتی برتنے والے تھے اور تم سے زیادہ آخرت کی رغبت رکھنے والے تھے۔ (رواہ ابوداؤدی الزہد)

ابو اقلیدس کہتے ہیں کہ ہم نے اعمال کو ٹٹولا تو دنیا سے بے رغبتی سے بڑھ کر کوئی چیز طلب آخرت کے لئے کارگر نہیں پائی۔ (رواہ ابوداؤدی الزہد)

ربیع بن سلیمان کہتے ہیں کہ مجھ سے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اے ربیع تم زہد کو لازم پکڑو اس لئے کہ زہد، زاہد کے لئے اس سے زیادہ خوبصورت ہے جتنا کہ زیور کسی جوان عورت کے جسم پر ہوتا ہے۔ (ابو نعیم فی احلیہ) حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز پڑھی، پھر آپ تیزی سے نکلے، آپ سے پوچھا گیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا بات ہے کہ آپ مسجد سے تیزی سے نکلے، آپ نے فرمایا میرے پاس سونے کا ایک ڈالا تھا، میں نے یہ ناپسند کیا کہ وہ میرے پاس رات بھر رہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تقسیم کرنے کا حکم دیا۔ (بخاری فی الزکوٰۃ)

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگ دنیا میں بہت مال و دولت رکھتے ہیں آخرت میں وہی بہت کم مال والے ہوں گے سوائے اس شخص کے جو اپنا مال اس طرح اور اس طرح خرچ کرے ابو معاویہ (راوی) نے اپنے ہاتھ سے دائیں بائیں اشارہ کیا۔ (مسلم فی الزہد و بخاری فی الرقاق)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا روٹی کا ایک ٹکڑے لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں، آپ نے فرمایا اے فاطمہ رضی اللہ عنہا یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا میں ایک روٹی بنائی تھی جب تک ٹکڑا آپ کے پاس لے نہیں آئی مجھے قرار نہیں تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تین دن میں پہلا کھانا ہے جو تمہارے باپ کے منہ میں جا رہا ہے۔ (اسناد حسن اخرجہ الشيخ فی اخلاق النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ص ۲۹۸)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فاقہ

سماک بن حرب کہتے ہیں کہ میں نے حضرت نعمان بن بشیر کو کہتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیٹ بھر روٹی کھجور بھی میسر نہیں تھی اور لوگوں کی حالت یہ ہے کہ اگر انواع و اقسام کی کھجوریں، مکھن اور کپڑے میسر نہ ہوں تو وہ خوش نہیں رہتے۔

(رواہ مسلم فی الزہد)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے تو آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی وفات تک کبھی تین رات مسلسل گیہوں کی روٹی پیٹ بھر نہیں کھائی۔ (بخاری فی الرقاق، مسلم فی الزہد)

ہم دنیا کے طرف راغب ہو رہے ہیں

آج غریب سے غریب انسان بھی دو وقت کا کھانا تو کھا ہی لیتا ہے اور گذر بسر کے لئے کچھ روپے پیسے تو ہوتے ہی ہیں مگر سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ حال نہ تھا وہاں تو کئی کئی دن تک چولہے نہیں جلتے تھے پانی اور کھجور پر گذر کیا جاتا آج کل تو عمدہ سے عمدہ غذائیں کھائی جا رہی ہیں جس کا اس وقت تصور اور وہم و گمان بھی نہیں کیا جاسکتا تھا لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی شکر گزاری کی توفیق

نہیں ہوتی بس اچھا کھانے اچھا پہننے عمدہ بنگلے اور زندگی کے سارے اسباب و رسائل اکٹھا کرنے کی ہی فکر لگی رہتی ہیں جب کہ مومن کے لئے دنیا سے بے رغبتی اور آخرت سے رغبت پیدا کرنا چاہئے۔ حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: **الدُّنْيَا سَجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ** دنیا مومن کے لئے قید خانہ اور کافر کے لئے جنت ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہمارا اصل ٹھکانہ دنیا نہیں بلکہ آخرت ہے اس لئے آخرت کی فکر کرنی چاہئے اور دنیا سے روارہنا چاہئے جنہوں نے اپنی آخرت کو سنوار لیا انہیں کے لئے کامیابی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دنیا سے لائق اور آخرت سے تعلق عطا فرمائے۔ آمین!

وَإِخْرُجُوا نَا انِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

☆☆☆

جہیز کی لعنت معاشرہ کا کینسر ہے

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ

الْحَمْدُ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ. وَنَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَنَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ. أَمَّا بَعْدُ فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ. بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ. صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ.

محترمہ صدر معلمہ مشفق و مہربان معلمات، ماؤں اور بہنو!

اسلام نے عورتوں پر بڑے احسانات کئے ہیں ان کو تاریکی سے نکال کر روشنی میں لاکھڑا کیا اور جس طرح مردوں کے لئے حقوق متعین کئے اسی طرح عورتوں کے لئے بھی حقوق بیان کئے۔ اسلام سے قبل عورتوں کے لئے کوئی حق نہیں سمجھا جاتا تھا بلکہ اس کی حیثیت ایک جانور کے مثل تھی مگر افسوس کہ آج عورتوں کو اسی دور جاہلیت کی طرف لوٹایا جا رہا ہے۔

پیام عرفات کے کالم میں جناب شبیر الدین لکھنوی لکھتے ہیں کہ اسلام صرف کچھ عبادتوں کا نام نہیں، بلکہ وہ ایک مکمل نظام حیات ہے، جو زندگی کے تمام گوشوں کی رہنمائی کرتا ہے، جس میں افراط ہے نہ تفریط، اسلام اپنے معاشرے میں کسی دکھیا رے کو نہیں دیکھنا چاہتا جس کی درد بھری آہوں سے پورا سماج لرز اٹھے، اسلام سراپا انصاف اور درمیانی چال سے عبارت ہے، انہیں احکام و مسائل میں سے ایک اہم عنوان نکاح اور جہیز کا ہے۔

جہیز کی لعنت معاشرہ کا وہ کینسر ہے جو آہستہ آہستہ پورے ہندوستانی سماج کی جڑوں کو متاثر کرتا چلا جا رہا ہے۔

میرے دوستوں! امر بالمعروف و نہی عن المنکر پر کاربند رہنا مسلمانوں کے ایک فرد پر لازم ہے۔ بھلائی کی طرف حکم دینے اور برائیوں سے روکنے کی اسلام میں بہت بڑی اہمیت ہے معاشرہ اور سماج میں برائیاں دیکھ کر اور ظلم و ستم تباہ کاری اور اسلام کے خلاف طرز عمل کو برداشت کر لینا پورے سماج پر اللہ تبارک و تعالیٰ کے قہر و غضب کو دعوت دینا ہے۔

جہیز کی تباہ کاریاں اتنی زیادہ ہیں کہ ان پر لکھنے کے لئے دفتروں کے دفتر بھی ناکافی ہیں۔ اب تو حالات ایسے خوفناک رخ اختیار کر چکے ہیں کہ جہیز کے مطالبوں سے تنگ آ کر غریب ماں باپ کی قابل سے قابل بیٹیاں اپنے مستقبل سے مایوس ہو کر زہر کھا کر خودکشی کرنے یا اپنے گلے میں پھانسی کا پھندہ ڈال کر مرجانے یا اپنے آپ کو آگ میں جلا ڈالنے پر آمادہ ہو رہی ہیں۔ بعض شہروں میں تین چار بہنوں کی اجتماعی خودکشی کرنے کی رونگٹے کھڑے کر دینے والی خبروں نے ملک کے بعض امیر اور اہل دل افراد کو چونکا کر رکھ دیا۔

راجیہ سبھا کی رپورٹ

راجیہ سبھا میں دی گئی رپورٹ کے مطابق ۱۹۷۷ء، ۱۹۷۸ء، ۱۹۷۹ء میں بیویوں کو زندہ جلانے کے (۲۸۷۹) واقعات پیش آئے ان کے علاوہ ۶۱ دہنوں نے خودکشی کر لی۔ ۱۹۸۵ء میں (۸۷۳) ۱۹۸۶ء میں (۱۳۱۹) ۱۹۸۷ء میں (۱۹۱۲) ۱۹۸۸ء میں (۲۲۰۹) ۱۹۸۹ء میں (۴۰۰۰) ۱۹۹۰ء میں (۵۱۸۷) ۱۹۹۳ء میں (۱۹۵۲) ۱۹۹۴ء میں (۴۸۵۰) عورتوں کو جہیز کی وجہ سے موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ یکم اگست بی بی سی لندن کی رپورٹ کے مطابق ۱۹۸۸ء تا ۱۹۹۰ء میں ۱۱۰۰۰ سے زیادہ اموات ہوئیں۔ ۱۹۹۴ء میں ۱۸ جہیزی اموات روزانہ ہوئیں۔

جرانم ریکارڈ بیورو کے مطابق ۱۹۹۷ء میں تمام ملک میں ۶۰۰۶ جہیزی اموات واقع ہوئی ہیں۔ سب سے زیادہ جہیزی اموات یوپی میں ہوئیں جہاں ۸۶ عورتوں کو جہیز کے لئے مار دیا گیا یا انہوں نے جہیز کے جھگڑوں سے تنگ آ کر خودکشی کر لی۔ یوپی کے بعد بہار میں ۶۱، مدھیہ پردیش میں ۵۵۰، آندھرا پردیش میں ۵۲۰، مہاراشٹر میں ۴۲۰، اور راجستھان میں ۳۵۶ جہیزی اموات رکارڈ کی گئیں۔ تمل ناڈو میں ۱۸۳ جہیزی اموات کا اندراج کیا گیا۔ کرناٹک میں ۹۵، کیرالہ میں ۲۵، پانڈیچری میں اس قسم کی موت کی تعداد صرف ۲ تھی۔

حالیہ رپورٹ کے مطابق: سالانہ ۷۰۰۰ اموات درج پائی جاتی ہیں، جب کہ این سی آر بی کا کہنا ہے کہ یہ رپورٹ آدھی ہے یعنی تقریباً ۱۴۰۰۰ سالانہ جہیز کی وجہ سے اموات ہو رہی ہیں۔ جس رفتار سے ہمارا ملک ترقی راہ میں گامزن ہے اسی طرح جہیز کی اموات میں سالانہ ۳۸ فی صد کا اضافہ ہو رہا ہے بنگلور کے سٹی ہاسپٹل میں روزانہ ۵ سے ۷ ایسی عورتوں کو بھرتی کر دیا جاتا ہے جو جہیز کی وجہ سے جلادی جاتی ہیں۔

جب ہم پورے ملک پر عمومی نظر ڈالتے ہیں تو ایک خطرناک اور دل خراش رپورٹ ہمارے سامنے آتی ہے۔ امریکہ کی طرح بھارت میں بھی منٹ اور گھنٹہ کے تناسب سے جرائم ہو رہے ہیں۔ مثلاً ہر ۱۵ منٹ پر ایک عورت جہیز کی خاطر ماری جاتی ہے اور جب والدین کی رنجور نگاہیں اپنی لخت جگر اور تسکین روح کی مردہ لاشوں پر پڑتی ہیں تو جگر شق ہو جاتا ہے اور بے اختیار زبان حال سے نکل پڑتا ہے۔

اب یاد آیا اے یاران جاں اس نامرادی میں
کفن دینا تجھے ہم بھولے تھے سامان شادی میں

جہیز کی وجہ سے لڑکیوں کی شادی وقت پر نہیں ہو پاتی ہیں لہذا لڑکیاں خود ہی فحاشی اور عریانیت میں مبتلا ہو جاتی ہیں اور غلط طریقہ سے اپنی خواہشات کی تکمیل کرنے پر مجبور ہو جاتی ہیں۔ اور کبھی شریف گھرانے کی لڑکیاں بھی کسی کے ساتھ بھاگ جاتی ہیں اور اپنے گھرانے کی عزت وقار کو خاک میں ملا دیتی ہیں۔ کچھ لڑکیاں جسم فروشی کا پیشہ اختیار کر لیتی ہیں اور اس طرح سے جسم فروشی عورتوں کی تعداد ملک میں ۲۵ لاکھ اور ان کے بچوں کی تعداد ۵۳ لاکھ ہے۔ بہت ساری لڑکیاں اپنی شادی کے لئے نوکریاں کرتی ہیں جس کے نتیجے میں انہیں ٹیپو اور بسوں میں دھکے کھانے اور آفیسر کی جھڑکیاں سننی پڑتی ہیں وہ گھر کی زینت بننے کے بجائے آفس کی زینت بنتی ہیں اور گھر کے باہر قدم رکھنے کی وجہ سے چھیڑ خانی، اغواء، زنا بالجبر اور جنسی بے حرمتی کا شکار ہو رہی ہیں۔ اگر جہیز کے خاتمہ اور شادی کی جملہ کاروائی کو آسان سے آسان تر بنانے کی حتی الامکان کوشش نہیں کی گئی تو جسم فروشی کے پیشہ میں داخل ہونے والی لڑکیوں کی تعداد میں بے حد اضافہ ہوگا۔ حالانکہ ہر سال ۲۶ ہزار لڑکیوں کا جسم فروشی میں داخل ہونا پاکیزہ معاشرہ میں سانس لینے والوں کے لئے ایک سوالیہ نشان ہے اور ہندوستانی سماج کے چہرے پر ایک بدنما دھبہ ہے۔

زنا معاشرہ کے لئے ناسور ہے

زنا ایسی خطرناک بدی ہے کہ جو پورے معاشرے کو برباد کر کے رکھ دیتی ہے جس خاندان و قبیلہ کے اندر یہ برائی داخل ہوگئی اس خاندان میں عفت و پاکدامنی کا جنازہ نکل گیا مگر حیرت و افسوس کی بات ہے کہ اس طرح کی نازیبا اور غیر مناسب حرکتوں کو برداشت کیا جاتا ہے اور اس کے سدباب کے لئے کوئی قدم نہیں اٹھایا جاتا دور نبوت میں اور بعد کے ادوار میں بھی شادیاں بڑی آسان تھیں زنا بہت مشکل کام تھا آج اسلامی اصول و ضابطہ کو توڑنے کی وجہ سے شادی مشکل اور زنا آسان ہو گیا۔

برکت والا نکاح

حضور نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں اَعْظَمَ النَّكَاحِ بَرَكَهٗ اَيْسَرُهُ مَوْنَةً سب سے برکت والا نکاح وہ ہے جس میں کم خرچ ہو حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے بڑے مالدار صحابی ہیں آپ ﷺ کے قریبی ہیں مگر جب شادی کرتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ کو بلانا اور نکاح پڑھوانا دور کی بات ہے اطلاع کرنے کی بھی ضرورت محسوس نہیں کرتے بعد میں جب حضور ﷺ کو معلوم ہوتا ہے تو ارشاد فرماتے ہیں کہ اولم ولو بناة ولیمہ کرو چاہے ایک بکری سے ہو۔ آپ ﷺ نے ناگواری کا اظہار نہیں فرمایا کہ کیوں شادی میں مجھے نہیں بلایا کیوں کہ میرے ذریعہ نکاح نہیں پڑھوایا بلکہ حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کو دعائیں دیتے ہیں کہنے کا مطلب ہے کہ شادی کو اتنا ہلکا سمجھتے تھے کہ اس کیلئے لوگوں کو بلانے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو صحیح سمجھ عطا فرمائے۔ آمین!

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ☆

اکثر مسلمان عملاً قرآن سے دور ہیں!

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ
وَالْمُرْسَلِينَ، وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ، أَمَّا بَعْدُ! فَاغْوِذْ بِاللَّهِ مِنَ
الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ. بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. لَوْ أَنْزَلْنَا هَذَا الْقُرْآنَ
عَلَى جَبَلٍ لَرَأَيْتَهُ خَاشِعًا مُتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللَّهِ وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ
نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ. صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ.

مشفق و مہربان معلمات عزیزہ طالبات!

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی رشد و ہدایت کے لئے بہت سے انبیاء و رسل
مبعوث فرمائے جنہوں نے انسانوں کی ہدایت و رہنمائی کی خدا اور بندوں کے
درمیان رشتہ کو مضبوط کیا ان کو زندگی کے اصول و ضوابط سکھائے مرنے کے بعد پیش
آنے والے امور سے آگاہ کیا ہر ایک نبی کا جو وقت موعود تھا اسی وقت پر وہ چلا گیا پھر
دوسرے نبی آئے اور وہ بھی چلے گئے اللہ تعالیٰ کی سنت یہی رہی ہے کہ کوئی یہاں
ہمیشہ رہنے کے لئے نہیں آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ جس طرح انبیاء و رسل مبعوث فرمائے

اسی طرح بہت سی چھوٹی بڑی کتابیں ہماری ہدایت و رہنمائی کے لئے رسولوں کو دی
گئیں بڑی بڑی کتابوں میں چار کتابیں تورات، زبور، انجیل اور قرآن کریم مگر جس
طرح انبیاء علیہم السلام دنیا میں نہیں رہے اسی طرح ان کی کتابیں بھی سوائے قرآن کریم کو
کہ اسکو یہ اعزاز حاصل ہے کہ جس طرح محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر اترا تھا اسی طرح بالکل صحیح
سالم ایک حرف نقطے اور شوشے کے بغیر ہمارے سامنے موجود ہے یہ قرآن کا عظیم
الشان معجزہ ہے مگر ہماری بہت بڑی غلطی اور سستی ہے کہ ہم قرآن کو جس طرح
مضبوطی سے پکڑنا چاہتے تھے اس طرح نہیں پکڑا اور قرآن کی طرف سے بڑی غفلت
اور سستی سے کام لے رہے ہیں۔

قرآن سے بے اعتنائی

مسلمانوں کی زندگیوں میں قرآن سے دوری، بے اعتنائی اور غفلت کے
مختلف مظاہر پائے جاتے ہیں۔ سطور ذیل میں ان کا تذکرہ کیا جاتا ہے:
آج مسلمانوں کی اکثریت کا عملاً قرآن سے اگر کچھ تعلق نظر آتا ہے تو بس یہ
کہ وہ اسے اپنے گھروں میں ریشمی جزدانوں میں لپیٹ کر الماریوں میں سجا کر رکھتے
ہیں، مختلف امراض کے علاج کے لئے اس کی آیتوں کے تعویذ بنا کر گلے میں
باندھتے اور دھوکہ کر پیتے ہیں، جنات اور بھوت پریت بھگانے کے لئے اسے پڑھ کر
پھونکتے ہیں۔ تنازعات کی صورت میں اس پر ہاتھ رکھ کر قسم کھاتے ہیں، دوکانوں او
رمکانوں کی برکت کے لئے قرآنی آیات کے طغرے لگاتے ہیں اور ان کے افتتاح
کے موقع پر قرآن خوانی کی محفلیں منعقد کرتے ہیں۔ مولانا ماہر القادری نے بڑے
پرسوز موز انداز میں مسلمانوں کے اس رویہ کا شکوہ کیا ہے۔ ان کی مشہور نظم قرآن کی
فریاد ہے ان کی مشہور نظم قرآن کی یاد کے چند اشعار سماعت فرمائیں۔

طاقوں میں سجایا جاتا ہوں، آنکھوں میں لگایا جاتا ہوں
تعوید بنایا جاتا ہوں، دھو دھو کے پلایا جاتا ہوں
جزداں حریر وریشم کے اور پھول ستارے چاندی کے
پھر عطر کی بارش ہوتی ہے، خوشبو میں بسایا جاتا ہوں
جس طرح سے طوطا مینا کو کچھ بل سکھائے جاتے ہیں
اس طرح پڑھایا جاتا ہوں، اس طرح سکھایا جاتا ہوں
جب قول قسم لینے کے لئے، تکرار کی نوبت آتی ہے
پھر میری ضرورت ہوتی ہے، ہاتھوں پہ اٹھایا جاتا ہوں

بہت سے مسلمان ہیں جو قرآن کی تلاوت کا اہتمام کرتے ہیں روزانہ اس کا کچھ
حصہ پڑھتے ہیں ماہ رمضان المبارک میں اس کا خصوصی اہتمام ہوتا ہے جب حفاظ
کرام قرآن سنانے کیلئے کمر بستہ ہو جاتے ہیں اور عام مسلمان تراویح میں، اپنی نفل
نمازوں میں اور نمازوں کے علاوہ بھی اپنا زیادہ تر وقت قرآن پڑھنے میں لگاتے ہیں۔
صحابہ کرام کے دور میں قرآن کریم پڑھنے سنانے اور سنانے کا کثرت سے
ماحول تھا صحابہ کرام نفلوں میں قرآن پڑھا کرتے تہجد کی نماز میں قرآن پڑھتے تھے
اور صرف الفاظ پڑھنے پر ہی اکتفا نہیں کرتے تھے مگر معانی قرآن پر غور و فکر کرتے
تھے۔ آیت عذاب پڑھ کر روتے تھے اور اللہ کے عذاب سے ڈرنے اور پناہ مانگتے
تھے ہم بھی انہیں کے نام ہو رہے ہیں مگر ان کی سیرتوں اور کرداروں سے بہت دور
ہیں اسی لئے ہم لوگ درد کی ٹھوکریں کھاتے پھر رہے ہیں آج اس بات کا عہد کریں
کہ قرآن کو سینوں سے لگائیں گے اس کی تلاوت کریں گے اور قرآن کے احکام پر
عمل کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایمان بالخیر پر خاتمہ فرما۔ آمین!
وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ☆

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کی مجاہدانہ زندگی!

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ
وَالْمُرْسَلِينَ، وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ، أَمَا بَعْدُ! فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ
الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ. بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا
لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ. صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ.

محترمہ صدر معلمہ مشفق و مہربان معلمات عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو!

میری تقریر کا موضوع ہے حضرت ابراہیم بن ادہم کی مجاہدانہ زندگی۔ حضور نبی

کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: «عُلَمَاءُ أُمَّتِي كَأَنْبِيَاءِ بَنِي إِسْرَائِيلَ، مِثْرِي أُمَّتِ كَعُلَمَاءِ

بَنِي إِسْرَائِيلَ كَعُلَمَاءِ بَنِي إِسْرَائِيلَ، مِثْرِي أُمَّتِ كَعُلَمَاءِ بَنِي إِسْرَائِيلَ، مِثْرِي أُمَّتِ كَعُلَمَاءِ

بَنِي إِسْرَائِيلَ، مِثْرِي أُمَّتِ كَعُلَمَاءِ بَنِي إِسْرَائِيلَ، مِثْرِي أُمَّتِ كَعُلَمَاءِ بَنِي إِسْرَائِيلَ،

بَنِي إِسْرَائِيلَ، مِثْرِي أُمَّتِ كَعُلَمَاءِ بَنِي إِسْرَائِيلَ، مِثْرِي أُمَّتِ كَعُلَمَاءِ بَنِي إِسْرَائِيلَ،

بَنِي إِسْرَائِيلَ، مِثْرِي أُمَّتِ كَعُلَمَاءِ بَنِي إِسْرَائِيلَ، مِثْرِي أُمَّتِ كَعُلَمَاءِ بَنِي إِسْرَائِيلَ،

ارشاد فرمایا: لَوْ كَانَ بَعْدَ نَبِيِّ لَكَانَ عُمَرُ، میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر ہوتے۔ مگر نبوت کا سلسلہ بند ہو چکا ہے لیکن نبی کی ضرورت تو قیامت تک باقی رہے گی تو اس ضرورت کو کون پورا کرے گا اس کو علماء کرام پورا کریں گے علماء کرام انبیاء کے نائب ہیں انہیں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ قیامت تک دین کا کام لیتا رہے گا اور یہ امت کو ضلالت و گمراہی سے نکال کر راہ مستقیم پر لاتے رہیں گے تاریخ میں ایسے بہت سے علمائے کرام اور صوفیائے عظام کے نام موجود ہیں جن پر تاریخ بھی فخر کرتی رہے انہیں میں ایک ابراہیم بن ادھم ہیں ان کے تعلق سے چند باتیں گوش گزار کرتی ہوں۔

حلال کھانے والا عقلمند ہے

حضرت شفیق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ سے بلاد شام میں میری ملاقات ہوئی، میں نے حضرت سے کہا کہ آپ نے خراسان کی مزے کی زندگی کو چھوڑ دیا ہے، کہنے لگے لطف و مزہ تو شام کی زندگی میں ہے میں اپنے دین کو لے کر ایک پہاڑ سے دوسرے پہاڑ پر بھاگ رہا ہوں کوئی مجھے دیکھ کر خبطی کہتا ہے اور کوئی حمال کہتا ہے اور اے شفیق عقلمند ہمارے نزدیک وہ نہیں ہے جو زائد حج و جہاد وغیرہ عبادات کرنے والا ہو بلکہ اصل عقلمند وہ ہے جو اس کو سمجھتا ہو کہ اس کے پیٹ میں کیا داخل ہو رہا ہے۔ (یعنی حلال و طیب غذا اصل ہے) حلال خالص کی دور وٹیاں کافی ہیں اے شفیق، اللہ پاک نے فقراء پر کتنا بڑا انعام فرمایا ہے، کہ آخرت میں ان سے نہ حج کا سوال ہوگا نہ جہاد کا نہ زکوٰۃ کا، اور نہ صلہ رحمی وغیرہ کا، سوالات ہوں گے تو ان مسکینوں یعنی مالداروں سے ہوں گے۔ (کذافی تہذیب الکمال، ص ۳۱۴، ۱۰۶)

وہ سوال و جواب میں پھنس کر رہ جائیں گے اور فقراء کرام اولیاء اللہ جنت میں بہت پہلے داخل ہو چکے ہوں گے۔

تم ابراہیم بن ادھم تو نہیں ہو

فائدہ: ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں رزق حلال پر زور دیا ہے وہ ہی اصل چیز ہے قبولیت اعمال صالحہ اسی پر موقوف ہے، خود ان کی تمام عمر اسی حزم و احتیاط میں گذری اور حلال خالص کیلئے بہت زبردست مجاہدات اختیار کئے، چنانچہ ابراہیم بن بشار جو حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کے خادم خاص تھے کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سے معلوم کیا کہ آپ ہمیں اپنے ابتدائی احوال سے واقف کرائیں کہ کس طرح اس عظیم مقام پر جائز ہوئے؟ فرمایا اور کچھ معلوم کرو وہ بہتر ہے، لیکن میں نے اصرار کیا کہ حضرت بتادیں تاکہ ہمیں فائدہ پہنچے، تب حضرت نے فرمایا کہ میرے والد رحمۃ اللہ علیہ کے رہنے والے تھے اور خراسان کے بادشاہ سلطان تھے اور وہ مالدار انسان تھے، زندگی بڑے عیش و آرام میں گذر رہی تھی اور شکار کرنا ہمارا مشغلہ تھا، میں گھوڑے پر سوار ہو کر اور شکاری کتوں کو ساتھ لے کر شکار کیلئے نکلا اور اسی مشغلہ میں لگا ہوا تھا کہ پیچھے سے آواز سنائی دی کہ تم کو اس کام کیلئے نہیں پیدا کیا گیا میں نے مڑ کر دیکھا تو کئی نہ تھا میں اس کو ایک فضول آواز سمجھا اور آگے چل دیا پھر اسی طرح کی آواز آئی کئی بار ایسا ہوا تو توجہ کی اور سمجھا کہ یہ تنبیہ اللہ پاک کی طرف سے ہے تب میں نے یہ سب کچھ ترک کر دیا اور اپنے والد بزرگوار کے چرواہوں کے پاس گیا اور ان کا لباس پہن لیا اور اپنا لباس اتار دیا اور زہنی دنیا اور رغبت الی اللہ اور رغبت الی الآخرت کو اپنا مقصد زندگی بنا لیا، عراق آیا وہاں کچھ عرصہ کام کیا اور طلب حلال میں محنت کی اور عبادت الہی اختیار کی مگر حلال خالص میسر نہ آیا تو بعض مشائخ سے معلوم کیا انہوں نے بلاد شام کا مشورہ دیا، میں نے بلاد شام کا رخ کیا اور منصورہ پہنچا وہاں محنت کی مگر تسلی بخش کیفیت حاصل نہ ہوئی، پھر مشورہ کیا تو بعض لوگوں نے راطوس کا

مشورہ دیا میں وہاں آیا اور باغوں اور کھیتوں کی نوکری کی وہاں ایک واقعہ اور پیش آیا کہ ایک صاحب نے کہا اوگران باغ ایک بڑا نار لاکر دے جو عمدہ ہو، میں گیا اور ایک بڑا نار لایا اس نے اس کو کھایا مگر وہ کھٹا نکلا تو اس پر اس نے کہا کہ تجھے اتنا عرصہ گذر گیا یہاں کھاتے اور رہتے اور تجھے پینہ نہیں چل سکا کہ کونسا کیا ہے، تب میں نے کہا کہ میں نے کبھی اس باغ کا پھل نہیں کھایا، اس نے کہا کہ تم ابراہیم ابن ادہم رضی اللہ عنہ تو نہیں ہو؟ میں نے جان لیا کہ اس نے مجھے پہچان لیا وہ چلا گیا اور لوگوں میں اس کے چرچے ہونے لگے، تب میں وہاں سے دوسرے شہر میں نکل گیا۔

سچ فرمایا اللہ تعالیٰ نے: **وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ** اور وہ لوگ جو ہمارے لئے مجاہدہ کرتے ہیں ان کو ضرور اپنے راستہ کی رہنمائی کر دیں گے اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ نیکو کاروں کے ساتھ ہے محنت کرنے والا کبھی ناکام نہیں ہوتا ایک اور موقع پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ **إِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ** بے شک اللہ تعالیٰ نیک کام کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا، انسان کو کوشش کرنا چاہئے کہ حلال اور پاکیزہ رزق کی تلاش میں رہے اور حرام اور زرمی سے ہر وقت سے بچتا رہے اس لئے کہ کھانے کا بہت اثر پڑتا ہے حلال کھائیں گے تو نیک کاموں کی توفیق ہوگی اور حرام مال سے انسان برائی میں مبتلا ہوگا اس لئے حلال کمائیں حلال کھائیں۔

اللہ تعالیٰ ہم کو اور تمام امت مسلمہ کو رزق حلال عطا فرمائیں۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

☆☆☆

زندگی حقیقت میں دل کی زندگی ہے

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ

الْحَمْدُ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنُسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ. وَنَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَنَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ. أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ. بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. يَعْلَمُونَ ظَاهِرًا مِنَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ الْآخِرَةِ هُمْ غَفْلُونَ. صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ.

مشفق و مہربان معلمات عزیزہ طالبات! زندگی حقیقت میں دل کی زندگی ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: **أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ**۔ سن لو اللہ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان ہوتا ہے اور جب دل کو اطمینان حاصل ہوگا تو پورے جسم کو سکون نصیب ہوگا اگر دل کو سکون نہیں ہے تو زندگی بھر سکون مل نہیں سکا اس لئے ہمیں ایسے کام کرنا چاہئے جس سے ہمارے قلوب کو سکون حاصل ہو اور وہ اللہ کی عبادت اور ذکر و اذکار ہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور بندوں کو حکم فرماتے ہیں۔ **يَا أَيُّهَا**

الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا وَسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا۔ اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرو اور صبح و شام اس کی تسبیح کرو۔ جن کی زندگیوں میں اللہ کا ذکر ہوتا ہے وہ کسی سے خوف نہیں کرتے اور اللہ تعالیٰ ان کو حقیقی سکون اور قلبی اطمینان عطا کرتا ہے ان کے راحت و آرام کے سامان نہیں ہوتے۔ ایئر کنڈیشن ان کے گھروں میں نہیں لگے ہوتے مگر اللہ تعالیٰ ان کو نعمت باطنی عطا کر دیتا ہے وہ ظاہری دولت اور جھوٹی شان و شوکت سے کہیں بڑھی ہوئی ہے۔

دل کو بھی عوارض لاحق ہوتے ہیں

انسانی جسم کو جو عوارض لاحق ہوتے ہیں وہ سب انسانی دل کو بھی لاحق ہوتے ہیں۔ جسمانی عوارض مادی اسباب کو اپنانے سے دور ہوتے ہیں جبکہ قلبی عوارض روحانی اسباب کو اپنانے سے دور ہوتے ہیں۔ جس طرح جسم بیمار ہوتا ہے، بے ہوش ہوتا ہے، بھوکا اور پیاسا ہوتا ہے، بالکل اسی طرح دل بھی بیمار ہوتا ہے، مدہوش ہوتا ہے، بھوکا پیاسا ہوتا ہے، جسم کی بھوک اور پیاس کھانے پینے سے مٹتی ہے، جب کہ دل کی بھوک اور پیاس تلاوت قرآن اور ذکر باری تعالیٰ کی روحانی غذا سے مٹتی ہے۔ جسم کو دوا کھانے سے شفا ملتی ہے تو دل کو تعلق باللہ سے شفا ملتی ہے۔ دل کی زندگی کا پورا انحصار اللہ سے جڑنے پر ہے، اسی لئے اس دنیا میں انسانی جسم پر صرف ایک مرتبہ موت طاری ہوتی ہے۔ انسانی جسم صرف ایک مرتبہ مرتا ہے، پھر اسے روز حشر ہی زندگی نصیب ہوتی ہے، مگر دل پر بار بار موت طاری ہوتی ہے، پھر وہ زندہ ہوتا ہے۔ جب جب انسان اللہ سے اپنا تعلق ختم کر لے اور اس کے احکامات و تعلیمات سے روگردانی کرے، اس کے دل پر موت طاری ہوتی ہے اور رجب جب وہ اللہ سے جڑے اور اس سے قریب ہونے کی کوشش کرے، ایک نئی

زندگی دل کو ملا کرتی ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کے دلوں پر بھی ان کے جسموں کی طرح صرف ایک بار موت اس دنیا میں طاری ہوتی ہو اور بڑے عاقل و لا پرواہ ہیں وہ لوگ جن کے دلوں پر بار بار موت طاری ہوتی ہو۔

جسم اور دل کی زندگی میں ایک بنیادی فرق یہ بھی ہے کہ عمر کے گزرنے کے ساتھ ساتھ انسانی جسم بھی کم زور اور بوڑھا ہوتا جاتا ہے جب کہ دل کا معاملہ بالکل اس سے مختلف ہے۔ اس کی طاقت اور کمزوری کا سارا دار و مدار اور اس کی جوانی اور بڑھاپے کا پورا انحصار عبادتوں اور ریاضتوں پر ہوا کرتا ہے، جس کا تعلق اپنے رب سے جتنا گہرا ہوگا اس کا دل اتنا ہی جوان ہوگا۔ اس معیار کو سامنے رکھ کر دیکھا جائے تو کتنے بوڑھے ہیں جن کے دل جوان ہیں اور کتنے جوان ہیں جن کے دل بوڑھے ہو چکے ہیں۔ کتنے صحت مند ہیں جن کے دل بیمار ہیں اور کتنے بیمار ہیں جن کے دل صحت مند ہیں۔ کتنے کم زور ہیں جن کے دل توانا اور طاقت ور ہیں اور کتنے طاقتور ایسے ہیں جن کے دل کمزور ہیں۔ کتنے خوش حال ہیں جن کے دل تنگ ہیں اور کتنے تنگ دست ہیں جن کے دل کشادہ ہیں۔ انسان کی حقیقی قیمت اس کے دل سے ہے نہ کہ جسم سے زندگی حقیقت میں دل کی زندگی ہے، اس کے بغیر محض جسم کی زندگی بے معنی ہے۔ اسی لئے اس انسان کے بدلنے کے لئے اس کے دل کا بدلنا از حد ضرور ہوتا ہے۔ جس کا دل نہ بدلے اس انسان کی تبدیلی کا کوئی اعتبار نہیں۔

ایک عربی شاعر نے کیا خواب کہا:

يَا خَادِمَ الْجِسْمِ كَمْ تَشْفِي بِخِدْمَتِهِ

فَأَنْتَ بِالْقَلْبِ لَا بِالْجِسْمِ إِنْسَانٌ

(اے جسم کے خدمت گزار! تو کب تک اپنے جسم کو سنوارنے کی بدبختی میں مبتلا رہے

گا، تجھے معلوم ہونا چاہئے کہ تو اپنے دل کی وجہ سے انسان ہے نہ کہ اپنے جسم کی وجہ سے)

دور حاضر کا ایک المیہ یہ ہے کہ اکثر انسانوں کے جسم آباد ہیں مگر دل ویران ہیں۔ بظاہر دیکھو تو انسان خوش پوشاک، حسین سراپا اور ظاہری چمک دمک لئے گھوم پھر رہے ہیں، مگر ان کے دل کی دنیا دیکھو تو رات کے اندھیروں سے زیادہ تاریک اور قدیم کھنڈروں سے زیادہ ویران نظر آتی ہے۔ جدید تہذیب نے انسان کو مادہ پرستی کا ایسا سبق پڑھایا ہے کہ وہ صورتوں کا پرستار اور حسین چہروں کا غلام بن کر رہ گیا ہے، جب کہ وہ اپنے دکھی صفائی اور طہارت باطن سے یکسر غافل ہے۔ نتیجے میں آج روئے زمین پر انسانی بھیس میں کتنے ایسے درندے پل رہے ہیں جن کے نزدیک نہ سیرت و اخلاق کی کوئی اہمیت ہے اور نہ ہی کردار و عمل کا کوئی وزن: **أُولَئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ أُولَئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ** (الاعراف: ۱۷۹) ”وہ تو جانوروں کی طرح ہیں، بلکہ ان سے بھی زیادہ گئے گزرے، یہ وہ لوگ ہیں جو غفلت میں کھوئے گئے ہیں۔“

وہ جسم کو سنوارنے کے لاکھ سامان کرتے ہیں مگر دل کو سنوارنے والے اسباب سے عاری ہیں۔ **يَعْلَمُونَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ الْآخِرَةِ هُمْ غَافِلُونَ**۔ (الروم: ۷) ”لوگ دنیا کی زندگی کا بس ظاہری پہلو جانتے ہیں اور آخرت سے وہ خود ہی غافل ہیں۔“ (از ماہنامہ راہ اعتدال، مئی ۲۰۱۲ء، عمر آباد)

دل کو سنوارنے کی ضرورت

ہمارے اکابر و اسلاف نے دل کو سنوارنے کے لئے بڑے مجاہدے کئے اور سنہ اللہ یہی ہے کہ جو لوگ ہمارے لئے مجاہدے کریں گے ہم ان کو سیدھے راستہ کی رہنمائی کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے قلوب کو اتنا صاف ستھرا کر دیا کہ دنیا کی گندگی ان کے قلوب پر اثر انداز نہیں ہو سکتی تھی وہ دنیا کو دھتکارتے تھے اور دنیا ان کے قدموں میں آ کر گر پڑتی ہیں مگر آج کل لوگوں کا حال یہ ہے کہ اپنے جسم کے لئے

بڑی محنت کرتے ہیں اس کے سینکڑوں اور ہزاروں خرچ کرتے ہیں جب کہ اصل دل ہے اس کی طرف توجہ دینے چاہئے اگر دل مطمئن رہا تو پورا جسم راحت آرام اور چین و سکون مل جائے گا لیکن جسم کے حسین و جمیل اور خوبصورت ہونے سے کوئی ضروری نہیں کہ دل کو بھی سکون و اطمینان حاصل ہو۔

اللہ تعالیٰ ہمارے قلوب کو بجلی و مصفیٰ بنائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

☆☆☆

قرآن کریم کی تلاوت کے بار بار اور مسلسل احکامات

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ
وَالْمُرْسَلِينَ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ. أَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ
الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ. بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. أُنْتُ مَا أَوْحَى إِلَيْكَ مِنَ
الْكِتَابِ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ. صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ.

سامعین عظام صدر معلّمہ مشفق و مہربان معلمات، عزیزہ طالبات!

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا آخری کلام ہے جو حضرت نبی اکرم ﷺ پر تیس سال
کے عرصہ میں موقع اور ضرورت کے لحاظ سے تھوڑا تھوڑا نازل ہوا جس کے حرف
حرف میں نورانیت ہی نورانیت ہے کتنے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کے سینوں
میں مکمل قرآن ہے اور اس کی تلاوت سے محفوظ ہوتے ہیں جس کے ایک حرف
پڑھنے پر دس نیکیاں ملتی ہیں: 'مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ امْتَالِهَا' جو ایک نیکی

لے کر آئے گا اس کو اسی جیسی دس نیکیاں ملیں گی صرف زبان کو تھوڑی سی حرکت دیتی
ہے کہ نہ کوئی محنت نہ مشقت دنیا کی چند کوڑیوں کی خاطر راتوں رات محنت کرتے
ہیں گھر بار اور وطن چھوڑ کر سینکڑوں ہزار میل دور چلے جاتے ہیں کیا قرآن کی تلاوت
کر کے ہم ان عظیم فوائد کو حاصل نہیں کر سکتے۔

تلاوت قرآن صرف ایک عبادت ہی نہیں

تلاوت کلام پاک ایک بہت بڑی عبادت ہونے کے ساتھ ساتھ ایمان کو
تروتازہ رکھنے کا موثر ترین ذریعہ ہے۔ قرآن صرف ایک بار پڑھ لینے کی چیز نہیں
ہے بلکہ بار بار پڑھنے اور ہمیشہ پڑھتے رہنے کی چیز ہے اگر قرآن بس ایک مرتبہ
پڑھ لینے کی چیز ہوتی تو کم از کم نبی اکرام ﷺ کو تو اس کے بار بار پڑھنے کی قطعاً
کوئی حاجت نہ تھی۔ لیکن قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو مسلسل قرآن پڑھتے
رہنے کی بار بار تاکید ہوئی۔ عہد رسالت کے بالکل ابتدائی ایام میں تو انتہائی تاکید
حکم ہوا کہ رات کا اکثر حصہ اپنے رب کے حضور میں کھڑے ہو کر ٹھہر ٹھہر کر قرآن
پڑھتے ہوئے بسر کرو۔ بعد کے ادوار میں بھی، خصوصاً جب مشکلات و مصائب کا
زور ہوتا تھا۔ اور صبر و استقامت کی خصوصی ضرورت ہوتی تھی، آنحضرت ﷺ کو
تلاوت قرآن ہی کام حکم دیا جاتا تھا۔ چنانچہ سورۃ الکہف میں ارشاد ہوا ہے: "وَأَنْتَلُ
مَا أَوْحَى إِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُونِهِ
مُلْتَحِداً" (الکہف: ۲۷) "اور پڑھا کر جو وحی ہوئی تجھ کو تیرے پروردگار کی کتاب سے۔
کوئی اس کی باتوں کا بدلنے والا نہیں اور نہ ہی تو کہیں پاسکے گا اسکے سوا پناہ کی جگہ۔"
أَنْتَلُ مَا أَوْحَى إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ (العنکبوت: ۴۵) "پڑھا کر
جو وحی ہوئی تیری طرف کتاب الہی اور قائم رکھ نماز کو!"

اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کی تلاوت مسلسل کرتے رہنا ضروری ہے اور یہ مومن کی روح کی غذا، اس کے ایمان کو تازہ اور سرسبز و شاداب رکھنے کا اہم ترین ذریعہ اور مشکلات و موانع کے مقابلے کے لئے اس کا سب سے موثر ہتھیار ہے۔ کتاب الہی کے اصل قدردانوں کی یہ کیفیت قرآن مجید میں بیان ہوئی ہے کہ: **الَّذِينَ اتَّيْنَهُمُ الْكِتَابَ يَتْلُونَهُ حَقَّ تِلَاوَتِهِ (البقرہ: ۱۲۱)** ”جن لوگوں کو ہم نے کتاب عطا فرمائی وہ اسکی تلاوت کرتے ہیں جیسا کہ اس کی تلاوت کا حق ہے“۔

تجوید

اس سلسلے میں سب سے پہلی ضروری چیز قرآن مجید کے حروف کی شناخت ان کے مخارج کا صحیح علم اور رموز اوقاف قرآنی کی ضروری معلومات کی تحصیل، جسے اصلاً تجوید کہتے ہیں اور جس کے بغیر قرآن مجید کی صحیح اور تلاوت ممکن نہیں۔

روزانہ کا معمول

قرآن مجید کے حق تلاوت کی ادائیگی کے لئے دوسری ضروری چیز یہ ہے کہ تلاوت قرآن کو زندگی کے معمولات میں مستقل طور پر شامل کیا جائے اور ہر مسلمان تلاوت کا ایک مقررہ نصاب پابندی کے ساتھ لازماً پورا کرتا رہے۔ مقدار تلاوت مختلف لوگوں کے لئے مختلف ہو سکتی ہے۔ زیادہ سے زیادہ مقدار جس کی آنحضور ﷺ نے توفیق فرمائی ہے یہ ہے کہ تین دن میں قرآن ختم کیا جائے یعنی دس پارے روزانہ پڑھے جائیں اور کم سے کم مقدار، جس سے کم کا تصور بھی ماضی قریب تک نہ کیا جاسکتا تھا یہ ہے کہ ایک پارہ روزانہ پڑھ کر ہر مہینے ایک قرآن ختم کر لے۔

(ڈاکٹر اسرار احمد، مفسر قرآن، کراچی پاکستان)

صحابہ کرام ایک ایک رات میں کئی کئی پارے تلاوت کرتے تھے بلکہ بعض صحابہ کرام تو ایک ہی رات میں پورا قرآن مجید پڑھا کرتے تھے اور بعد کے ادوار میں بھی تلاوت قرآن کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر رمضان کے مہینے میں اکٹھے قرآن ختم کرتے تھے تیس دن میں تیس رات میں اور ایک تراویح میں ہم اگر کمزور ہیں اتنا نہیں پڑھ سکتے تو کم از کم مہینے میں ایک دو قرآن تو ختم کر سکتے ہیں عزم و ہمت کریں کوئی مشکل کام نہیں۔

اللہ تعالیٰ تلاوت قرآن کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ



حضور ﷺ کی ہجرت

خالص رحمت الہی کے سائے میں

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ
وَالْمُرْسَلِينَ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ. أَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ
الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ. بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. إِلَّا تَنْصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ
اللَّهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ. إِذْ يَقُولُ
لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا. صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ.

محترمہ صدر معلّمہ، مشفق و مہربان معلمات، عزیزہ طالبات!

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی رشد و ہدایت کے لئے ایک لاکھ سے زائد انبیاء نے
کرام ﷺ کو مبعوث فرمایا۔ سب سے پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام اور سب سے آخری
نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں ربیع الاول کے مہینہ میں پیر کے دن صبح کے ولادت
باسعدت ہوئی ہے والد محترم کا سایہ سر سے اٹھ جاتا ہے اور جب چھ سال کی عمر کو

پہنچتے ہیں تو والدہ محترمہ کا وصال ہوتا ہے پھر آٹھ سال کی عمر کو پہنچتے ہیں تو دادا
کا انتقال ہوتا ہے اس کے چچا ابوطالب پرورش کرتے ہیں اور چالیس سال کی عمر
میں تاج نبوت سے سرفراز کیا جاتا ہے اور اعلان نبوت کرتے ہیں تو مکہ کے سردار
مخالفت کرتے ہیں خود آپ ﷺ اور آپ کے جان نثاروں پر ظلم و ستم کے پہاڑ
توڑتے ہیں پھر ہجرت کا حکم ہوتا ہے صحابہ کرام ہجرت کر جاتے ہیں اور سب سے
اخیر میں آپ ﷺ ہجرت کرتے ہیں۔

جناب صدر الدین البیانوی لکھتے ہیں: کہ واقعہ ہجرت کو جو بھی پڑھتا ہے
حیران رہ جاتا ہے کہ آپ ﷺ نے اس سفر کی کتنی ہمہ پہلو تیاری کی۔ پوری منصوبہ
بندی کے ساتھ، تمام ممکنہ وسائل کو آپ بروئے کار لائے حالاں کہ آپ ﷺ کو وحی
رہانی کی مکمل تائید بھی حاصل تھی اور اللہ قادر مطلق اس بات کی مکمل طاقت رکھتا تھا
کہ آپ ﷺ اور آپ کے تمام اصحاب بغیر کسی تکلیف اور مشقت کے مدینہ
پہنچا دیئے جاتے۔ لیکن اللہ عزوجل کو امت کے لئے ابدی قانون اور داعیان حق
کے لئے بہترین سنت قائم کروانا تھی۔ آئیے آپ ﷺ کی تیاریوں اور منصوبہ بندی
کی کچھ جھلکیاں دیکھیں: ● دو تیز رفتار سواروں کی یوں تیاری کی کہ چار ماہ تک
دونوں اونٹنیوں کی خوب دیکھ بھال کی گئی اور عین سفر ہجرت کے موقع پر انہیں ضروری
ساز و سامان سے پوری طرح لیس کیا گیا۔ ● راستوں کے ماہر عبداللہ بن اریقظ کو
راستے کی نشان دہی کے لئے باقاعدہ اجرت پر ساتھ لیا۔ اگرچہ عبداللہ اس وقت
مشرک تھے، لیکن اپنے کام میں خوب مہارت رکھتے تھے، اس لئے آپ ﷺ نے
ان کا انتخاب کیا۔ ● زادراہ اور سامان خورد و نوش کا باقاعدہ انتظام کیا گیا۔ حضرت
اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا شام کھانا پہنچایا کرتیں اور عامر بن فہیرہ رات کو دودھ پہنچایا
کرتے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی جمع پونجی (تقریباً چھ ہزار درہم) سفر میں اپنے

ساتھ رکھی۔ ● ہجرت کے معاملے کو مکمل راز داری میں رکھا گیا۔ صرف انہی چند لوگوں کو اس کی خبر تھی جنہیں براہ راست اس منصوبے کو عملی جامہ پہنانا تھا، راستوں کے بارے میں دشمنوں کو مغالطہ دینے کے لئے آپ ﷺ نے جنوب میں واقع یمن کا راستہ اختیار کیا حالانکہ مدینہ سمت شمال میں واقع ہے، اسی طرح دشمنوں کی نقل و حرکت سے لمحہ بہ لمحہ باخبر رہنے کا انتظام بھی تھا۔ ● غارتور میں تین روز تک قیام پذیر رہے تاکہ دشمن کی تگ و دو ماند پڑ جائے، قدموں کے نشان منانے کا بھی مکمل انتظام کیا گیا، کہ کہیں یہ نشان کفار کو سمتِ سفر اور جگہ کی تعیین میں مدد نہ دیں۔

ان تمام اسباب و وسائل کی باحسن فراہمی کے بعد اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسہ اور اسی پر مکمل اعتماد تھا، آئیے! توکل علی اللہ کے جذبے سے لبریز وہی مکالمہ ایک بار پھر گوش ہوش سنیں۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ: اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر ان (تعاقب کرنے والوں) میں سے کسی نے بھی اپنے قدموں پر نظر ڈالی تو ہم ضرور دیکھ لئے جائیں گے۔ رسول اکرم ﷺ: ابوبکر رضی اللہ عنہ! ان دو کے بارے میں تمہارا کیا گمان ہے جس کا تیسرا اللہ تعالیٰ خود ہو۔

اللہ پر کامل اعتماد، بہترین تیاری، منصوبہ بندی اور فراہمی اسباب و وسائل کے بعد پھر اللہ تعالیٰ پر توکل اور بھروسہ برحق ہے، اس سارے عمل کا براہ راست پھل اللہ تعالیٰ کی نظر عنایت اور سفر ہجرت کی بحفاظت تکمیل کی صورت میں برآمد ہوا تھا۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بے مثال قربانی

سفر ہجرت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی جانب سے رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ اقدس کے لئے فداکاری اور محبت کی بے مثال تصویر ہمارے سامنے آتی ہے۔

انہیں اس ذمہ داری کا پوری شدت سے احساس تھا کہ انہیں کتنی عظیم ہستی کو منزل مراد تک بحفاظت پہنچانا ہے۔ راہِ خدا میں اپنے مشن کی تکمیل کے لئے کس جذبے، محبت و فداکاری کی ضرورت ہے، احیائے اسلام کے لئے جدوجہد کرنے والوں کے لئے اس میں اہم سبق ہے۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کیا کہتے ہیں: ”اللہ کی قسم! اس (غار) میں آپ سے پہلے میں داخل ہوں گا، اس میں اگر کوئی خطرناک چیز ہو تو آپ کے بجائے مجھے نقصان پہنچائے،“ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ غار میں موجود تمام سوراخ بند کر چکے تو ایک سوراخ ایسا باقی تھا جو بند نہیں کیا جاسکا تھا۔ اسے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنا پاؤں رکھ کر بند کر دیا۔ نبی کریم ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زانو پر سر رکھ کر سو گئے۔ اسی دوران بل میں موجود کسی زہریلی چیز نے ڈنک مارا لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ ہلے تک نہیں کہیں آپ ﷺ کی نیند نہ خراب ہو جائے۔ یہاں تک کہ تکلیف کی شدت سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے بے اختیار بہہ پڑنے والے آنسو آپ ﷺ کے چہرہ انور پر گرے تو صورت واقعہ کا علم ہوا۔

پھر مدینہ کے راستے میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کبھی آپ ﷺ کے آگے چلتے تو کبھی پیچھے۔ نبی کریم ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اضطراب کو بھانپ گئے، پوچھنے پر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: یا رسول اللہ ﷺ! جب مجھے کفار کی طلب اور جستجو یاد آتی ہے تو آپ ﷺ کے پیچھے چلنے لگتا ہوں اور جب ان کا اعلان کردہ انعام میرے ذہن میں آتا ہے تو آپ ﷺ سے آگے چلنے لگتا ہوں، فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ کوئی چیز ایسی ہے جو تم پسند کرتے ہو کہ میرے بجائے تمہیں مل جائے؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: جی ہاں! اس راہ میں مارا جانا۔ میں اگر قتل ہوتا ہوں تو میں اکیلا ہی مارا جاؤں گا اور اگر آپ ﷺ شہید ہو گئے تو گویا ساری امت ہلاک ہو گئی۔

کتنی محبت تھی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم سے ہرگز یہ گوارا نہ تھا کہ ان کے ہوتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی معمولی تکلیف بھی پہنچے۔ جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو کفار کی طرف سے ان کو بھی بڑی تکلیفیں پہنچائی گئیں ایک دفعہ تو کفار نے مار مار کر بیہوش کر ڈالا لیکن جب بعد میں ہوش آیا تو یہی سوال کیا لوگوں سے کہ میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کیسے ہیں لوگوں نے کہا کہ انہیں کی وجہ سے یہ حالت ہوئی اور انہیں کو پوچھ رہے ہو مگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کی ذرہ بھی پروا نہ کی یہ تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت کہ سب کچھ آپ کے لئے قربان کر دیا، اسی قربانی اور محبت کا نتیجہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو نبیوں کے بعد سارے انسانوں سے بڑا مقام و مرتبہ عطا کیا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ جیسی محبت اور اسلام پر مرٹنے والا بنائے۔ آمین ثم آمین!

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

بجملہ اللہ تعالیٰ

”طالبات تقریر کیسے کریں؟“ کی جلد دوم تمام ہوئی۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ وَّآلِهِ وَاَصْحَابِهِ اَجْمَعِيْنَ
بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ .

❦❦❦

شیخ طریقت حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی ایم ڈی حفظہ اللہ

کی مزید تالیفات

۱	خوابوں کی تعبیر اور ان کی حقیقت	جلداول و دوم (سوم زیر طبع)
۲	انوار السالکین	
۳	انوار طریقت	
۴	تصوف کی حقیقت	
۵	سفر نامہ جنوبی ہند تا جنوبی افریقہ	
۶	مفتاح الصلوٰۃ	
۷	ملفوظات حبیب الامت <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	دو جلدیں
۸	سوانح حاذق الامت <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	
۹	پیارے نبی کی پیاری دعائیں	
۱۰	خطبات رحیمی	دس جلدیں
۱۱	خطبات حبان برائے دختران اسلام	دس جلدیں
۱۲	تفسیری خطبات حبان	دو جلدیں
۱۳	خطبات رمضان المبارک	چار جلدیں
۱۴	طالبات تقریر کیسے کریں؟	دس جلدیں
۱۵	خواتین کے لئے منتخب تقاریر	
۱۶	خواتین کے لئے اصلاحی تقاریر	
۱۷	مستورات کے لئے انقلابی تقاریر	
۱۸	الحب النبوی <small>صلی اللہ علیہ وسلم</small>	
۱۹	زیارات حریم شریفین	
۲۰	مجالس رحیمی	
۲۱	فیضان لنگوہی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	
۲۲	اسرار طریقت	(زیر تیج)
۲۳	انجمن دیندار چین بسویشور مسلمان نہیں	
۲۴	رمضان المبارک کے مسائل و فضائل	
۲۵	مغربات حبابی	

☆☆☆